

جلد

# تاریخ و ماہیہ

ابراہیم خان قادری

مکتبہ معین الاسلام  
کارنگھ ہاؤس لاہور

ایک ہمدردانہ غلط فہمی کی تحقیق۔ ملک ملت کے سچے وفادار خادم اور

## تحریک آزادی کے ہیرو

مشائخ و کلمائے اہل سنت و جماعت ہیں یاد دہانی مولوی باقر  
اس کے ضمن میں قابل توجہ حقائق کی روشنی میں اس عہد و لوہا بآئینہ نگاہی لیکن نامہ حال

## مکمل تاریخ و بابیہ

بڑی کدو کاوش کے ساتھ مرتب کی گئی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ رسالہ دو ماہیوں کے مصلحتی و غرضی کردار پر مشتمل ہے جو مسلمانان ہند و پاک کی  
جدوجہد آزادی کی تاریخ سے متعلق ہے۔ اس لئے اس پر اسی نقطہ نظر سے نظر کرنا چاہیے۔  
اور کسی تنگ نظری تصدیق کے باعث اسے قہر و ارادہ نقطہ نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے کہ یہ  
موجودہ محض تاریخی ہے۔ تاہم بعض واقعات کو تہلکا کھٹکا یا نہیں جاسکتا۔ اور کوئی بھی  
قوم اپنے خفیہ دوست و دشمن کی بہرہ رسانی کی خاطر تاریخ کو کھٹکا کر سکتی ہے۔ زہد نہیں  
وہ سنی۔ پیغام پاکستان کے بعد اگر نظر پر پاکستان کے مخالفین پاکستان سے وفاداری کا  
دھڑکی کریں اور یہ ظاہر ان کی وطن دشمنی کا کوئی ثبوت بھی ملے تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ  
اپنے اس دھڑکے وفاداری میں مشغول ہو کر اپنی دنیا جہاد اسلام ضرور کریں گے۔ کایسے لوگوں  
کو قوم کے ہیرو اور نعرہ بکراؤ والی کے راہنما قرار دینا ضرورت اور ملزم نظر آئے اور نہ ہی پاکستان  
بہر حال ان کی مرضی کے خلاف معروضی و مجبوری آئی ہے اور انہیں مجبوراً قبول کرنا پڑا ہے۔  
اس لئے ان لوگوں سے جیسا کہ پیشابا دور گفتاور ہے کی ضرورت ہے۔

ابو الحسن علی قادری

طابع و ناشر  
ملکتہ معین الاسلام — کارخانہ بازا — لاہور — پاکستان۔

# معنون؟

اُن مجساہدین آزادی کے نام

\_\_\_\_\_ جنہیں \_\_\_\_\_

ابن الوقفوں کے غلط پروپیگنڈہ کی بدولت

\_\_\_\_\_ قومی تاریخ میں \_\_\_\_\_

سچ مقام حاصل نہ ہو سکا

\_\_\_\_\_

مکتبہ قادریہ

شامی بازار شاہ پور چاکو





ٹھکانے اور طرفدارانہ توہین کی جان و مال عزت و ناموس پر حادہ و صدمہ بکھیرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ طوائف کھانا کھا کر اور کھیرا پلا کر غیر مسلموں کو کھانا کے توسط سے معلوم چاہنا۔  
 یہ کہ ان کے اظہار کا رقص تو دلجوئی، خود مسمی، مسکرائی اور غلام پرست و ست فحش کوشش کوئی  
 بھی نہیں ہے۔ اور اگر حق پر ہے، چنانچہ اور غلو کو مسلمانوں کو کھانے کے نام پر حقیقی مسلمانوں کو کھانا  
 سے قاصر ہی بن کر ان کی رہائی کے نام پر جوتہ ہے کہ ان کو جوہر کا دوہرا حاصل اظہار کی جوتہ  
 کے ساتھ ساتھ نہ صرف مسیحی جوہر حاصل ہو، بلکہ غلامانہ طریقہ جوتہ کے مسلمانوں کے ساتھ جوہر حاصل  
 غلامانہ ہی رہے۔ روزتہ رہنے کی جوتہ اور غلامانہ سعادت حاصل ہو، بلکہ ان کی رہائی شامل رہے۔ مگر  
 ان تمام افعال کے باوجود ان کو ان اسلام پر حقیقت نہیں تھی۔ غلیظیات، اسلام پر حقیقت، اسلام  
 عمل کی صورت کو انہیں مسلمان سمجھیں، اور انہیں اسلام کا نام لے کر ان کے حقوق حاصل ہوں، انہیں روزتہ  
 اور انہیں اسلام کی صورت دینی دینے کے لیے انہیں اسلام کا نام لے کر ان کی صورت کے کوئی ایک اظہار ہے۔

ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی سے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو میری قوم کے لیے ایک نیکو کار ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو میری قوم کے لیے ایک نیکو کار ہے۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جو میری قوم کے لیے ایک نیکو کار ہے۔

[illegible]











اگرچہ اس کے مقابل نہ ہو سکے۔ تاہم بیگ شاہ ہے کہ وہ اپنی مورچوں کی بدولت انگریز اپنے اس مقصد میں ناکام سے لڑا وہ ۷۰ سیاح ہارے۔

[illegible][illegible]

[illegible]

یہ اخبار جنگ افغانستان پر منقسم چند و نشان میں لکھتے اور وہیں  
کاغذ ہونے کے نالوں کے خلاف جیکم حکومت کے انتہائی کڑے دعوے پر ایک  
کاغذ اپنا نام اور دوش لپاس ہے وہ اگر یہ جتنی جلد دیکھنے کو تو میں ممکن تھا  
ہندوستان کی بھارتی حکومت کے سامنے لکھا جا سکتی ہو۔ اسلام آباد کے  
ان کی افواہیں ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئیں۔ میں نے قسماً اسلام میں کو سفارت خانہ  
سے بلند قرار دے کر اسے ایک مسلمانوں کے ہمیت کے لئے جاری افواہی اخبار  
کاغذ کے گرد لپاس لگا دیا۔ اخبار جنگ مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۲ء

مرکز کلامی و تبلیغی و مطالعات و نشریات خواجہ شمس الدین عظیمی راسخونہ

قلماء کے خلاف مجتہد احمد کی تہذیبی و فکری پاکستان کے سرے سے ہی خلاف تھے۔  
 انصار جنگ کو بھی ہم ان کو سرسبز

شہزادہ کی سسرالیہ کے صبر و ادب اور شوقِ ان کی فراموشی از مشرق احمد رضا علی خان کوثری  
سادہ عالم اور مکتبہ کی پوزیشن ایک ایسا سماں تھا کہ جو کہ جس کے علم میں نہ آ سکتا تھا  
یہ عمارت سے خبردار کیا ہے جو کہ ایک دانشور کے دورِ ان کا گویا جس کے ہاتھ  
ہو کر گئے ہیں انہوں نے کہا کہ تو نے کتنی تعمیری سرگرمیوں میں مصروف  
ہو ہو سکتے صرف انہی لوگوں سے غلبت سرگرمیوں کی توقع کی جا سکتی ہے۔ جو  
ہو گئے ان میں سے سرگرمیوں کو روکا جا کر چکے ہیں۔ اور ان کے علمی مشاہدات

[illegible][illegible]



مقام تہجد ہے کہ بعض تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اس سے پرہیز کیا اور  
 زبردستی تاریکی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ سید احمد رضا نے بریلوی مولوی محمد علی  
 دہلوی - مولوی نذیر حسین دہلوی - مولوی رشید احمد گیسوی اور دیگر پیشوا یا  
 واپس نہیں آج بڑی شد و بد کے ساتھ گزشتہ انقلاب کے دشمن، کما دیریں اسلام  
 اور تحریک آزادی کے راہنما قرار دیا جا رہا ہے۔ خود وہ اپنی تصانیف سے ان کا  
 حکومت پر نیک و نفاذ اور جان نثار اور مددگار ہونا انہیں سنائے۔

اس کتاب میں پیشوا یا دین و دینیہ کے کارنامے بالتفصیل اور باحوالہ پیشوا  
 خدمت گرد یا بڑوں - ناظرین ان حوالوں کو دیکھ کر کتب میں دیکھ کر لکھ سکتے ہیں۔  
 خدا گواہ ہے کہ اس کتاب کی تصانیف و اشاعت سے کسی کی آزادی یا  
 کسی پر پے ہا الزام و اتہام منقطع نہیں۔ بلکہ تاریخی حقائق کی روشنی میں آزادی  
 فیض اور علم و حقیقت طلب ہے۔ انگریز میر تقی میر نے تصنیف کی تاریخی حقیقت  
 ہے۔ جبکہ تاریخی حقائق کو سمجھ کر نہ کی مطلق روشنی کی جا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ  
 ہمارے ہی فلسفے کے استفادہ کے لئے اس کتاب کی تصانیف و اشاعت مسلمانیت  
 ضروری ہے تاکہ ہماری نوی تاریخ کا رکارہ قوی و درست رہے۔

بقول جناب میر تقی میر صاحب اشعار: جو صاحب سیاست ایسے کہ ہیں کر  
 تاریخ پر صفا لگے۔ مگر تاریخی حقائق و حرم نظر نہ لگیں تو تاریخ کے واقعہ کاروں  
 کا یہ تاریخی فرض جو جاتا ہے۔ کہ وہ حقائق پر پروہ نہ چڑھا رہتے ہیں۔  
 روزنامہ سرباز کو ایسی مورخہ واقعہ ۱۹۶۵ء

لفظ

الغیر الزامی - ایہ انسان ہم عمر و زمانہ علی غازی فرقہ  
 منجمود و مسلحہ مورخیکم است مشہد

۴۸۶  
 ۹۲

## تہجد

ستیزہ کاروں کے لئے نازل ہے تا امرور  
 چراغ - غفوی سے مشعل برپا

برا وراہ اسلام: تہجد و بیست و نہ طراک تہجد تعلیم ہے جس کی بنیاد  
 علی مسلم و عجمی پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب و امانتے نبیوب حضرت محمد رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مرحومہ کو آج سے تہذیب و تمدن و سوسائٹی قبل ہی  
 اس تہذیب سے آگاہ فرما دیا تھا اور حوائج و دہلیوی کی علامت بیان فرما کر کہا  
 ارشاد فرمایا: اتالمسود یا تاحمد! اور یہ ایسے لوگوں کو اپنے سے دور رکھنا  
 و ترک ان سے دور رہنا حضرت ابو سعید خدری جی اشرف سے روایت ہے۔  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہوا مال نیست تقسیم فرما رہے تھے کہ عہد  
 رحیل کتبہ للعبادہ مشرورین المؤمنین غاشقہ لعیبہن ما فی الخبیث  
 لحدیث المرأس فقال: تو! اللہ یا محمد! قال فقال رسول اللہ صلی اللہ  
 علیہ وسلم ویربط اللہ ان غصبہا کما قنچی علی اهل الزمر ولا  
 گمونی قال ثم ادبوا لہم لیل و استاذن لیل من لیل و لیل و لیل و لیل  
 ثم واد انما سأل بن الولید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 ان من شایئتی ہذا قوم یلقیہ ربوب العزیز ان لا یجحدوا حبرا و حبرا  
 یقتلون اهل ولا سلا و یبدا عوت اهل الا و ان یسرقون من  
 لا سلا و کما یسرق و لا یسرق من الی مہ - احدیت و صلہ علیہ  
 پس ایک شخص آیا ابھی بڑی گھن و افسوس والہ - بندہ رسا روں - و عینی بھوک  
 اگھوں و ان پیشانی ابھی بھوک - اشرع سے بھوکا ہوا - اس نے کہا: اے  
 محمد! اللہ سے ڈر۔ یعنی مال نیست تقسیم کرنے میں ہے۔ لہذا فی ذکر رسول اللہ صلی

[illegible][illegible]

شیخ محقق الامام عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کی شریعت مشکوٰۃ  
شعبۃ الطہارت جلد ۱ میں ان علامات کے تحت معاشیہ پر مرقوم ہے: این علیہ  
ولادت اور در شہادت و حیات و قساوت قلب و درمختار راجع بخیر و شر  
یعنی شہادت و حیات اور قساوت قلبیہ پر ولادت کرنا ہے اور صاف قادیانی  
ایسے ہی ہوتے ہیں۔ ناظرین۔ مخارج و باطنیہ کے حالات اور ان کے لازماً طری  
سے بیسولت سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہی وہ گروہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ لوگ مہینہ نماز اور روزہ دار ہونے کے باوجود  
اور اسلاف و تبار و اقربان کو کفر بھی دیں۔ اسلام سے جدا ہو جائیں گے۔ ان کے لئے ایسی  
قرآن اور روایت ایسی ہے خالی ہوئی گئی۔ قرآن ان کی زبانوں پر ہی ہوا۔ ان کے لئے  
نیک نہیں آؤ گئے۔

[illegible]

[illegible]

اشنعالی انگریز تحریروں کی وجہ سے قتل اسلام میں انشمار و افترا کی ہر بات ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کتابیں قرآن کریم کے اسلام کو ان کے قتل سے خبردار فرمایا اور پانچ ارشادات سے واضح فرمایا کہ ان کے مادی جوئے و روزہ دار جوئے، محافظ قرآن اور قاری قرآن جوئے سے جوئے نہ کھانا، ان کی مواضع صورت و لباس اسلامی اور بول چال نہ کھانا، ان کے تجتہ و دستار کو دیکھ کر ان کے دام ویر ہو جائیں نہ کھانا کہ یہ لوگ تمہارے لیے چھپے اور تمہیں بظاہر ظہور دینی ہیں۔ آج کے ہر مسلمان

پس پھر روئے تھرپاکر پیدا دوست

ہو گا کہ ان کا فتنہ دنیویع اور سلسلہ قیود کو دھوکہ دینے کا ہے اور ان کے خلاف اس لئے  
مختصہ ہو گا۔ یہاں تک کہ وہ کسی ایسی شے کو چھپا کر رکھنے کی خاطر کہیں غریباں یا بیس لاکھ  
میں الاسلامیہ مسئلہ (۱۹۷۳ء) کہیں ارشاد فرمایا ہیں قیود میں اللہ  
درخاری (۱۹۷۳ء) اور کہیں بلا حاشیہ فرمایا ہے۔ لہذا یہاں سے  
حنا جودھ ریختاری (۱۹۷۳ء) یہ لوگ غار از اسلام ہیں گے۔ یہ لوگ  
وہیں سے نکل جائیں گے۔ ان ایمان والوں کے حلقے سے نیچے تھیں اور یہی  
ان کا دھوکا اسلام، دھوکے وہیں اور دھوکے ایمان کے بعض فریبی و دھوکے  
ہو گا۔ ان کے دل، اساتذہ، اور ان ایمان والے خالی اور بے ہوش ہیں گے۔ یہ  
حضور علیہ السلام نے واضح فرمایا کہ ۔

علاقہ نجد سے شیطان فی گروہ کا نامور مجرم

ملاحظہ ہو۔ چنانچہ میں نے اس پر غور و فکر کیا کہ اب اس وقت کو دیکھ لیتا ہوں۔  
میں نے ان مرضیوں کو دیکھا ہے۔ وہ اپنے حق پر قائم رہا۔ اللہ تعالیٰ رحمہ علیہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت دے دی۔ ان کی برکت و مغزور  
ہوا۔ ان کے سامنے میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ ان کے سامنے میں نے





گوشت اور غلات اسلام قرار دے کر قتل، مسلمہ میں انکسار پیدا کرنا شروع کر دیا اور توحید کی آیتیں سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فہمائی وصفت عا لیا کہ انکا دیکھنے لگا جو بعض خراسان و حدیب سے ثابت اور مسلمہ کے اقتضا سے ان پر متعلق ہیں۔ انہیں باطنی عقل و دانستہ اور اولیاء اللہ کی شان میں درپردہ دشمنی اور توہین و عقیق میں معصوف ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء اللہ سے توکل کو شرک و کفر قرار دے کر تمام مسلمانوں کو مشرک و کافر ٹھہرایا اور انہیں واجب القتل قرار دے دیا۔

اس نے یہ خطا اعلان کر دیا کہ اصلی ایمان اور توحید یہی ہے۔ جسے میں پیش کر رہا ہوں۔ اور جو کوئی میری ان باتوں کو صحیح نہیں مانتا وہ فلیحاکم فرسے۔ اسے قتل کرنا اور اس کے مال و متاع کو لوٹ لینا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ اس طرح اس نے تمام مسلمانوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ (۱) بدعتی و مشرک و کافر مسلمان (۲) میرے مسلمان یعنی صرف وہ مسلمان جو میری باتوں کی من گھڑت توحید کے تسلیم کریں۔ اس طرح اس نے صرف اپنے پیچھے کو محدود مسلمان قرار دے کر دوسرے تمام مسلمانوں کو زمرہ کفار میں شامل کر کے کھنوسی صادر کیا کہ مشرک مسلمانوں کا قتل اور مال غلامی ہے۔ ان کے خلاف جہاد کرنا واجب ہے۔ رفتہ رفتہ کچھ ناچھ مارا وہ لوح مسلمان اس کے رام نزد پر ہونے لگے اور زیادہ مزاحمت مارے کہ توحید اور انبیاء اس کی جماعت میں شامل ہونے لگے۔ اور باخراش کے اور اس کی جماعت کے باطنی ہزاروں بے گن مسلمان غفلت اور کھوتی تباہ و برباد ہو گئے۔ مسلمان جو باہوں کے بار بار حملوں میں محصور ہوئے اور ہر طرحی عورتوں تک کو تہ تیغ کر دیا گیا اور توہان لوگوں اور کھوکھیا کو شام اور بوزاریاں بنا لیا گیا مسلمانوں کے مال و متاع کو لوٹ کر ان کے گھروں کو بھرا گیا اور ان کی سستیوں کو باطل کر دیا گیا۔ ان پر ان لوگوں نے مسلمانوں پر ۲۱ ائمہ غلامی و غلامی سے جو تا قیامت قرار دئے تھے ان کے ہاں سکیں گے مگر یہ

۱۰ جسے بسا آرزو کہ خاک شدہ

اسب کچھ کرکھنے کے باوجود ابوالولہ کا امیر و بادشاہ بنے کا خواب شروع تھویر ہو سکا اس قدر مجبور تھویر کہ نتیجہ میں جب ریاست و امیر قائم ہوئی تو اس کا امیر کوئی دوسرا بنا اور خود قرآن الشیطان امین عبد الوہاب بنی سنیوں جو انہم و متعلقہ باوجود بعضی گروہوں پر لا کر انہما فی ہون گیا۔ اب اس اہل کی تعقیب علی غلطہ فرما لیتے۔

تحریک اہل بیہ کے ابتدائی ایام | امین عبد الوہاب نجدی نے سنیوں کو بات بات پر بدعتی و مشرک اور کافر کہنے کی ابتدا کی اور من گھڑت مسائل کی تبلیغ کرتے لگا۔ تو بیہ مسلمانوں میں سخت اضطراب و حیران ہوا۔ تمام دعوایں میں اس کے خلاف نظر پھیلنے لگی۔ اس کے والد عبد الوہاب نے اپنے دشمنیہ کے قاضی تھے، اپنے بیٹے کو باز رکھنے کی ہمت کو شش کی۔ مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا تاہم کچھ عرصہ بعد جب اس نے دیکھا کہ مسلمانوں کا اشتغال بڑھ رہا ہے۔ تو اس نے اپنی غیر اسی میں دیکھی کہ اس مقام کو غیر اہل و کفر کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دیا کرے۔ یہاں سے رخصت ہو کر کرکھ تہ تیغ اور کے بعد مدینہ منورہ آکر شیخ عبد اللہ بن ابی زیم بن سیف و دیگر علماء تہمت مقدسہ سے تطہیر حاصل کرنا شروع کی۔ مگر یہاں بھی اس کی طبیعت نہ لگی۔ اور گروہوں کے طور پر بیہ دست دھونے شروع ہوا اس کے استاد بھی اس کی اقتدا دینے سے وادع ہر کچھ تھے ایک موقع پر تو اس کا ذاتی الصغیر لکل خاص ہو کر رہ گیا۔ ہزاروں کہ ایک روز جبکہ سب معمول عاشقان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و مقررہ نبوی پر تھے اور باہر گاہ و رمال میں صلوات و سلام عرض کرتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے استغناء و تکرار میں مصروف تھے اور ابوالولہ بیہ نجدی دور کھڑا ناظر ہو رہا ہوتا۔ شیخ محمد بن عبد الوہاب مطہر و صریح لکھنے لگا کہ اہل غلامی و غلامی

ایہیں دیکھ دیا تھا کہ عمارت منہ می نے اسے اس طرح کھڑا رکھا کہ ان لوگوں  
 کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ شیخ نجدی بھٹ پول تھا۔ اس کا لڑکا  
 متحکم تھا۔ خلیفہ جو باطل تھا اس کا لڑکا بھٹ پول تھا۔ شیخ نجدی کے  
 بھائی تاجی و میر باوی اور ان کے اہل باطل و فطرت تھے۔ شیخ نجدی کے  
 بھائی عطاء کمار داس کے اس اعلان سے مدینہ منورہ میں بھی کئی فرقہ نما  
 توجہ دے کر عشاقی رسول منہول تھے۔ افسوس کہ یہ فتنہ چلے گئے اور ملت یہاں  
 نکلتا کچھ گئی کہ اس کا مدینہ منورہ میں عکس پڑا مکمل ہو گیا۔ اور عسکر ریدوں  
 سے کوئی کر کے بصرہ آگیا۔ یہاں شیخ محمد مجبوی کے پاس اس کا ایک مدرسہ  
 تک قیام رہا۔ یہاں اس نے شیخ محمد مجبوی کو اپنی ایک مہم پر بلانے کی چری کوئی  
 کی مگر نام نہاد۔ اپنے منصوبے کے مطابق یہاں بھی اس نے مسلمانوں پر شرمک و  
 کفر کے فتوے دینے شروع کر دیے تھے۔ اس نے یہاں بھی فتنہ و فساد کی آگ  
 بھڑک اٹھی۔ بصرہ کے علماء اور عام مسلمان اس کی دہریہ و بخی اور بیہودہ  
 فتویٰ باز سے اس قدر تنگ آ گئے کہ انہیں بصرہ سے اس کے اخراج کے  
 سوا کوئی مشورہ نظر نہ آئی۔ چنانچہ اسے دلیل و دعا کر کے وہاں سے نکال دیا۔  
 اب اس کا ارادہ تھا کہ کشتہ شاہ دکن اپنی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنائے مگر  
 اسے اپنی بے سرو سامانی کی موجودہ حالت کے پیش نظر اپنا ارادہ بدلنا پڑا اور  
 نہایت سراسیمگی کی حالت میں بغداد میں پناہ لینے لگا۔ وہاں اسے دیکھ  
 کہ اس کا والد شہر عینہ کا ناخوش تھا۔ مگر وہاں اس کے بیٹے کی طرف توجہ دینے کی  
 وجہ سے حاکم عینہ نے اسے حیدرہ قضا سے معزول کر دیا تھا۔ اور وہ قضا  
 میں بغداد میں بلا غلام پلے بیٹھ گیا تھا۔ ان میں عداوت تھی کہ والد کو باہر بٹنا  
 تھا اس لئے اس کی شقاوت اور لڑنے سے اسے یہاں بھی بھڑکے۔ نتیجتاً وہ یہاں  
 بھی اس نے اپنی نام نہاد توجہ کی آفریں فتویٰ بازی شروع کر دی۔ مسلمان  
 اس کے فتوے اور کلمے سے عداوت ہو کر ان وقت کے حاکم علی گڑھ کو بھڑکا

فتویٰ باز برداشت کر سکتے تھے۔ لہذا اس کی سرانجام دہیوں کا وجہ یہاں بھی فتنہ  
 کی سبب کی ضرورت تھی۔ مگر اس کے والد اور بھائی بھی اس کی عداوت ساز  
 ہو کر رہے۔ شہر دکن کے انہوں نے بھی اس سے لعنت و بیزاری کا اعلان  
 کیا۔ مگر والد کو باہر اپنی ذمہ داریوں سے باز نہ آیا۔ اسی دوران میں  
 اس کے والد کا انتقال ہو گیا۔ شیخ نجدی نے اپنی مہم کو اور زور دے دیا۔ تیز  
 کر دیا۔ جس کے نتیجے میں اس قدر بھڑک اٹھا کہ مسلمانوں نے قابو نہ کر سکے۔ چند  
 ہفتے مسلمانوں نے اس کے فتنے سے خفا ہونے کے لئے رات کے وقت اس کے  
 گھر کو آ کر دھڑک دیا۔ عکس میں شور مچ گیا اور شیخ نجدی و فراتگری کے عالم میں کچھ  
 حرا سے بھاگ نکلا۔ اور کچھ سوچ کر اپنے باقی شہر عینہ کا کرم لیا اور  
 کچھ عرصہ بعد عینہ کے امیر عثمان بن احمد بن عمر کا رسائی حاصل کر کے  
 اس کی خدمت میں اپنا منصوبہ بالمشغیل پیش کیا اور اسے یقین دلایا۔  
 کہ اگر میرے منصوبہ پر عمل کر لیں۔ تو آپ خود ہی سی عہد و جہد کے بعد کچھ  
 عہد کے بادشاہ بن سکتے ہیں۔  
 امیر عثمان اس کی بگلی چڑھی باتوں میں آ گیا۔ اور بادشاہت کے خواب  
 دیکھنے لگا۔ اس نے اس کی اس مہم پر غور کر دیکھتے پڑا مگر اس کا اعلان کر کے  
 اسے یقین دلایا کہ میں تمہارا منصوبہ عمل کر کے لئے تیار  
 ہوں۔ شیخ نجدی کو چرک بہت سی ذلتوں اور نا کامیوں کے بعد بھی  
 سہیلی یا امید کی کرن نظر آئی تھی۔ اس لئے اس نے امیر عثمان کو اپنی  
 مہم کی کامیابی کا کچھ اس طرح یقین دلایا۔ کہ وہ عالم تصور میں خود کو  
 پانچ ایک بڑی مملکت کا بادشاہ سمجھنے لگا۔ اور اس موجودہ مملکت کی  
 طرف اس نے عہد شہزادہ محمد کی لڑکی کو چہرہ کا نکاح ابن عبدالوہاب  
 سے کر دیا۔ امیر کے رویے کو دیکھ کر کچھ مسلمانوں کی علی الاعلان مخالفت  
 ہو سکتے تھے۔ لہذا وہ اپنی اس کامیابی پر شادمان و فرحان اور مطمئن تھا۔

اب اس نے امیر عثمان کے معاملہ سے ترکیب دیا ہم کے فروغ اور اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کی۔ سلطانوں کو شریک و کارکنہ کی صورت پر تکرر کر دیا۔ ایسا دوا و لیاہ کی تنبیہوں و توجہیں ہے باقی کے ساتھ کی جانتی تھی۔ عقائد سنی کی نہایت کٹھن کے ساتھ ترویج شروع کر دی تھی۔ اور امیر عثمان کے ماتحت علاقہ کے مسلمانوں کو ابھروا دیا۔ نایا حاصلہ فائدہ نہیں تسلیم نہ کر دیا۔ بلکہ کچھ ایسا عقائد قبول کر لیں۔ ہر شخص اس کی ترکیب میں شامل ہو جاتا ظلم و ستم سے بچتا اور جو صاحب ایمان و موصلمہ انکا دیکھتا اس پہلے وہ دفع کشادہ کیا جاتا اس پر بھی وہ نہ تھا۔ تو قسماً کروا جاتا۔ اس طرح وہ اپنی ایک جمعیۃ بنا لیجئے میں کسی حد تک کامیاب ہو گیا اور اس کے مخالف کو قتل و حاصل ہو گئی۔

**شیخ نجدی کا پہلا کارنامہ** ابن عبدالوہاب نے امیر عثمان کو اس بات کو بھانپا تھا کہ جس سے ہماری ترکیب کو خوب شہرت حاصل ہو گا اسکا لفظ پیرزادہ صاحب بھی پڑ جائے۔ آئندہ سے اس طرح ہماری کامیابی کے لئے شیخ راہیں نکل آئیں گی اور باہمی منزل مقصود پر تریب جاسکتے گی۔ امیر کی رضا مندی پر باگہرائی سے ایک انکا بھر بے کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور امیر عثمان کی معیت میں، چھتر سو مسلح آدمیوں کے ہمراہ حبیبیہ کے مقام بڑا شرقی القہر میں اٹھ کھڑے ہوئے حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ دوسرے مسلمانوں میں مسلمانوں کے مقابل میں لڑنے کو بے شہید ہوئے تھے۔ ہمارے روضہ مقدس کو کھانے کے لئے جان بچا۔ روضہ مقدس کو کھانے کے لئے حبیبیہ کے مسلمان مقابلہ کر کے آئے۔ گرامیر عثمان کے مقابلہ کی تاب نہ لکے۔ اب شیخ نجدی نے امیر عثمان سے کہا کہ باہر حصول مقصد کے لئے اسی کاروبار کو ہمیشہ کے لئے سرانجام دینا چاہئے کہ کاروبار کے لئے بہترین موقع ہے۔ امیر عثمان نے شیخ نجدی سے کہا کہ ہم روضہ کو مسافر کرنے کی جست

تہیز کر سکتے ہیں آپ خود جا رہیں گے۔ دوسرے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس بار میں سدا و دو اب قرین الشیطان نے اپنے باغیوں کو الگ کر دے حضرت کو کھانا شروع کیا۔ اور زمین کے باہر کر کے چم لیا۔ اور اس کے ہمراہ اس کی گئی تھے حضرت طہار بن المازوری موار شریف کو مسافر کیا اور دوسرے شاہد کو بھی یا مانی کر دینے کے لئے بھیجے تھے۔ چھتر سو آدمیوں اور اس واما۔ مگر

**سرمقدمات** ہی آؤسے پڑے ابو الوہاب نے چھری کی تیار کیا۔ اور اس کے شرکاء کا سامانوں کی خبر جب والی اسکا سلیان میں حضرت نکلتی تھی تو اس نے امیر عثمان کو فوراً حارث تک سے دی۔ کہ تمہارے پاس جو فساد کی مولوی ہے۔

اس کی خلافت اسامہ مذہم حرکات کی اطلاع بھل چکا ہے۔ اور اب بھی کہ اس نے تمہارے خلاف کیا اور سے حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے

روضہ مقدس اور دوسرے مزارات و مشاہد کو کھانا دیا۔ اور سخت کر رہی لا ترکب ہوا ہے۔ اس لئے ہم آپس میں داری تک و تیار ہوئے کہ تم اس فساد کی کو فوراً قتل کر دو ورنہ فساد اور سالہ ہو جاوے گی حارث سے بڑھ کر دیا جائے گا۔ اور ہم تمہیں طاعامت پر لائے گئے۔ امت بھلنے کے لئے نہیں۔ اس مارتان نے امیر عثمان کے پوچش اٹھا دئے۔ ابو الوہاب نے کہا کہ

ہوئے سبز باغ اکت و خوار و اور ربادی کے گھر سے اندھیرے کا روکھا کی دینے کے باوجود شہادت لاسبیل خواب خواب پریشان ہیں گہرا انتہائی مار لیا تھی اور قتل و اضطراب کے عالم میں اس نے ابو الوہاب کو طلب کیا اور

اسے والی اسکا وکی وارنگ سے علی علیہ السلام نے امیر عثمان کو بہت کہہ دیا و لا سا ویا اور اسے والی اسکا وکی مقابلہ پڑا تھا۔ مگر حبیبیہ عثمان جنگ و مقابلہ پر تیار نہ ہوا۔ اس نے ابو الوہاب کو اپنا فیصلہ سن دیا۔ چھتر سو آدمی اسکا سلیان میں تھے تو انہوں نے قتل کا مطالبہ کیا ہے۔ اور ہم

لے کا نظر ہو کتاب، فتوح کا صفحہ ۱۰۰  
لے کا نظر ہو رسالہ الطبع فقہی عبدالوہاب علیہ السلام (صحت)

اس کی حفاظت و رمزی کی بہت نہیں دیکھنے اور نہ ہی ہم اس کے خلاف جنگ اور مقابلا کی طاقت دیکھتے ہیں۔ اور چونکہ ہم نہیں اپنے علاقہ میں مستل کرنا بھی نہیں چاہتے لہذا ہم نہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس علاقہ سے فوج کو نکل کر شیعہ جہزی یہ غیر متوقع حکم سننے کیلئے تیار نہ لیا۔ اس لئے امیر عثمان کا یہ حکم اس لئے رقی کا ثبوت ہوا۔ انھوں نے اس کی تعمیل کی۔ اور باذن تلے کی زمین سرکشی محسوس ہوئی اور اس عالم میں وہ اپنی ساری ہتھیاریاں بھول گیا۔ دوسری طرف امیر عثمان نے اپنے ایک افسر کو شیعہ بطور پر حکم دیا کہ چند مسلح سواروں کے ہمراہ اس کا تعاقب کیا جائے۔ اور جب یہ شخص غلامان مقام پہنچے تو فوراً قتل کر دیا جائے۔

جس سے پہلے امیر و چونکہ تیس سے نوچے سے ہم نے امیر عثمان کا قتل حکم مل جانے پر ایذا و اہم بعد صورت و اس سے نکل کر ہوا اور اس کا تعاقب میں آئے و اسے سواروں کو چمکدے کر کسی دھمکی طرح جان بچا کر ان سے سووگہ علاقہ ڈور میں کی علاقہ میں رہا گیا۔ اور دوسری سووگہ عربی کے ہاں قیام کیا اس نے اپنی عہدہ کو ایک مسافر اور ایک آدمی جان کر اپنے ہاں ٹھہرا لیا۔ اور عدوت کو واضح کرنے لگا۔ مگر جب اس کی سرگذشت سنی تو سخت خوفزدہ ہوا کہ مسلمان ایسے خطرناک شخص کو پناہ دینے کی یاد دہانی میں امیر ابی سعود سزاوارتہ صرح ہندی بھی بلا کا چلا لاک شخص تھا۔ اس نے اپنی سووگہ عربی کو عربی زبان سے معافی کر دیا۔ اور پھر رفتہ رفتہ موقع پر موصفرا اپنے قیام کے کا اظہار کرتے ہوئے اسے طرح طرح کے سبوتاغ دکھاتا رہا۔ اور آٹھ فراس نے اپنی پوری ایکسپیکٹا کرنا اگر تم میں مسلسل میری مدد کرنے کا وعدہ کرو۔ تو میں نہیں ہرانا نہ کہہ سکتا کہ امیر ابی سعود ایک اس منصوبہ کے پہچان نہ اور اور اسے اس پر رشا مند کرنے کی کوئی تجویز نہ دلائی۔ اگر ہم امیر ابی سعود کو دھمکا نہ کرتے تو اس کا سبب ہو گئے ہوتے میرے ساتھ تمام راستہ قبلی بھی درخشاں

اور رشا ناز ہو جاتے گا۔ دولت و عزت تمہارے تھم تھمے گی۔ کچھ دنوں بعد ابن سووگہ شیعہ نجدی ۲ ہزار نو سو سالین جنگا فضا۔ اب ان دونوں دوسرے لوگوں کو شریک کا رہنا کے بعد وہ درجہ روح کر دی۔ جس کے نتیجے میں چند دوسرے منصوبہ آوی ہوئی ان کے ساتھ درخشاں پر گئے۔ اس طرح ایک تقریری جماعت تیار کر لینے کے بعد شیعہ نجدی نے براہ راست امیر ابی سعود سے خط کا اردو کہا لیکن اس ڈر سے کہ براہ راست طاقت اور عرض مارا ہے امیر ابی سعود کو یہی گردی نہ بیٹھے۔ اور اپنے کے دیکھ کر حاکمین۔ لکھا

شیعہ نجدی نے ابن سووگہ کو بھیال بنانا ہے  
ابن عبدالوہاب نے بھی لے لیا ابن سووگہ کے لئے کہی چال سے کام لیا۔ اور رجب شرملا مارے اس مسئلہ پر مشورہ کیا کہ امیر ابی سعود تک اپنی اس اسکی کو کس طرح پہنچا جائے۔ اور اسے اس تقریر میں غلویت میں نہ لکھ کر رضامند کیا جاتے۔ صلاحات ظہری کہ براہ راست امیر ابی سعود سے خط کے بجائے اس کی بیوی سے مل کر آئے ہم خیال بنانے کی کوشش کی جاتے اور پھر اس کے ذریعہ سے منصوبہ اور اپنا پیغام ابن سووگہ پہنچایا جائے کہ یہ طریقہ نسبتاً کم خطر کسی ہے اور آسان تر بھی۔ ابن سووگہ نے یہ کام اپنے ذمہ لیا۔ اور یقین دلا یا کہ وہ امیر ابی سعود کی بیوی کو ہم خیال بنانے میں ضرور کامیاب ہو جائے گا۔ اور پھر اس کے ذریعہ ابن سووگہ کو ہوا درگاہ کو کی مشکل بات درجہ کی۔ ابن سووگہ نے امیر ابی سعود کی بیوی سے مل کر ابن عبدالوہاب کا تذکرہ کیا۔ اور اس کی تعریف و توصیف میں زمین آسمان کے مقابلہ ملائے پھر اس کے بعد اس کے منصوبہ پر متفق ہو گئی والی۔ اور کہا کہ شیعہ نجدی نے یہ پیغام بھی دیا ہے۔ کہ اگر آپ سے امیر کو اس منصوبہ پر عمل نہ کرے گا تو اس کی کوئی توجہ نہ ہوگی۔ اور اسے دلوں میں ہوا پسند و عربی مملکت کا بادشاہ بن سکتا ہے۔

ابن سعود کی بیوی اپنے موٹے لکڑی سے بڑی منہا آ رہی تھی اور منہو کی نصیحت  
سن کر نہایت خوش ہوئی یہاں تک کہ اس نے وعدہ کر لیا کہ وہ ابن سو  
گھاسی خیر بھی قبولیت اور منہو پر ہر عذر مذکور کے پر جلد ہی رضامند  
اور تیار کر کے گی۔ اس نے کہا کہ میں یہاں تک کو شش  
کروں گی کہ امیسر خود چل کر شیخ کی ملاقات کے لئے شیخ  
کی جائے قیام تک پہنچے۔ تاکہ عوام و خواص پر شیخ کی عظمت اور  
بڑائی کی ہیبت طاری ہو جائے۔ مناسب موقع پا کر ابن سعود کی بیوی  
نے شیخ خدیج کا ذکر کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ اس کی ایک بیان کی۔  
اور اس کی افادہ پندروشنی والی۔ اور شیخ خدیج کا پیغام شناس کر کر زور  
مشورہ دیا کہ اللہ نے اس شخص کو تیرے پاس بھیج دیا ہے۔ یہ بہت بڑی  
ظہیرت ہے۔ اسے قبول کر اس کی دو کیفیت جان اور کر خود جا کر اس  
سے ملاقات کر تاکہ لوگوں میں اس کی عظمت پڑے۔

## تحریک و باہمیہ کا عروج

خدیج سعود اور محمد بن عبد الوہاب کی ملاقات اور مکمل معاہدہ  
ابن سعود واپس چلی سے ابن عبد الوہاب کے منصوبہ و پیغام کو سن کر  
نہایت خوش ہوا اور اس کے مشورہ کے مطابق خود بھی کراہیہ صوبہ کو سن کر  
کے مکان پر الوہاب سے ملے ملاقات ہوئی۔ ایک سبک کے بعد ابن سو  
نے ابن عبد الوہاب سے کہا کہ خوش ہو جئے کہ آپ کی ہر طرح عزت و توقیر  
کی پہلے کی۔ اور یہ وطن آپ کو اپنے وطن سے زیادہ عزیز ہو گا۔ یہاں لوگ  
نے کہا کہ میں آپ کو عزت و وقت کی خوشخبری دیتا ہوں کہ لہو حیدر اللہ کا  
ایسی چیز ہے جو اسے مضبوط کر لے۔ اور اس کی ثابت میں طرہا ہوا ہے۔ یہ  
لہو حیدر۔ عقیدہ کتاب التوحید ص ۱۷۷ اور ص ۱۷۸ میں تحریر ہے عبد الوہاب

اسے ملکر اور دلائیوں کا نامک بنا دیا ہے۔ اللہ شیخ خدیج کی بڑی  
ایکوشی اور کھلیٹ کے بعد ابن سعود نے کہا کہ شیخ تم نے وہاں بٹائی ملی۔  
در حقیقت یہی وہاں کی اصل باتیں ہیں۔ اور بلا شک و شبہ اور  
کبھی تو میرے کر محمد رسول اللہ کو بھیجا تھا۔ تم یقین کر دے اور خوش ہو جاؤ  
کہ میں تماری ہر طرح مدد و حمایت کروں گا۔ اور تماری دعوت و تبلیغ میں  
جان و مال سے جہاد کروں گا۔ لیکن میں تم سے دو شرطیں مل کرنا چاہتا ہوں۔  
ایک یہ کہ جب ہم تمہارے ساتھ ہو جائیں۔ اور توحید و رسالت کی اشاعت  
میں حصہ لیں۔ تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن نہ جانا۔ دوم یہ کہ میں اپنے ماتحت  
لوگوں سے ایک معینہ وصول لینا نہیں چاہتا۔ آپ اسے لینا مسترد و مقرر  
دیں۔ شیخ خدیج نے پہلی شرط کے متعلق کہا کہ میں آپ سے سزا و تارکنا نہیں کر  
بر کر کسی طرح نہ دیکھتا اور آپ کا ساتھ چھوڑ کر نہیں جائیں گا۔ اپنا  
ہاتھ نہ کھینچے۔ میں اس پر کھنکھاتا ہوں۔ دوسری شرط کے متعلق یہ کہ  
دعایا عرب میں باہمی معاہدہ کا بند ہے۔ ایسی میں ہر طرح آپ کے ساتھ  
ہوں۔ میرا خون تمہارا خون میری تباہی تمہاری تباہی۔ دوسری شرط کے  
کے متعلق اللہ سے آمین ہے۔ کہ وہ اس سے بہتر تم کو دلاوے اور ایسے  
مستول کی تم کو ضرورت ہی درجہ یعنی جبکہ چاہے تحریک و باہمیہ کے فروغ  
اور منہو کی تعمیل کے سلسلہ میں مسلمانوں کے خلاف کلمہ جہاد لگے کر رہے۔  
تو اس سے توڑا ہوا مل و مشاعر اس کثرت سے کہ آواز دلا دے کہ آپ  
کو اس مسئلہ کی احتیاج ہی باقی نہ رہے گی۔ اس کے بعد میرا ابن سعود  
نے شیخ خدیج کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اور اس طرح یہ مسلم کش و باہمیہ معاہدہ  
عمل پا گیا۔ اور ابن عبد الوہاب کی دیرینہ امید ہی بڑی کامیاب ہوئی۔  
پس چر کیا تھا۔ دعوت توحید و تبلیغ کے نام پر تمام دنیا کے مسلمانوں پر  
لے ملی اور علیہ وسلم نے ابن سعود کی شرطیں قابل طریقہ +

باقاعدہ تحریک کو مغربی فتنوں کا صدور کرنے کے علم بردار بنادیا گیا۔ سب سے پہلے مسلمانوں کو دیکھو اور ان صحابہ کے ساتھ غلط فہم کے ساتھ کہتے ہیں کہ مسلمان جمادولہا میں کفر کا شکار ہیں۔ اس پر وردی کے ساتھ ان کا تعلق نام کیا گیا۔ اور اس شدت سے کہ لوگ مارا مارا لڑنے لگے۔ کہ ان کا مان والی غلط۔

ما تحت مظاہرے تحت لیٹنے کے بعد اس جہاد و مجاہد کا حق و وسیع سے وسیع ہوتا گیا۔ رقتہ رقتہ تمام عالم کا ایک نہ ہو گیا نہ کہ لٹا۔ انسان ان کے ناکام بل بیاد ان خطا کر کے اس کے لئے تھے۔ صحت ہے کہ ناظرین کو اس کا یقین نہ آئے یہ ان تائیدی تقاضا کو نشی ہر سبب ان قرار دیا جائے کہ اس لئے مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ اس کی تصدیق ہر امر میں کی جائے اور نہ ہی شراوت پیش کر دی جائے اور ہر اس کی تائیدی ہر اسی کے حریف رسالہ مطبوعہ جیدہ کی چند نمونہ ہیں۔ بعد ترجمہ نقل کر دی جا میں۔

ابو ابراہیم ابن عبد الوہاب فی تصنیف کتاب التوبہ کے مقدمہ میں  
 صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخ نے ابراہیم سے فارغ ہو کر اطراف و سواح میں  
 گیا اور بیعت دعوت و تبلیغ کا بازار گرم ہو گیا تمام اہل بیت سے اسرار  
 رسول و علم و فضل کے تمام شیطو لے لئے اور انہیں اصحاب اہم کی  
 طرف بلا گیا۔ جو خود رسم و رواج اور باغات و مزارات کی برائیدار  
 اسلام میں ہوئی تھی۔ ان سے واضح علم پر آیا کہ بعض نے قبول کیا بعض  
 نے سخت مخالفت و عداوت سے متاثر ہو کر کیا۔ شیخ کو حق، چاہے اور جانور  
 اور مرتزق طرز سے مستمم کیا۔ چونکہ انھوں نے اس میں بدعت کی اور دعوت و فضل  
 و اسرار امت کو کھنڈا، حق کے واضح ہو جانے کے بعد ملتے جلتے وہیں لوگوں  
 سے جدا کر دیا گیا۔ اور بطریق مذکورہ مذکورہ فی حق و باطل سے واقف  
 نہ ہوئے اس آہستہ مگر سرکش انداز سے فی مسئلوں کو مکر و دھوکے سے جان و دولت اٹا کر  
 واپس آئے اس آہستہ مگر سرکش انداز سے فی مسئلوں سے جدا و فاصل کر دیا  
 و فیہ لفظ غلط

ابھی نام کے مسلمانوں سے جو عمان کو ملاں سمجھتے تھے اور دھرم کو نام  
ہوا کی آئینہ اور اس قرعہ پڑھنے کی اور ایک میں جو کچھ دشمنوں میں اور صاحب و  
امانت سے سمجھیں عمان اور جاہلین کا کائنات بدلے کی اور شیخ کے تفسیر میں  
جاہلین کی جہنم لکھا۔ یا آخر اللہ تعالیٰ نے قسطنطنیہ کے ذریعہ اسے ادا کر دیا۔  
۱۰۰۰ مسلمانوں کی مرضی «آخر تم تک» حرام و حلال کیا اور ان کو تسلیم  
نہایت کی بدولت وہ اور اس کا خلیفہ تمام عالم تک پہنچے عراقی و کافر و غیر  
ہر رشتہ رشتہ کا نام جو کچھ کہہ دینے منور میں اچھا سمجھتا ہوں «مسلم»  
کے «الحج رکن» عبدالعزیز نام «بکے» «تبدیل» کردہ عربی رسالہ «شیخ محمد»  
بن عبد اللہ الوہاب کے تفسیر ۲۴۰۰ جہ کہ کہ لکھ دینا یا لکھ دینا و کتاب الناس  
الحال الدخول فی الخلد العبدیۃ و ذالک الفی الفی الخلد فی الخلد فی الخلد  
و ذالک یا حال فی الخلد «الم» «ابن» «جو» کے ساتھ معاہدے یا جہان کے «ابن»  
ابن و بدولت جہان و آغا زکریا «اور» «ابن» «جو» کو خطوط لکھ کر  
ابھی ادا کرے ۱۰۰۰ جہ کہ کہ لکھ دینا یا لکھ دینا و کتاب الناس  
الحال الدخول فی الخلد العبدیۃ و ذالک الفی الفی الخلد فی الخلد فی الخلد  
و ذالک یا حال فی الخلد «الم» «ابن» «جو» کے ساتھ معاہدے یا جہان کے «ابن»  
ابن و بدولت جہان و آغا زکریا «اور» «ابن» «جو» کو خطوط لکھ کر







کے کئی علاقوں پر کئی کامیاب حملے کیے اور ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک مثلاً  
 جبہ توبہ نے ان کے ماتھے پر لکھی تھی اور دوسرے جزیرہ افریقہ کے علاوہ عراق  
 اور شام بھی خلافت فاطمیہ اتریں گے یا دوسرے خطے تھے تو سلطان محمود نے  
 خود پھر مصر فتح کیا یا شاہ کو کھانا کے دیا بیوں کا احتیاج کیا ہوا ہے اور ساتھ  
 ہی ترقی فوجوں کو علم دیا کہ جتنی جلد بھی جو سنہ و ولایت کو کھل دیا جائے یا شہزادوں  
 میں ترکی اور مصری افواج و ولایت کی مدد ملے گی یہاں تک کہ گورنر کی خلیفہ  
 مصر جعفر بن بادشاہ کے حکم سے اس کا بیٹا طوسوں یا شادین کے ساتھ ہندوستانی اسلامی لشکر  
 لے کر آیا جائیگا اس میں مسوونگی فرج سے تھما جائے گی کہ باوجود شکست  
 کھائے۔ دوسرے سال طوسوں نے شادینہ دم فرج کے گریہ میں آ کر اڑا اور  
 اس میں مسوونگی پوری تباری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس نے اس بار بھی سر توڑ  
 مقابلہ کیا۔ مگر طوسوں یا شاہ کی فوج نے ولایت کی فوج پر ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 نہ تھیں۔ اور انیسویں صدی کے شہزادوں کے گرد ہندوستان کے گورنر اور حاکم  
 ان کو مرمیہ کیا۔ اس دوران ۱۲۲۹ھ میں مسوونگی ہندو اڑا کر اس وقت میں کی  
 طرح انھوں نے اپنی اور اس کا بیٹا شادین کے ساتھ ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 حاکم اڑا کر کھانا کے دوسرے رسول اللہ کی اہل بیت و سلم اور مسجد نبوی کا کھانا  
 جو مال و متاع دانیس کیا جاتا ہے۔ لیکن وہاں شادینے اڑا کر دیا۔ اس پر ضعیف  
 مسوونگی نے انھیں مجبور کیا اور اس سلسلے میں جا بڑا کیوں ہی عبد اللہ کی فوج کو  
 تیس ہزار کھانے کو تھے اور اسطاعت و دھن کا خاصہ کر دیا۔ انجام کار ۱۲۳۱ھ میں  
 ہندو اڑا کر ہندوستان میں مسوونگی نے ہندو اڑا کر ہندو اڑا کر دیا۔ اس کے بعد اس کا  
 ہی حیثیت سے استبداد ہو گیا۔ جہاں اسے حکم مسطابق سے سزا کے موت  
 دے دیا گیا۔ اور دوسری طرف علاقہ فاطمیہ و ولایت کی فوجوں کو خلیفہ  
 مصر جعفر بن بادشاہ کے حکم سے اس کا بیٹا طوسوں یا شادین کے ساتھ ہندوستانی اسلامی لشکر  
 لے کر آیا جائیگا اس میں مسوونگی فرج سے تھما جائے گی کہ باوجود شکست  
 کھائے۔ دوسرے سال طوسوں نے شادینہ دم فرج کے گریہ میں آ کر اڑا اور  
 اس میں مسوونگی پوری تباری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس نے اس بار بھی سر توڑ  
 مقابلہ کیا۔ مگر طوسوں یا شاہ کی فوج نے ولایت کی فوج پر ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 نہ تھیں۔ اور انیسویں صدی کے شہزادوں کے گرد ہندوستان کے گورنر اور حاکم  
 ان کو مرمیہ کیا۔ اس دوران ۱۲۲۹ھ میں مسوونگی ہندو اڑا کر اس وقت میں کی  
 طرح انھوں نے اپنی اور اس کا بیٹا شادین کے ساتھ ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 حاکم اڑا کر کھانا کے دوسرے رسول اللہ کی اہل بیت و سلم اور مسجد نبوی کا کھانا  
 جو مال و متاع دانیس کیا جاتا ہے۔ لیکن وہاں شادینے اڑا کر دیا۔ اس پر ضعیف  
 مسوونگی نے انھیں مجبور کیا اور اس سلسلے میں جا بڑا کیوں ہی عبد اللہ کی فوج کو  
 تیس ہزار کھانے کو تھے اور اسطاعت و دھن کا خاصہ کر دیا۔ انجام کار ۱۲۳۱ھ میں  
 ہندو اڑا کر ہندوستان میں مسوونگی نے ہندو اڑا کر ہندو اڑا کر دیا۔ اس کے بعد اس کا  
 ہی حیثیت سے استبداد ہو گیا۔ جہاں اسے حکم مسطابق سے سزا کے موت  
 دے دیا گیا۔ اور دوسری طرف علاقہ فاطمیہ و ولایت کی فوجوں کو خلیفہ  
 مصر جعفر بن بادشاہ کے حکم سے اس کا بیٹا طوسوں یا شادین کے ساتھ ہندوستانی اسلامی لشکر  
 لے کر آیا جائیگا اس میں مسوونگی فرج سے تھما جائے گی کہ باوجود شکست  
 کھائے۔ دوسرے سال طوسوں نے شادینہ دم فرج کے گریہ میں آ کر اڑا اور  
 اس میں مسوونگی پوری تباری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس نے اس بار بھی سر توڑ  
 مقابلہ کیا۔ مگر طوسوں یا شاہ کی فوج نے ولایت کی فوج پر ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 نہ تھیں۔ اور انیسویں صدی کے شہزادوں کے گرد ہندوستان کے گورنر اور حاکم  
 ان کو مرمیہ کیا۔ اس دوران ۱۲۲۹ھ میں مسوونگی ہندو اڑا کر اس وقت میں کی  
 طرح انھوں نے اپنی اور اس کا بیٹا شادین کے ساتھ ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 حاکم اڑا کر کھانا کے دوسرے رسول اللہ کی اہل بیت و سلم اور مسجد نبوی کا کھانا

لے کر اڑا کر کھانا کے دوسرے رسول اللہ کی اہل بیت و سلم اور مسجد نبوی کا کھانا  
 جو مال و متاع دانیس کیا جاتا ہے۔ لیکن وہاں شادینے اڑا کر دیا۔ اس پر ضعیف  
 مسوونگی نے انھیں مجبور کیا اور اس سلسلے میں جا بڑا کیوں ہی عبد اللہ کی فوج کو  
 تیس ہزار کھانے کو تھے اور اسطاعت و دھن کا خاصہ کر دیا۔ انجام کار ۱۲۳۱ھ میں  
 ہندو اڑا کر ہندوستان میں مسوونگی نے ہندو اڑا کر ہندو اڑا کر دیا۔ اس کے بعد اس کا  
 ہی حیثیت سے استبداد ہو گیا۔ جہاں اسے حکم مسطابق سے سزا کے موت  
 دے دیا گیا۔ اور دوسری طرف علاقہ فاطمیہ و ولایت کی فوجوں کو خلیفہ  
 مصر جعفر بن بادشاہ کے حکم سے اس کا بیٹا طوسوں یا شادین کے ساتھ ہندوستانی اسلامی لشکر  
 لے کر آیا جائیگا اس میں مسوونگی فرج سے تھما جائے گی کہ باوجود شکست  
 کھائے۔ دوسرے سال طوسوں نے شادینہ دم فرج کے گریہ میں آ کر اڑا اور  
 اس میں مسوونگی پوری تباری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس نے اس بار بھی سر توڑ  
 مقابلہ کیا۔ مگر طوسوں یا شاہ کی فوج نے ولایت کی فوج پر ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 نہ تھیں۔ اور انیسویں صدی کے شہزادوں کے گرد ہندوستان کے گورنر اور حاکم  
 ان کو مرمیہ کیا۔ اس دوران ۱۲۲۹ھ میں مسوونگی ہندو اڑا کر اس وقت میں کی  
 طرح انھوں نے اپنی اور اس کا بیٹا شادین کے ساتھ ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 حاکم اڑا کر کھانا کے دوسرے رسول اللہ کی اہل بیت و سلم اور مسجد نبوی کا کھانا  
 جو مال و متاع دانیس کیا جاتا ہے۔ لیکن وہاں شادینے اڑا کر دیا۔ اس پر ضعیف  
 مسوونگی نے انھیں مجبور کیا اور اس سلسلے میں جا بڑا کیوں ہی عبد اللہ کی فوج کو  
 تیس ہزار کھانے کو تھے اور اسطاعت و دھن کا خاصہ کر دیا۔ انجام کار ۱۲۳۱ھ میں  
 ہندو اڑا کر ہندوستان میں مسوونگی نے ہندو اڑا کر ہندو اڑا کر دیا۔ اس کے بعد اس کا  
 ہی حیثیت سے استبداد ہو گیا۔ جہاں اسے حکم مسطابق سے سزا کے موت  
 دے دیا گیا۔ اور دوسری طرف علاقہ فاطمیہ و ولایت کی فوجوں کو خلیفہ  
 مصر جعفر بن بادشاہ کے حکم سے اس کا بیٹا طوسوں یا شادین کے ساتھ ہندوستانی اسلامی لشکر  
 لے کر آیا جائیگا اس میں مسوونگی فرج سے تھما جائے گی کہ باوجود شکست  
 کھائے۔ دوسرے سال طوسوں نے شادینہ دم فرج کے گریہ میں آ کر اڑا اور  
 اس میں مسوونگی پوری تباری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اس نے اس بار بھی سر توڑ  
 مقابلہ کیا۔ مگر طوسوں یا شاہ کی فوج نے ولایت کی فوج پر ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 نہ تھیں۔ اور انیسویں صدی کے شہزادوں کے گرد ہندوستان کے گورنر اور حاکم  
 ان کو مرمیہ کیا۔ اس دوران ۱۲۲۹ھ میں مسوونگی ہندو اڑا کر اس وقت میں کی  
 طرح انھوں نے اپنی اور اس کا بیٹا شادین کے ساتھ ہندو اڑا کر دی مگر یہی  
 حاکم اڑا کر کھانا کے دوسرے رسول اللہ کی اہل بیت و سلم اور مسجد نبوی کا کھانا



گواہی دے کہ ہر سب کا خیر ہے جو ان کو اس نے پر سب گواہیاں دے دیں۔ تو  
مقبول و رد مقتول ہونا ذرا سی ہیں و پیش کرنے پر بھی قتل کر دیا جاتا ہوا اولاد  
صاف کشتا کہ چھ سو برس سے پوری آیت کے سارے مسلمان کا فرستے۔ اسے  
برسر شہر تھے ہیں اس قدر غور تھا کہ کب کب کوئی مسلمان بد مذہب و کافر یہ قبول کرنا  
تو اس کے سر کے بال اس سے منٹا دینا۔ یہاں تک کہ کوئی عورت و باہمی بیٹی  
تو اس کے سر کے بال بھی منٹا کر آنا اور کشتا کہ یک طرفہ کرنا نہ کہ بال ہیں۔ ایک  
جورستہ اس کی اس روش پر کہ کہ جو مرد و عورت مذہب میں داخل ہوتے ہیں۔  
قرآن کی داڑھی یا بھی منٹا دیا کر کہ یہ بھی تو زائد کفر کے ہی بال ہیں۔ مگر  
یہ داڑھیاں کہوں منٹا تا جب کہ سر کا رو و عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی  
علامت میں داڑھی منٹا نا نہیں فرمایا تھا۔ بلکہ صرف منٹا تا ہی ان کی علامت  
فرمایا تھا۔ اس میں لوم اب بھی ان کے مذہب اور علامت کے اقوال پر طعن  
کرنا اور اس کے باوجود بطور تہقیر طعن کرنے کا دعویٰ بھی کرتا شیخ محمد بن عبد  
کریم مطہر المغلولہ و اسلام آباد داریا نا شہ سے توشل کرنے والوں کو صراحتہ کافر  
نماتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے حاجری دینے کے  
شرک مری قرار دیتا۔ چنانچہ مقام احسا کے چند صحابہ نے جو کچھ کہیں علیہ السلام  
کے روضہ انور کے زیارت کے لئے مدینہ منورہ گئے۔ تو ان کی داڑھی ہر اسی صفت  
سزاوی۔ آں کی داڑھیاں منٹا کر انہیں آتش سوزا کر کے روئے دیئے۔ حساس  
پاشا کا گویا۔ اس میں لوم اب بھی مشرکین کا ایک ایسے میں نا لڑی شدہ آیات  
قرآن کو مسلمانوں پر عیاں کر کے ان پر شک و شکاک فتنی لگانا۔ یہ غاصبوں کی  
مخصوص علامت ہے۔) و قابل اعتراض اور رد و رد و شرع کی دوسری آیت میں  
سے روئے تھا۔ اور ان کتا یوں کو مایہ نیا تھا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
لہ اور اہل بیوت نہایت عزیز و حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرما کر کہ  
عدا و فیصلہ۔ ان کا شان خصوصیت کے ساتھ منٹا تا ہے۔ و مزار۔

شان اقامت میں تنقیص کرنا اور کشتا کہ وہ تو شخص کو لگے ہیں۔ نیز وہ کما مغل  
ہے کہ ہمارا عمامہ رسول اللہ سے بہتر ہے کہ اس سے سائب کو مارے اور دیگر  
منہ روایت میں نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ اور محمد تو مرچے ہیں۔ ان میں اصناف کوئی  
نفع آتی نہیں رہا۔ (توضیح مفید نہ لگا)

نیز وہ کہیں کا عقیدہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے زنا کے دوسرے سے اپنی  
بیوی کی نماحمت کا خیال بہتر ہے۔ کسی دن اللہ کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم کا تصور کر کے اور پہلے کی مثال میں مستحق ہونے سے زیادہ بڑا ہے۔ یہ ان  
کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم و ملکوت اور شیطان کے علم  
کے برابر ہیں۔ ملکوت اور شیطان کے علم غیب کی وسعت نفس قرآن سے  
ناہت ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ماننا اور ثابت کرنا  
شرک و کفر ہے۔ وہابی مولوی ایسی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ سارے انسان بشر  
ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں مگر چونکہ اللہ نے اولیاء و اولیاء کو بڑا کر دی ہے اس  
لئے وہ ہمارے بڑے سے بڑے ہیں۔ ان کی تعلیم بڑے سے بڑی ہے کہ ان کی فاطمہ  
و فاطمہ وغیرہ۔ لہذا وہ ہمارے عفووات اولیاء ہیں۔

ان کو وہابی کے علماء تفصیل سے دیکھتے ہیں تو ان کی کتاب التوحید  
تفویض الایمان ہمارے مستقیم میں ہے فاطمہ وغیرہ دیکھنی چاہئیں۔ اس کے  
بعد اب

کے متعلق چند نا قابل تردید شواہد ہیں | احقر بھی تبصرہ  
و مایوں  
معتبر و مرد پیشہ زراہی۔ ۱۔ التبیان لکھ۔ عدا و فاطمہ و عدا و  
اولیاء۔ مخرج ہے۔ و تبیل الخ و لا یزید لکلت فی الخراج السنین  
مخرجون ناویل الکتاب و المستحق و مستحقون ہذا نک و ہما  
و المستحقین و ما من لہم کما ہو شاعدا ان ان فی لفظنا و ہما





[illegible]

وہابیوں کی تقصیر یا تزی کا نمونہ | ملاحظہ ہو۔ ابن عبد الوہاب نجدی  
کی کتاب التوحید کے مقدمہ میں

تعلیم یافتہ مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا ذریعہ اور کسبِ شرک و کفر قرار دیا گیا ہے اور ان کو جہنم میں داخل کرنے کے لئے جوئے لکھا ہے۔ یہاں یہاں سے ہندو مسلمانوں کے آپس کے اور باہر کے جہنم کے اندر تعالیٰ نے اسلام کی نجات کے اسباب میں سے عیسائیت اور جہنم کے اندر تعالیٰ کی بدولت دین کے کچھ کچھ حصہ کو بربادی سے بچا لیا ہے جو امتِ عرب میں منور ہے مگر کہ مشرق کی ملکات و دیار میں نہیں اور اسلام کے پیغمبرؐ کو وصال دیا اور ان کے ذریعہ پھر سے جہاد کا دھڑا کرنا عیسائیوں میں رائج محمد بن عبد الوہاب کو اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت عطا کی، ہند میں شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بدولت کہ وہ باہر مغرب میں شیخ مسلموں کو فرض اس طرف سے ایک وصلہ کی صورت میں عالم میں پہنچائی تھی۔ تیسرہ قوم میں زندگی کے آثار و شروحات جو لکھے۔ بدعات و رسوم شرک و کفر سے نفی و طہارت کے علامات بدلتے تھے۔ ان کو گورنر نے ملی تعلیم پر مشیت سے اصلاح کی اور اسلام کے ٹکٹانے جو کچھ جڑا کر کھینچے اور دھن کر دیا ان کی بدولت تحقیق و انماج محنت کا دروازہ کھلا جسے اہل معرفت و متقدمین عرب سے ہند تک پہنچے تھے اور انگریزی لیسٹروں نے ان کے نقشے سے لڑوہ بھی اور واضح سمجھا دیا ہے "جہاں کے نام سے مشہور کر کے تھے۔" بہت سی بات و دعا زہ بند ہوئی۔ کتاب و سنت کے سمجھنے والے کچھ اور تمام آیت محمدیہ میں حرف بہ حرف چار بعض ایسے جوئے ہیں جنہیں، فہم نصیب ہوئی! حق سبب یہ تعلیم فرض ہے کہ اس غلط دوسرے لڑاؤں اور بتوں و دعویٰ نے دین کو غلط کی سمت اور تحقیق و تدبیر کو پیچھا کر دیا تھا اس سے حق باطل اور وسیلہ کفر و منافقت کو انور نے پوری کوشش سے شایاں اور برباد کر دیا۔ ہند میں باہر عبارت میں ابن ہندلو اب جمعی و شاہ ولی اللہ بدولت، اور شیخ مسعودی کے صرف فی ظلال کتبہ تعلیم کو شائے واسطے بیان کیا گیا ہے۔ اور مقلدین اور ان کے پیروں پر کمالی بھلائی کے ساتھ کہ ان کی تہمتیں کو بچے۔ تحریر تمام شدہ لکھنے کے اس مقدمہ میں ہی مسئلہ یہ بتایا گیا ہے کہ ابو عبد الوہاب جمعی تعلیم کو شائے والا ہے۔

[illegible]

اس کے علاوہ دہلی میں مقیم مرنویس نے شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی غیر متعلقہ  
تقدیر کو مٹانے والا اور قریب و دور کے دہلیوں میں شایع کیا ہے۔ تو اس کے متعلق  
وامح وچہ کہ یہ بات شاہ صاحب موصوف کی زندگی کے آخری دور کے متعلق  
میں صاحب دیر صحت کی حالت میں ہے۔ لیکن اہمیں تحریر دہلی کے دہلیوں میں  
شاہ دکنہ کے حوالہ لفظ و نظم عظیم سے جو کوشا صاحب موصوف کے متعلق  
سودیت حال سے بہت کم لوگ واقف ہیں اس سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ  
شاہ ولی اللہ صاحب کے سنی حنفی یا غیر متعلقہ دہلی میں جو کوشا  
مختصراً پہلی کردی جائے تاکہ ناظرین میں نتیجہ بہت ہی واضح رہے کہ  
شاہ ولی اللہ حضرت دہلوی اپنی زندگی کے چند دور میں کے حنفی اور غلام  
ہل سنت و جماعت کے حضرت عامل بلکہ مبلغ و داعی تھے۔ غلام سوس کے زندگی

کے دوستوں سے وزیر میں اپنی غور و محاضرات، علامہ عبدالحق صاحب، نقادی سے غلطی کے بعد  
دعا پڑھنا سے متاثر ہو گئے۔

شاہ ولی اللہ صاحب کی زندگی کا یہ سلاخ دور

موسوی حدیث والا حصہ  
مقدمہ شاہ ولی اللہ

اور ان کی سیاسی تحریک کے علاوہ ۱۳۰۰ ہجری تک کے حالات و احوال سے کہ  
انام و اہمال کے ساتھ ان کی طرح متقی مذہب کے بنیاد تھے۔ مگر وہ متقی اور شایع  
و دور اندیشوں کی تمام خوبیوں کی طرح یہ حالت تھے۔ شاہ ولی اللہ کو دشت غری  
بائی قباۃ فیض العارفین پر رہا تھے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کی وجہ میں توحید کی اور اہستہ سے معلوم کر لیا تھا کہ وہ غازیب فقہ میں سے  
کس نے مذہب کی اہمیت کا وہ میلان رکھتے ہیں۔ تاکہ میں اس کو مضبوطی حاصل کر لوں  
چنانچہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک سب مذاہب برابر ہیں۔ اور ان کی سب  
اقدوس کو اس حالت میں قدامت کے معلوم کرنے کا خیال نہیں ہے۔ اس عبارت  
میں معلوم ہوا کہ شاہ ولی اللہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ نیز شاہ صاحب کو  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھاری دلیلی کی طرح دفع و تعویذ اللہ مرحومہ اور  
سب نبر میں جانتے تھے۔ بلکہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر یقین تھا کہ  
رکھتے تھے کہ وہی شخص تھا جسے ہمارا دعا رسالت میں مشابہہ ہوتے اور صاحب یقین  
ہوتے تھے۔ حالانکہ وہ اپنی اس عقیدہ کو قریب و دیکھ قرار دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ  
شاہ صاحب موصوف اور فیض الیقین میں بھی تمام مذہب پر ایسے شادمانانہ بیان  
کرتے ہوئے ملتے ہیں۔ خصوصاً کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی توحید کی طرف متوجہ  
ہیں۔ غنی خدا پر۔ مہم فرماتے ہیں۔ اور ملا محمد اور عصمت ندوی کی قرآن و حدیث  
اور بدو فرماتے ہیں۔ فرد و نہ پہنچنے والے کے درود کو کہتے ہیں۔ اور ان کو  
پڑھنے والے کو مانتے ہیں۔ ان کے ہیں اور اس سے



خوش ہوتے ہیں نیز یہ کہ حضور علیہ السلام پر جو میں نازی کے وجود میں موجود  
 ہوتے ہیں۔ نام مخلوق کے نہایت قریب اور گہمان میں محتاجوں کی دستگیری فرماتے ہیں۔  
 روضہ انور میں ماسر ہوئے والوں کو دیکھتے اور صاحبِ عظمیٰ کا ہوتے ہیں۔ سائلوں کو سوائے  
 ہر روزہ فرماتے اور بعض خوش نصیبوں کے نام میں پڑھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ اپنی  
 صاحبان ان میں جسکی بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ ایسے عقائد رکھنے والوں  
 کو قطعاً مشرک، کافر اور گمراہ زوالی قرار دیتے ہیں۔

بہی نفاوت رواۃ نہایت نا پسند

نیز شاہ صاحب موصوفہ اپنی نا ہیئت قول انجیل میں بیعت طریقت کو لکھتے  
 حدیث نہایت کہ سنت قرار دیتے ہیں۔ اور وہ اسلوب کی وضاحت فرماتے  
 ہوئے ذکر لکھی داشتات، پاس انطاس طریقہ مراقبہ، طریقہ رجاء غلبہ، شیخ، مکتوبہ  
 شیخ، مکتوبہ تہذیب اور عزات مظاہرہ اولیا و اولیاء سے فیوض و برکات حاصل  
 کرنے کا طریقہ تعلیم فرماتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ اپنی صاحبان ان جملہ امور کی نزد  
 کرتہ اور میں شرک و کفر قرار دیتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ابن عبد الوہاب نجدی کے عقیدہ نفعاً کا موازنہ  
 حضرت ابو شامہ انطیس زمرہ قول انجیل میں شاہ صاحب موصوفہ فرماتے  
 ہیں وہ قالوا اذ دخل المقبرۃ قرأ سورة الفاتحۃ فی رکعتین کثیر  
 یجلس مستقیلاً الی المیت سمعتہ یقول الفکبۃ قیفا سورة الفاتحۃ  
 ویکیف یتقل ویلزم سورة الفاتحۃ احدی عشر مرۃ ثم یسجد  
 من المیت فیقول یا رب ارحم الراحمین وحسن من یرى لا یدرہ ہول  
 یا روح یضر بہ فی الدنیا و یا روح السراح یضر بہ فی المقلب  
 سعفی یجود استی اسما و لزم فہر یستقل لہما لیل یض من صاحب  
 العبد علی قلبہ۔ ترجمہ: مشائخ شیعہ فرماتے کہ جب قبرستان میں داخل ہو کر

وہ اتنا فضاوت و کثرت میں پڑھے اور میت کے سامنے جو کہ کعبہ کی طرف منظر  
 کے چشمہ۔ یہ سورہ خاک پڑھے اور کعبہ کی تلمیح کے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے۔  
 ہر میت کے قریب جو جگہ پھر کے یا دیتے یا دیتے رکھیں یا۔ پھر کعبہ یا روضہ اور  
 اس کو اس کی طرف قریب کرے اور یا روضہ انور کی دیوار میں قریب لگائے۔  
 ماں تک کہ کشتی و قورہ کے پھر اس فیضان کا منظر دیکھے جو صاحب قبر کے  
 حاصل ہو سکے اس کے دل پر شاہ صاحب بیان صحیح بیان نہیں۔ اسباب  
 کے قابل ہیں ابن عبد الوہاب نجدی کا دعویٰ دیکھئے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ  
 حج کی قوم کے ہوا کم کیا رہتی قبرستان کی وہ بہتر صحارہ ہے ہیں اس چیز کو  
 درمیان اللہ نہ حرام کیا اس کا اعتقاد رکھا حالانکہ یہ ایسا مزین کفر ہے جس  
 سے مال اور خون حلال ہو جاتا ہے۔ ان کتاب التہذیب شاہ صاحب کتب  
 دیکھتے ہیں ابن عبد الوہاب نجدی اسے ایسا مزین کفر کتاب کہ جو شخص یہ عقیدہ  
 رکھتا ہو اسے قتل کرنا اور اس کے مال و منافع کو قتل لینا جائز ہو جاتا ہے۔  
 نیز شاہ ولی اللہ صاحب تحفۃ دہلوی نے سرکار دہلوی علیہ السلام  
 ان میں ایک مذہب تفسیر طیبہ التفسیر فی حدیث سید العربیہ  
 بن عربی لکھا ہے۔ اس کے صوبہ پانچ اشعار و بیرونی و بیرونی  
 وصی اللہ علیہ السلام یا خیر جلتہ۔ یا خیر ما مولود یا خیر ما  
 آسے ہرگز ان کتاب آپ پر اللہ تعالیٰ کا و مقرر ہو۔ کہ جنہوں نے امید کیا اور  
 اسے شرع صاحب عطا۔

شہد ان اللہ ما مضی لہم و آتات مفتاح لکن انما صاحب  
 فی گواہی دنیا ہوں کہ جنگ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمائے والا ہے۔  
 اور میں گواہی دیتا ہوں کہ جنگ آپ ہی کشتی کے عزتوں کی جی میں  
 آپ کے وسیلہ کے بغیر اللہ تعالیٰ کے حسدوں میں سے کسی کو کچھ بھی  
 حاصل نہیں ہو سکتا۔

۳۔ وصفتہ بالکدوب فی کل شرف و متضیع الغنی اپنے من میں تامل کر  
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر عجز و سرکشی نظر نہیں آتا۔ جس کی  
مصیبت ذوقہ ملا کہ بے پروائی کے وقت ہاتھ مارے اور جہاں سے  
ہر ذریعہ کرنے والا طلب مصیبت کر سکے۔

۴۔ انت مجبور من جہود علیہ واد انشدت فی الغلب شرا لہن ان  
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ ہی مجھے پناہ دیجئے ورنہ میں جب  
دل میں پتھر ڈال دے مصیبت بلائی۔

۵۔ فمما انا حسنی اذما من لعلنا ولا انا من ویسب انما من ید  
پس یہ کہ آپ میرے حامی ہیں۔ اس لئے میں سخیوں کی تارکے چوسنے  
نہیں کرتا اور نہ مجھے گروہ میں زمانہ کا خوف ہے۔

شاہ صاحب موصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر جان  
کہ حرف خطاب یا شہدہ نہ کرتے ہیں تاہم کہ حقوق کے لئے آمنا ہوں اور  
فرمانے والے اپنا ہونے والے اور مددگار سمجھ کر آپ سے فرمایا ودا مشی را  
کرتے ہیں اور اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ رحمت و بخشش الہی کے غزلوں  
کی آپ لکھی ہیں۔

اس کے باغیابی ابن عبدالوہاب ہندی کہتا ہے کہ شرک الہر اصل اور  
بڑا شرک ہے جس کے انسان فریاد کو پکارے اور اس سے مدد طلب کرے تا  
کہ آپ الصبیح رحمہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں کہ یا علیہا شیخ محمدی حضرت محمد رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لکھتا ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی  
کے کام میں آئے تو اور کون نام آسکتا ہے (کتاب التوحید ص ۱۷) اس  
موازے سے ثابت ہوا کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور ابوالوہاب  
شیخ محمدی ابن عبدالوہاب کے عقائد میں زمین آسمان کا فرق ہے دونوں کے  
لفظات مختلف ہیں اور دونوں کے سامنے تھا ہیں یعنی امور کو شاہ صاحب

موصوف میں اسلام سمجھتے ہیں انہی امور کو شیخ محمدی میں شرک و کفر قرار دیتا  
ہے۔ اب رہی یہ بات کہ اگر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی معتقد متضی و کدوب  
اعلیٰ سنت و سعادت کے حامل تھے تو ہر ان کی بعض کتابوں میں ایسی جہاد نہیں کرتے  
موجود ہیں جنہیں موجودہ دہلوی اپنے عقائد بالظہر و کفر سے خاصہ کی تائید اور  
حقانیت اعلیٰ سنت کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ شاہ  
صاحب موصوف کی بعض کتابوں کی یہ جہاد نہیں ہے کہ وہ بہت سے مشائخ فرج  
کے بعد کی ہیں یعنی ان کی زندگی کے دوسرے دور کی ہیں۔

شاہ ولی اللہ کی زندگی کا دوسرا دور شاہ ولی اللہ صاحب کا  
ناجید شاہ عبدالرحیم صاحب متقلد متضی اور مشورہ اولیاء اللہ میں ہے۔ شاہ  
ولی اللہ صاحب نے تمام علوم اپنے والد سے حاصل کئے اور جیسے کہ آپ ایسی  
پڑھ کر بھی آپ میں متقلد متضی اور علوم شریعت و طریقت کے عالم باقی تھے۔  
اپنے والد کی وفات کے بعد آپ ان کے جلیل القدر تھے۔ آپ کو اس قدر شہرت  
اور تقویت حاصل ہوئی کہ آپ کو شاہ ولی اللہ و تہذیب الدین مجھے معزز  
لقاب سے نوازا جاتے تھے۔ واضح رہے کہ شاہ صاحب موصوف ابن عبدالوہاب  
نہیں سمجھتے ہیں جس زمانہ میں آپ ہندوستان میں دین خدا کی تبلیغ کے لئے  
رہے تھے اسی زمانہ میں شیخ محمدی ہندوستان میں دین بیت کے فروغ و کمال  
لارہ اور ترویج میں مصروف تھا۔ جب شاہ ولی اللہ صاحب فرمایا  
اور کہتے تھے کہ زندہ نہیں تو دین آپ کی لقا تھا ابن عبدالوہاب سے ہو گئی۔ شیخ  
محمدی یہ سہاں کر کہ آپ عالم سید و مسلمانوں میں ان کے ذی اقرار ہیں آپ  
سے بڑی کرکھوشی کے ساتھ پیش آیا اور میل جول بڑھتے بڑھتے ان دونوں میں  
بہ متضی کی عزت و دستان عظمت کا اثر ہو گیا۔ شاہ صاحب بھرکے وہاں بیت  
کی سیاسی کامیابیوں کو دیکھ کر جسے شاعر شاعر اور دعا ہندوستان میں سلطنت

قائم رکھ دیتے تھے اور اس کا شاہی بیٹا ایک مسلمانوں کو بچنے میں معروف تھی۔  
 مغل تاجدار انگریزوں کا دست نگر اور خلیفہ توار ہیں کر دیا تھا۔ اس وقت  
 کی سیاست بھلائی صورت اختیار کر چکی تھی۔ سلاطین کا حکومت بادشاہ  
 کی اور مکر ایسٹ انڈیا کمپنی بھاروا کا اس پر آشوب دور میں ضرورت  
 اس امر کی تھی کہ اپنا پان توں ایسٹ انڈیا کمپنی کے اس پرستے ہم کے خطرہ  
 کے سید باب کی منظرہ ٹوڑ دیا اور اختیار کرتے اور ملک وقت کی صبح راہنمائی  
 کر کے صاحب انگریز کے قدم جمانے ہوئے اقتدار کو بچا دینے کے اٹھارے پچیس  
 اور مسلمانوں کی منزل لیل حکومت کو سہارا دینے کی خاطر توں کو دشمنان ملک  
 قت کے خلاف صف آرا کر دینے کی حد و حد کر کے۔ شاہ دلی اٹھارے صاحب کی  
 قائم کر دے تحریک اقامت میں برشاہ عبدالعزیز حضرت دہلوی کی کوششوں  
 سے کافی شہرت و عظمت حاصل کر چکی تھی۔ اس مقصد کے حصول کا موثر  
 ذریعہ بن سکتی تھی۔ اگر اس تحریک کے موجودہ قارئین ملک وقت کے انتہائی  
 منہ جی اپنا ذمہ داریوں کو سرس کر بیٹے۔ مگر اس کے اس  
 تحریک کی زام نیاوست ایسے السداد کے افسروں میں آگئی تھی۔  
 جہی ملک دلی کے اجناسی مناد کے یہاں سے ذاتی و کردہ  
 مفت و عزیز تھے۔ اس لئے انہوں نے انگریزی سامراج کے خلاف  
 صحابہ کار وائی کرنے کے لئے انگریزی سامراج کی قلمی اور وفاداری  
 کو ہنر بھسا۔ ان لوگوں نے انگریزی حکام کو اپنی کھلی وفاداری کا یقین دلایا  
 ان سے اپنی تحریک کے لئے تائید و حمایت کا وعدہ کیا۔ سید احمد اور اصیل دہلوی  
 نے انگریز سے ساز باز کرتے ہوئے ہر ایسی طرح واصل کر دیا۔ کہ ان کی تحریک کا  
 مقصد کسی بھی طرح انگریز کے اقتدار کی مخالفت یا انگریزی حکومت کو کسی قسم

انتقام پسند نہیں بلکہ اس تحریک کے تحت نفسہ جہاد  
 و مقصد یہ ہے کہ ہم پشٹانوں کے سرحدی مسلمان  
 ہیں اپنا فوجی بیٹا کو اثر قائم کر کے مسلمانوں کے خلاف جنگ کر رہا۔ اور  
 مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر انہیں بد وقت زور کے لئے ہر طرح کا زور اور  
 سکھوں سے کچھ علاقہ چھین کر اپنی ایک جھوٹی موٹی ریاست و مہم قائم  
 کریں۔ چونکہ ان کا یہ منصوبہ انگریز کے مفاد میں تھا۔ اس لئے اس نے ان کی  
 تہذیب و حمایت سے دریغ نہ کیا۔ بلکہ مقصد و مافی مرزا جہت دہلوی بھلا ہے۔  
 سید صاحب کے پاس تھا یہی جمع ہونے لگے۔ سید صاحب نے مولانا سہیل کے  
 مشورے سے شیخ قلام علی رئیس لکھا کہ ایک اور حضرت اعلیٰ گورنر ملک دہلوی  
 قلمی کی خدمت میں اعلان دے کہ ہم لوگ سکھوں پر ہوا کرتے کی تباہی  
 کرتے ہیں۔ سرکار کو اس میں اعتراض نہیں ہے؟ اعلیٰ گورنر صاحب نے  
 صاف لکھ دیا کہ ہاری ملدا ہی میں اور اس میں ملانہ پڑے تو ہمیں ایک  
 سرکار کا نہیں۔ (حیات طیبہ ص ۵۵) نیز حضرت جعفر علی سیڑی جو اس تحریک  
 سرگرم رہے تھے۔ اس سوچ اور نیز حکومت ہند کے صاف معلوم  
 ہوتا ہے کہ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے ہوا کرتے ہرگز ارادہ نہیں  
 تھا۔ وہ اس آزاد و علدار کی کو اپنی ہی ملدا ہی سمجھتے تھے اور اس میں ملک  
 نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف جاتی تو ہندوستان  
 کے سید صاحب کو جہی مدد بھیجتے؟ (تواریخ علیہ ص ۱۸) نیز سید صاحب  
 دہلوی مسعود عالم ندوی کا بیان ہے کہ کمپنی کی حکومت نے پہلے میل جہاد میں  
 کے آئے جاتے ہیں کوئی دوسرا ٹوک نہیں کی۔ جعفر ایک جگہ لکھتا ہے۔ کہ  
 بعض کارخانوں کے مسلمان ملازم اپنے انگریز مائیں سے تعلق لے کر جہاد کو  
 جاکر کرتے تھے۔ سرسید نے ایک اور جہاد واصل کا ذکر کیا ہے۔ دلی کے  
 ایک ہندو جہاد میں جس کے پاس جہادوں کی اعلاوی رتبہ میں تھے کچھ

نہ ہوئے تھے اور وہاں جہوں کی تعداد اقل نہیں تھی لہذا آپ مسلمانوں کی روزگار  
 مخالفت کی تاب نہ نہ سکے۔ اور مول برداشتہ ہو کر وہاں ایک عرب کو بچے لگے۔  
 متعجب یہ فتنہ دار کی ہر حرکت و بدوی اپنی کتاب میں بیان ہو چکا ہے۔  
 میں ان کے خلاف مسلمانوں کی بڑا کوشش کیا اپنے اہل سنگ سے ذکر کرنے کے بعد  
 لکھتا ہے: اسی شب تمام کنگہ کے ممبر جمع ہوئے۔ اور انہوں نے مشورہ کیا  
 کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ یہاں معلوم ہو گیا تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے  
 مخالفے ہادی مدین ہوئے ہیں۔ اور انہیں شیعہ رسوا روئے ہیں آگسا پانچ  
 کہ وہ شاہ صاحب کو برا تو شبید کر ڈالیں یا شہر و ملی سے نکال دیں۔ بقدر  
 حقیر ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے سفر عرب اختیار کیا اور منافقان  
 اسلام کو راست ہینا چوا اور لہ سے ان فتنہ چوا چھوڑ گئے۔ شاہ صاحب  
 کہنے لگے: کنگہ خیر و عا میں رہ کر آخر عمر میں پھر ہندوستان واپس آئے  
 اور تحریک اقامت وین لکھتا ہے: ایک تنظیم کا آغاز کیا۔ مگر عمر نے وہ  
 کی۔ اور اس تحریک کو ناقص حالت میں چھوڑ کر اس عالم فانی سے انتقال  
 کر گئے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب  
 محدث دہلوی اور شاہ رفیع الدین صاحب اپنے چھدا امیر شاہ عبدالرحیم  
 صاحب کے مسلک کو اختیار کر کے ہر گتہ عقائد اہل سنت و جماعت اور حنفی  
 مذہب کے پابند رہے۔ اگرچہ ان پر بھی شاہ ولی اللہ صاحب کا معنی سا  
 رنگ پڑا تھا وہی مگر علاقے کے عرصے پر وقت مناسب اور کافی جواب دیا۔  
 شاہ ولی اللہ صاحب کے بدشاہ عبدالعزیز صاحب نے تحریک اقامت  
 کو تیار و شائع کیا اور تحریک کو کئی آئینوں پر چلانے کی طرف توجہ مبذول  
 فرمائی۔ مگر کہیں یہ تحریک کافی مسطور و مقبول نہ ہوئی۔ کراچی کو کہ آپ  
 کو زیادہ حوصلہ کام کوئے کی جلت دلی۔ اور دلی اہل کو بیک کئے ہوئے  
 جلت فرما گئے۔

سید احمد رائے بریلوی اور مولوی محمد امجد علی بریلوی جہاد کی حقیقت

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے بعد تقریباً اقامت دینے  
 کا ارمان تھا تو قیامت ہوئی تو خدا تعالیٰ کا ارادہ سیدھا صحرا کے پہرے دہلوی کے کہ قصور میں  
 لگے۔ مولوی عبید اللہ صاحب سندھی اپنی کتاب شاہ ولی اللہ اور ان کی  
 جاسی تحریک میں ۱۹۹۹ء پر لکھتے ہیں: ۱۲۲۰ ہجری میں امام عبدالعزیز محدث دہلوی  
 نے لوگوں کو اپنے ارشاد مبارک اور انھوں نے اس کی صحابہ کے پیرو کیا۔ یہ حزب  
 اللہ کی اقامت کا دعویٰ کرتے رہے۔

میں نے سید احمد شہید کا قاتل جب جج سے واپس آیا۔ تو انھوں نے  
امام عبدالعزیز کے بعد شہداء محمد اسحاق صاحب کی امامت کو تسلیم کیا۔ اس  
نیز میں اگر جمعیت کا اجلاس مدرسہ میں ہوتا تو مولانا محمد اسحاق صاحب  
رہتے اور سید احمد شہید مختلفہ میں بیٹھتے اور جب مدرسہ سے باہر جھپٹتے  
پوچھتے۔ سید احمد صدر رنجتہ اور مولانا محمد اسحاق مختلفہ میں فرسکیے ہوتے۔ اس  
پیر صوبائی الٹ کی امامی مصلحت کی حفاظت اور رجال و اموال جمع  
کرنے کے لئے قافلاً کھلا مسلمہ امام عبدالعزیز کے مدرسہ سے متعلق رہا۔ اور  
سکری و سیاسی طاقت سید احمد شہید کی جماعت سے وابستہ ہوئی ۱۱

واضح رہے کہ ہمارے تمام لشکریاں اور درویش کی فراہمی مولوی محمد اسحاق صاحب دہلوی اور سیاسی امور اور لشکر کی قیادت سید احمد کے ہاتھ میں تھی۔  
درویشوں کی ہمیشہ مولوی سید احمد کے نائب اور لشکر کے اڈا ڈیرا چیت تھے۔  
ان علاقہ جوں کہ حالت غلبہ میں تھے۔ ۲۹ء - یہ وہ زمانہ تھا جبکہ ہندوستان میں لیبٹ  
انگریزوں کی زور کار تھی۔ سلطنت عثمانیہ زوال پذیر تھی۔ ملک میں سخت  
آشوب و اضطراب تھا۔ حالات بد ہو چکے تھے۔ پہلو بہ کہ علاقہ پر سیکرٹری حکومت



قبیل کیا۔ تو مولانا شاہ محمد اسحاق نے مسٹر ولیم فریزر گزٹنر واپس کے ابلا اس میں  
 تامل کی اور بدعتی کے حق میں ڈگری ہوئی وصول شدہ رقم پھر دوسرے رجب  
 سے سرحد کو بھیجی گئی اس مقدمہ ۱۲ اپریل صدر کورٹ الہ آباد میں چلے۔ وہاں  
 بھی عدالت کا فیصلہ کمال رہا کہ پندرہ نشان کی پہلی اسلامی تحریک <sup>۱۳</sup>  
 مندرجہ بالا کتب و دوا میں سے ثابت ہوگا کہ تحریک اقامت دین کے قادیان  
 انگریزی حکومت کے مصلحت سے ساز باز کر چکے تھے۔ ان کی تحریک انگریزوں کے  
 خلاف مرکز دہلی۔ یہ لوگ انگریز کی حکومت کو اپنی حکومت سمجھتے تھے اور  
 انگریز حکام بھی ان کی مدد اور پشت پناہی کر رہے تھے۔ یہاں تک انگریز  
 کا وہاں داروغہ بھی دسکر مسلم پانچویں کو اس نام تھا وہاں میں سمجھتے تھے  
 سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر سید احمد اور اسماعیل دہلوی اور ان کے نام تھا  
 کا بدین دہلی ملک وقت کی آزادی کی خاطر لڑ رہے ہوتے یا ان کی تحریک  
 حکومت برطانیہ کے خلاف ہوتی تو انگریز انہیں کھل دینے کے بجائے ان کی  
 مدد اور پشت پناہی کیوں کرتے؟

### قادیان تحریک اقامت دین کی انگریز سے ملی جھگڑت کا مزہ بابت

ما حاضر ہو۔ واپسی مولوی ابو الحسن ندوی گفتا ہے: اے میں کہتا  
 دیکھتے ہیں کہ انگریز حکومت پر سوار چند قادیان ہیں کھانا کھاتے کشتی کے قریب  
 کھانا اور کچھ کھا کر پانی دے صاحب و سید احمد صاحب کہاں ہیں حضرت نے  
 کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز حکومت پر سے آگرا اور  
 قادیان کے لئے کشتی پر تھپا اور مزاج پر سے لے کر کہا کہ تین روز سے ہیں  
 اپنے ملازم یہاں کھڑے کر کے تھے۔ کہ آپ کی اطلاع کریں آج انہوں نے  
 اطلاع کی کہ ان کے ہر جہاز کا قلعہ کے ساتھ تیار سے رکان کے ساتھ  
 ہیں۔ یہ اطلاع پانچ روز آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا

سایا کرنے کے بعد یا جوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں  
 داخل کر لیا جائے کھانے کے لئے میں تقسیم کر دیا گیا۔ اور انگریزوں میں کھانے  
 حکم کر لیا گیا۔ دسیرت سید احمد صاحب نے ۱۹ جولائی کا حکم ہے کہ اگر سید احمد صاحب  
 بریلوی، اسماعیل دہلوی اور ان کے ساتھی، انگریزوں کے واقعی دشمن تھے  
 تو کیا انگریز ان سے خوف ڈرہ ہو کر لڑکی دے دے مجبور ہو کر ان کے ساتھ ایسے  
 دوستانہ ہو جاتا جتنا مدد دینا ذکر ہے تھے؟ یا یہ کہ انگریز حکام اس قدر بے خوف  
 تھے کہ وہ ان کی انگریز کشتی سے بچا اور ان کی پالیسی کو سمجھنے سے قاصر تھے۔  
 اور اپنے دشمنوں کو دوست سمجھ رہے تھے یا پھر وہ اس قدر بے وفائے کہ وہ  
 ان کی سرکردگیوں کو روک نہیں سکتے تھے اس لئے ان کی خوشامد کر رہے تھے۔  
 کہ شاید اس طرح یہ نام تھا محمد بدین انگریزوں کی حاملہ رہم فرما دیں۔  
 ظاہر ہے کہ ایسی کوئی بات نہ تھی۔ بلکہ حقیقت سید احمد اور ان  
 رفقا اپنے ذاتی و گروہی مفادات کے پیش نظر انگریز کی کوڑیں بہہ چکے  
 تھے اور برطانوی حکومت کے آکر کام کر چکے تھے۔ یہی وہ تھے کہ انگریز ان کی  
 سرپرستی اور مدد کر کے اپنی خوشنودی اور تعاون کا اظہار کر رہے تھے اور اس  
 کے جواب میں قدم بہ قدم انگریز حکام کو مزید مطمئن کرنے کے لئے

سید احمد اور اسماعیل دہلوی انگریزوں کی قادیان کے اعلان انگریزوں کو  
 دہلی دہلی محمد سید احمد صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ بھی صحیح روایت ہے کہ ان کے قریب  
 کلکتہ میں جب ایک روز مولانا احمد اسماعیل و عطا فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے  
 مولانا سے یہ دعویٰ کیا کہ سید احمد صاحب انگریزوں کے ہمارا کار و دست ہے یا نہیں؟  
 اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی باتیں رو رہی اور فریب غیب سے کہیں  
 ہر کسی طرح بھی ہمارا کار و دست نہیں ہے۔ (دوسرا) محمد سید احمد صاحب نے فرمایا  
 یہ دیکھ کر کتاب حیات طیبہ مطبوعہ عرفان دہلی ۱۹۲۹ء مطبوعہ میں جب مولانا

بند و نہاج کا عملی شرعی معاشرت کے ساتھ یہ اثر چھو کہ امیر خان معہ اپنے کل  
 عیال بیکرلو اوراؤاد کے ساتھ تھیں دو بائی بھی گئے۔ اور اس نے تمام ناروا  
 باتوں سے توبہ کی جب لشکر نے یہ کیفیت دیکھی تو وہ بھی چھوڑا محمدی میں لیا و صفا  
 قریب ملا ۱۰۰۰۰ ہندو سادہ اہل سنت و جماعت مسلمانوں کے دین و ایمان  
 پر اثر ڈالنا اور یہ کہ ان کی ان کے ہڈی بھاد اور خوشی خواہت کو بھی کھل کر  
 رکھ دیا۔ اور خیرانی مسلمان کو انگریزی اقتدار کے تجربہ میں مفید بنا دیا۔  
 دو بائی مرزا میرٹھ دہلوی کہتا ہے: سید اس صاحب نے امیر خان کو بڑی  
 شکل سے ٹیپٹر میں آنا ڈال تھا۔ آپ نے اسے یقین دلادیا تھا کہ انگریزوں سے  
 متعلقہ کرنا اور لاڈ کا سہرا لگا کر تمہارے لئے بڑا جین ہے تو تمہاری اوراؤاد کے لئے  
 ستم قاتل کا حکم رکھتا ہے۔ یہ باتیں امیر خان کی سمجھ میں آگئی تھیں۔ اور اب  
 وہ اس بات پر رضامند تھا۔ کہ گڈا رہے لکھ بھگ بھگ دے دیا جائے۔  
 تو میں بہ آرام بھٹوں امیر خان نے یہ باتوں اور ان کے ساتھ انگریزوں کا  
 بھی ناگ میں کوم کر دیا تھا۔ آخر ایک چڑے مشرے کے بعد سید صاحب  
 کی لاگتاری سے یہ روایت میں سے ہے کہ کچھ عرصہ بعد کہ امیر خان سے  
 معاہدہ کر لیا جینے پر پورے نو لکھ دلا دیا اور جو لے لئے سو لکھ اسی طرح  
 سے منفقہ کر لئے مختلف ریاستوں سے بڑی سیل و قال کے بعد انگریزوں  
 دلوگر پھرے ہوئے تھیں کہ اس حکمت سے تجویزیں بند کر دیا۔ (صاف عقیدت ملا)  
 اگر اس قدر تاریخی شہادتوں اور حوث کے بعد بھی کوئی شخص ایسے نظریوں  
 کے وفادار و تابع نہ رہیں سمجھتا تو اس کے متعجب یا کچھ فہم ہونے میں کونسا شک  
 باقی رہ جاتا ہے۔ اگر باقی نظری سے طوری کیا جائے کہ اصل حقیقت باطل و حرج  
 جو جاتی ہے کہ ان کا اصل ہواؤ انگریزوں کے خلاف تھا اور نہ مسلمانوں کی  
 آکر وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کر کے کی بات کرتے ہیں۔ تو محض اس لئے کہ  
 مسلمانوں سے چندہ وصول کرتے ہیں آسانی ہوا اور یہی وہ معاملہ مسلمان ہوا  
 کے پرکشش شروع سے متاثر کر کے مسلمانوں میں مثلاً بدستہ میں اور

۹  
 بطن میں انگریزوں کے یہ شہادیں ہرگز نہ ہوں۔ سید صاحب نے یہ باتیں دیکھ کر  
 مسلمانوں کے یہ خلاف تھا۔ انہیں سید صاحب نے افغانستان اور دوسرے علاقوں  
 کے مسلمانوں کو مشترک و کافر نظر آ رہے تھے اور اصول و دینیت کی رُو سے ان کی  
 اصل جہاد و جدائی مسلمانوں کے یہی خلاف تھی اور مسلمانوں کے خلاف جنگی لغو  
 ان کے منزل مقصود کا ٹھنڈے کی ایک کڑی تھی۔ امیر خیرانی سید صاحب  
 کے افادات اور بیانات سے یہ امر ظہور میں آتا ہے کہ کسی کا کچھ نہیں  
 گوہم یا شائبہ نہ کرنا تھیں چاہے نہ انگریزوں کا نہ مسلمانوں کا۔ دوسرا  
 اصحابی حلقہ اس سید صاحب کے اس افادات کے بعد ظاہر ہو جائے گا کہ  
 اصل مقصد کیا تھا تو اب وزیر اعلیٰ دہلی کی روایت ہے کہ سید صاحب  
 بار بار فرما کر کہ فیض ایا کی جو خلعت کو مجھ سے پہنچا ہے روز بروز  
 ترقی پورے گا اور انشا اللہ تعالیٰ ہندوستان اور خراسان پر کھرک شرک  
 اور بدعتی بدعت سے میرے ہاتھ سے یکسر پاک و صاف ہو کر انوار اسلام  
 سے منور اور دیاخت و امان سے ڈالنا ہو کہ کھرک افرا کے زمین میں پڑے  
 دسواچ احمدی علیٰ بیزا کی کتاب کے اسی صفحہ پر ہے: سید صاحب نے یعقوب آپ کے  
 بھانجے سے روایت ہے کہ بوقت روانگی ملک خراسان آپ اپنی ہمنوی لائے  
 سید صاحب نے یعقوب سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے فرمایا کہ اسے میری ہمنوی  
 تم کو خدا کے سپرد کیا اور یہ یاد رکھنا جب تک ہندوستان اور ایران کا رخص  
 اور چین کا کھانا اور افغانستان کا اتفاق میرے ہاتھ سے ہو کہ جو کچھ ہندوستان  
 زندہ نہ ہوئے گی۔ وہ العزت مجھ کو نہیں آئے گا۔ لیکن امیر خیرانی نے  
 سید صاحب صاحب نے خود ہی واضح کر دیا کہ ان کی جنگی تیاریاں اور لغو ہونے  
 جماد انگریزوں یا مسلمانوں کے خلاف نہیں بلکہ بدعتی مشرک اور کافر مسلمانوں  
 کے خلاف ہیں تاہم جو کہ وہاں ہوں کہ ان تمام نہاد کا بدعتی کے پیش نظر صرف  
 ابن عبدالوہاب تھیں کہ مشن کی تھی۔ اور یہ لوگ ابوالہادیہ علیہ السلام  
 کے لغزش قدم پر کھڑے ہوئے حکومت کی سرپرستی میں ان کی قیادت رہا

آئینہ تقریباً دو سال بعد آئینہ بھری میں وطن سے ترستہ ہوتا چنے وطن والے  
 پہلی ٹوٹ آیا مگر طبیعت کی پریشانی نے طبع نے دیا۔ تو یہ ترحمت آزمائی کے لئے  
 تاؤ کو روکنا نہ تھا بلکہ بھری میں تاؤ کے امیر خان پنڈوری کی فوج میں سوار  
 کی حیثیت سے ملازمت اختیار کر لی۔ اور کچھ عرصہ بعد امیر خان پنڈوری نے  
 اس کی خدمات اور فادہ داری کے پیش نظر اسے اپنے باڈی گارڈ کا منصب دیا۔  
 پھر رفتہ رفتہ سید صاحب نے امیر خان پنڈوری کی سیوا میں ایک اعتماد حاصل کر  
 لیا کہ امیر خان پنڈوری نے اسے اپنا مشیر بنالیا۔ حتیٰ کہ کوئی کام اس کے مشورے  
 کے بغیر نہ کرتا۔

مگر افسوس کو سید صاحب نے امیر خان پنڈوری کے اس اعتماد سے ناچار نہ ہوا  
 تھا کہ ایک طرقت تو اس وفاداری اور جرات پر بھی کام نہ لیتا رہا۔ اور دوسری  
 طرف انگریزوں کا ایجنٹ بن کر انعام کا امیر خان پنڈوری کو انگریزوں کے سب سے بڑے نیکان  
 میں سے ایک قرار دیا۔ اسے کتنے ہی ملک خوروں و ملک وانی شکست۔

امیر خان نے ثابت شجاع اور جگر تھا۔ اس کے بے پناہ صفوں سے مجھے بڑے  
 دلچسپ ٹوٹ مشتاقوں نے یاد آ رہے تھے۔ کتاب میں اسے کیل بولیا۔ سید صاحب کا بعد  
 منور کی کیا شہرہ و گھمسان کے کان پر غماز نہیں رہی۔ ہمیں تھا کہ بڑا اندر واجب  
 از مقرر بہر سب سے کہ باور کے بہت دگر تا بود و ضرورت سے و حیرت بنا خاموش  
 بنا تھا۔ رہتا ہوا جنیں وہ بے تعلقی محنت ہی کرتا تھا۔ اسی لئے کہ کتنے کے موافق کتنے کے  
 وطن کی جگہ یا ملدی کرتا تھا اس پر بھی اسے یاد ہوتا تھا اس کے ذہن اور باور و  
 کایہ نام نہاد خاد و کبھی کہ بنیالی آتا تھا کہ جیسے جیسے ملک میں کوئی دھڑا اٹھاتا  
 ہے۔ اور پھر وہ بیلوں کی طاقت سے بھی نہیں ملتی سوائے اس کے کہ اس پر اعتماد و جرات  
 اور دیکھا دیا جائے۔ وہ دیکھا دیکھا کہ جو اپنے ملک کے لئے جیسے جیسے  
 کر کے سید صاحب کو ایک ایک جگہ کو کھنڈوں پر لے جاتا تھا۔ جب کہیں بھی تقدیر کا ہاتھ  
 تھا اور دوسرے دن تماشہ تھا کہ وہ بھی چھوٹا۔ ان کے حیات طیبہ پر مشتمل۔

جو درخورد اور دوسری رہا متعلق بہ نسبت عاری تھی۔ اور اس نے انگریزوں کا  
 بھی ناک میں دم کر رکھا تھا۔ جب انگریزوں کو اس مصیبت سے نجات کا اندر کوئی  
 صورت نظر نہ آئی تو انہیں سید صاحب کے ذریعہ امیر خان کو بھانسنے کی شوجھی۔  
 انگریز حکام کی طرف سے یہ ہم سب کا خود صاحب کو سونپی گئی اور سید صاحب نے  
 اس حکم کو اس خوش سلوئی کے ساتھ نہ کر لیا کہ انگریز خوش ہو گیا۔ اور سید صاحب  
 صاحب انگریزوں کے مشلو نظر سے کئے۔ مرزا حیرت دہلوی کھتا ہے کہ سید صاحب  
 ایک سید صاحب بر صاحب امیر خان کی ملازمت میں رہے۔ مگر ایک ناموری کا کام  
 آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خان کی صلہ کرادی۔ اور آپ ہی کے ذریعہ  
 جو خیر لدا راں دے کئے اور پھر آج تک امیر خان کی اولاد عسکرانی کوئی  
 سچے اپنے لئے پائے گئے۔ لاؤ بیٹے ایک سید صاحب کی بے نظیر کارکنادی  
 سے بہت خوش تھا۔ دونوں لشکروں کے بچے میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا۔ اور اس میں  
 تین آدمیوں کا تہم معا بدہ ہوا۔ امیر خان، لاؤ بیٹے ایک اور سید صاحب  
 صاحب۔ (حیات طیبہ پر مشتمل)

طریقہ نظام ہے کہ سید صاحب کے دل میں انگریزوں کی پونا یا آزادی  
 وطن کی رپ بھرتی۔ تو وہ وطن اسلام، انگریزی حکومت کے استحکام کی خاطر رگڑ  
 ان کا آزادی دے رہا تھا۔ بلکہ ملک کو فرائی اقتدار دے اور ان کے لئے ایک جگہ کیلے  
 کو انگریزوں کی غلامی پر رضامند کرنے کے بارے میں انگریزوں کے خلاف جہاد  
 اور زیادہ تیزی و تندہی اختیار کرنے کا مشورہ دیتا۔ امیر خان کے پاس تیس  
 تیس ہزار لشکر ہزار روپے جو تھا۔ اس میں ترقی و اصلاح کی کوشش کرتا مگر اس  
 کے برعکس اس نے ناموس اسلام اور آزادی ملک کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتی  
 جس کے وطن ملک و ملت انگریز کا مشلو نظر بن گیا۔ اور وہ اپنی ناموس و صلاحیت  
 کو برتنے کا راز کھینچتا تھا امیر خان اور اس کے لشکروں کو وہ اپنی ناہنج کی تبلیغ کے  
 وہ اپنی بنایا جیسے کہ مرزا حیرت دہلوی کا بیان ہے اس سلسلہ کی اور زیادہ





و دامیر کی تفصیل کے لئے کوٹاں تھے یہی بات ان کے من کردار اور ان کے طعنا و  
سے ثابت ہوتی ہے جو انہوں نے سرخام دے کر اپنے لاطف فرمایا ہے ۔

سید احمد وکیل دہلوی کی حکومت کا قیام اور وہابیوں کے کارنامے

مسکاب دیو بند کے مایہ ناز مولوی محمد علی صاحب سندھی کا بیٹا  
چھٹے میدان میں پیدا ہوا اپنے چچا جیوں کے ۲۹ شعبان ۱۲۳۰ ہجری کو دوسال  
گیارہ ماہ بعد سفر حج سے واپس آئے تھے ۔ دو اور چھٹے ہجری سے چھ ماہ  
کی نیادری شروع کر دی گئی مولانا محمد اسماعیل اور مولانا محمد علی نے تربیت ہمار  
کے لئے اطراف ہند کا دورہ کیا جب تقریباً پندرہ سال کا ہوا تھا کہ  
تو امیر خدیو نے ان کے تین بھائیوں کو روک کر حکم دیا کہ دشادہ ولی اللہ اور  
ان کی سیاسی تحریک عشق سید احمد صاحب کے حکم ہے ان کے رضا کار و  
کے علاقہ میں رہنے لگے ۔ سید احمد صاحب کے عرصہ تو تک رہ کر پچھلے ہجری  
اور دہریہ دہلی آئے ۔ ۱۲۳۱ ہجری کے آغاز میں دیو بند سہارنپور ، پانی پت ،  
کرنال اور غانا پور وغیرہ سے گذر رہے تھے مابعد کوئلہ پہنچے ۔ دہلی سے ملنے  
بھاؤ پور ، جید پور اور سندھ ، کشک پور ، گجرات ، مانی گڑھ ، دیر ، گجرات ،  
دیو پور ، پٹنہ ، قندھار اور کابل سے گذر کر پاکستان خیر پناہ آئے ۔  
پشاور سے ہشت گزر گئے ۔ اور وہاں موضع غوث پور میں قیام کیا ۔ سید احمد  
اسماعیل دہلوی اور ان کے کارکنوں نے اقامت دیں اور غلہ اسلام کے  
نعرے بلند کر کے اپنی تحریک کا خوب پیر و پختہ کیا ۔ اور مسلمان چٹانوں کو  
ترجس دے کر وہ بھی اس جہاد میں شام ہو جائیں ۔

سید احمد صاحب نے چٹانوں کو کباب خیر بھی کہا مابعد نعرہ بانڈ مانی ہیں ۔  
اور انہی ریاست و دامیر قائم کر کے کیسکر میں رہے ۔ انھوں نے انہیں چھاپی  
کچھ کر ان کی خاطر ملازمت اور مدد کی اور اسلام کی سرشاری کے چٹان نظر ان کے

ہر ممکن تعاون پر زمانہ ہوئے جس کی سبب احمد کی امارت کو تسلیم کر کے جہاد  
اسلامی کے تحت مسلمانوں کے خلاف اپنے کے لئے کر سکتے تھے مولوی عبد اللہ  
صاحب من بھی لکھتے ہیں ۔ انھوں نے ملکہ ہجری میں ہجرت شروع ہوئی اور  
۱۲۳۰ ہجری اور غوثی ملکہ ہجری میں دہلی سے دہلی کے لئے ہجرت کر کے آئے  
ہجری ۱۲۳۰ کے ختام پر سید احمد اپنا امیر بن لیا یہ دشادہ ولی اللہ اور  
ان کی سیاسی تحریک عشق کا تحریک میں چٹانوں کی شمولیت سے سید احمد  
اسماعیل دہلوی کی ہاتھ کو پڑی انھوں نے حاصل ہوئی اس کے بعد اس مختصر  
علاقہ میں غوثی باغ کا عہد نظام حکومت کے استحکام کی خاطر دہلی میں لائی گئیں ۔  
مگر اس وقت سید احمد صاحب اور اسماعیل دہلوی نے تمام ملکوں میں باغ  
اپنے ساتھیوں کو بھی ہند کے لشکر کر کے اور خود اسماعیل دہلوی کو حکام  
اعلیٰ میں مقرر کیا ۔ اور انھیں بھی گئے ۔ اس کے نتیجے میں وہابی صاحبان خود کو ماکم  
اور نظامی باشندوں کو کرکٹ کھینچے ۔ تاہم ایک سال بعد دہلی چھوڑ گئے  
مولوی عبد اللہ صاحب سندھی لکھتے ہیں اس کے بعد ایک سال تک مولوی عبد  
لہ نے دہلی سے دہلی کی موجودگی میں کوئی غارتگری نہیں ہوا ۔ سید احمد شہیدان کے  
ساتھ اپنی ذاتی رائے پر مل نہیں کر سکتے تھے بلکہ اجتماعی فیصلہ حکومت  
کا تمام غور اور ملاحظہ ، دشادہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک عشق  
مولوی عبد اللہ صاحب کی وفات کے بعد سید احمد اور اسماعیل دہلوی نے  
افغانیہ میں اس قدر دست برد گئے کہ اجتماعی مشورہ اور مجلسوں کا نظام و رسم  
برہم ہو گیا اور توڑا پیرہ حکومت و دامیر کا نظام و کلیہ شہ کے تحت آ گیا ۔  
ان کی ذاتی رائے کو انہیں حکومت اور ان کے ہر فرمان کو قانون کا مقام حاصل  
ہو گیا ۔ محض برائیاں پر خرابی واقع ہوئی کہ یہ وہابی صاحبان جو مصلحت اور وہابی  
لے چھوڑے ۔ وہ اپنے لئے کہہ کہ وہ ایک مشورہ قائم ہے اور اس سے ہندو میل  
کا صلہ نہ ہو پشاور کی قیام پشاور سے تین میل دور ہے ۔ وہ تو لکھتے



حزب ولی اللہ کی خصوصیات پر ضرور دیا جائے گا۔ حکم تہذیبی اور دینی طریقوں پر  
لام کرنے والے ہندوستانی تو مسلمانی لفظ کی پابندی بھی اپنے لئے ضروری نہ سمجھتے  
اس کی وجہ سے ان افغانوں کی ان کا ہاں دین سے فخر ہی عداوت ہو گئی۔ امر میوا محمد  
شہید نے بار بار اعلان کیا کہ افغانہ و عوام کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ اگر بلوچان  
کا خانہ لادیں جیسے خلیفہ خلیفہ کے طریقہ کا پابند رہا ہے۔ مگر لوگ دوبارہ ہی گئے  
حزب ولی اللہ کی امتیازی خصوصیات کی پابندی کو قبول نہ کرتے اور اس  
طرح معاملہ روز بروز گہرا ہوا کہ پانچ سالہ شاہ ولی اللہ کو دیکھا گیا کسی شہر کو ملنا  
سستی بیٹھانوں پر وہاں بیوں کے ظلم و ستم کا آغاز  
پیدا کر چکے تھے بعد ازاں دینی حاکمان نشان کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے مسکن  
میزبان سستی بیٹھانوں پر طرطرح کی سختیوں اور ظلم و ستم کا آغاز بھی کر دیا۔ جیلوں  
بھانوں سے انہیں ذلیل و رسوا اور تنگ کیا جانے لگا۔ ان کے حوصلے بے اعتدال  
پڑ چکے تھے کہ یہ لوگ حاکمانہ قوت رکھ کر  
غیور بیٹھانوں کی عقبت کر بیٹھیلوں کو سہرا اٹھا لے جاتے تھے۔

مولوی حبیب اللہ صاحب مت بھی جیسے ہی شہر کی آغوش سے ایک طرف نکلے  
تھا ہوا اس وقت ایک طرف افغانوں میں اور دوسری طرف تہذیبی اور دینی  
سے متاثر ہندوستانیوں میں پیدا ہو گیا۔ دیکھیں عملی زندگی میں بھی اس کا وجہ سے بعض  
کتابتیں نکلا رہی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ افغان شرفاء دوسری مسلم قوموں کے  
شرفاء سے رشتہ ناماظر محبوب نہیں سمجھتے چنانچہ ہندوستانی مہاجرین اپنے ساتھ اپنے اعمال  
لے ہوئے وہاں بھی تحریک شہر کر رہا ہے کہ افغان سواروں کے طریقہ اور لہجہ، اگر  
مستعدوں کی سازش میں شریک ہو کر سیدھا حملہ ورائے کی جانت سے فطاری کی بھی کا  
چے۔ بے حجابش و ہر جگہ ہی کہیں۔ (توالت)

لے نہیں گئے تھے۔ اس نے سب سے لوگ مستقل طور پر افغانی ملاؤں میں بیٹے  
گئے تو ان کی شادی بیاد افغانوں کے ساتھ ہونے لگی۔ گھر خرابی ہوئی کہ لاہور  
کے عوام کے خلاف کی اشاعت کرنے والے ہندوستانی اپنی سالانہ قوت رکھا  
کر یہ ہندوستانی لوگوں سے فخر کرتے تھے۔ دشاہ ولی اللہ دوران کی سیاسی  
تحریک مثلاً اب متعصب وہاں ہی مزاں بہت کی گئی تھی بلکہ غلام خانہ جو انکا  
قریبین ناگرا مسرت میں پہلے کے آگے پیش کرتے تھے۔ سید صاحب نے  
عدلیہ خانوں کو خلیفہ ہندوؤں پر سفر فرمایا تھا کہ وہ شرح تہذیب کے مطابق  
عمل نہ کرے۔ گروان کی سختیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں۔ اور بعض اور  
بھوکھو خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کر لیں۔ اکثر بیویاں بے رحمی و ان  
میں نکاح تانی کرنا پسند نہ کرتیں۔ زبردستی سمجھیں گے حال نکاح پڑھا جانا  
رجحان علیہ مشاہدہ واضح ہے کہ سب و ہم ہیں شرع تہذیب کی اصطلاح  
سے ان کے وہ غارت سارا دین محضت انمول گروا ہیں۔ جو وہ سب ضرورت  
رہ کر گھر لیں۔ پھر خود وہ خرابی و حدیث کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں یہ اپنے  
افغانی اصولوں کو شرح تہذیب کے جائیں گے۔

ان کا شرع تہذیبی بھی خود کیا کہ دیکھیں۔ جو آپ ان کی نکاح خوانی  
کے متعلق دیکھ رہے ہیں۔ شریعت کی شہر سے ان افغان نکاح کے لئے بالکل طریقہ  
کی رضا مندی اور گروا ہوں کہ دوزو بلا مجرا کر ان کیاب و قبول شرط ہے  
دیکھیں وہاں شرع تہذیبی میں ان افغان نکاح کی کیفیت بھی آپ کے سامنے  
ہے کہ اگرچہ لڑکی نکاح کرتے پر رضی نہیں۔ انکاری ہے اور خود دہائی  
کا ہر صاحب اسے کہنے رہا ہے۔ اس سے متفرج ہے۔ اور خود کو اس کی رحمت  
میں دیکھنے کے لئے برگزیدہ تیار نہیں۔ لڑکی کے والدین بھی اپنی لڑکی کو اس نکاح  
میں دیتے ہیں۔ شہادت کے ساتھ انکار کر رہے ہیں۔ مگر وہاں ہی ہر صاحب یہی کہہ  
رہی اور اس کے والدین کو قتل و غارت کی دھمکیاں دیتے ہوئے اپنے کو مختار

مسلم ہزار ہوں کی مدد سے تلواروں کے ساتھ میں لڑی کو نہ بڑھتی تھا کہ ایک  
 تھا کہ کو سپرد کیا لائے ہیں اور خود وہی ایک طرفہ عالی فرما دیتے ہیں کہ تم نے  
 اس لڑکی سے نکاح کر لیا اور باقی زوجیت میں لے لیا ہے۔ اور سارے مہر  
 واپس لے کر دیتے ہیں کہ میں نکاح منعقد ہو گیا۔ اس جبری کاروائی کے  
 بعد وہ اپنی ماں پر صاحب اس لیے نہیں لڑی کو بطور مہر کے استعمال کرنے لگتے ہیں  
 رسول ولا حق ولا ریا دتہ۔ مرزا قیصر دہلوی کہتا ہے کہ ایک نوجوان  
 غائبوں میں جانتی کہ بڑا نکاح مافی ہو مگر ماں پر صاحب نہ رو رہے رہے ہیں  
 کہ نہیں جوتا جاتے آخری ماں اپنی نوجوان لڑکی کو والہ کہا پھر کہتے تھے۔  
 اس کے سوا ان کو کچھ چاہ وہ نہ تھا۔ اہمیت طہریت مشہور ناظرین غور فرمائیں۔ کہ  
 ایک ایسی متوجہ کی اس منقرضی عمارت میں کس قدر دردناک داستانیں لکھ  
 وہابیوں کی کتنی شرمناک کاروائیاں منظر ہیں۔

یاد رہے کہ یہ تو بطور مشفقانہ اور درجہ بیان کیا گیا ہے وہ حقیقت  
 یہ ہے کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی کی اس چنیدور حکومت کے لیے گناہ  
 مسلمانوں پر مظالم کی داستان طویل، مگر پاش اور ناقابلِ غور و بیان  
 ہے تاہم وہابی متوجہ مرزا قیصر دہلوی کی کتاب سے گواہی پیش خدمت  
 ہے کہ ایک ایک مجموعہ ضلع تعینہ گاؤں میں ایک ایک عامل و عہدار  
 سید صاحب کی طرف سے مقرر ہوئے تھا۔ وہ بیجا راجہ مزاری کی کیا خاک کہ مسلمان  
 کے لیے سید شریعت کی آٹھ میں سے نئے احکام بھیجے اسے کسانوں پر جاری  
 کرتا تھا اور وہ آٹھ ذکر کیے تھے۔ کھانا پینا بیٹھنا اٹھنا نشا وئی کرنا سب  
 ان پر حرام ہو گیا تھا۔ ذکر کی غنیمت، ذکر کی داؤد رس۔ معمولی باتوں پر کفر  
 کا غزوہ جو مانا جائے بات ہی نہ تھا۔ کاش وہ نہ تھے پشاور کے عامل ہوتے تو  
 پشاور دیوبند پر تسلیم نہ ہوتا۔ کسی کی نہیں بڑی ہوئی دیکھیں۔ اس کے سب  
 بال کھڑا دے بخود کے لیے تعیند و بھی فتنہ اٹھایا وہ تمام ملک پشاور و برآت

بھاری بھی۔ اہمیت طہریت۔ پھر وہ آئے ایک کراچی محلہ پر رہے اور پھر صاحب  
 یہ تھا کہ ان پکڑی حاکم نے پڑھا کہ پٹال اس کی لہجہ، اعلیٰ حکام کے آگے پیش کرتے  
 اس سلسلہ میں پکڑی حاکم صاحب ایم۔ ایسے باپان بھی ملا خط ہوا اس میں کوئی  
 شبہ نہیں کہ سید صاحب کے بعض ساتھیوں کا روح ہر دہائی اور دھاپا نہیں کا  
 نہ تھا بلکہ وہ جلد ہی کا تھا نہ تشدد نہ آئے۔ مثلاً خان اللہ خاں ہی سید صاحب  
 کے مقرر کردہ ایک فاضل صاحب کی نسبت لکھتے ہیں۔ ایک موقع پر سب مذکور  
 جماعت کے ایک فاضل سید محمد جہاں کے اس ارشاد پر کہ جو اپنی رسوم خدا پر  
 رسول کے حکم کے خلاف باپ دادا کی ریت پر چلتے ہیں۔ وہ ملا لا کر بھیجیں۔ کسی  
 کہ وہ کو منینہ اعلیٰ میں اپنی رسوم کو فراموش کیا تو اس کا جواب گھوسوں سے  
 دیا گیا اور فاضل موشوں نے اس وقت تک معترض نہ ہوا کہ صاحب ملک اس  
 نے دوبارہ حکم نہ پڑھ لیا یا یہ افعال واضح کر اسے دوبارہ اصلاح سنا یا گویا  
 ایک دوسرے مقام پر غلط تھا۔ لیکن مجاہدین اور فاضل بافتندوں میں تو بڑا  
 غلطہ نظر آیا اختلاف تھا کہ کوئی جو کہیں عہد نہیں وہ تھا بدین کے نزدیک کفر  
 نہیں تاہم نہ کوئی رشتہ ناظرین غور فرما لیا کہ اس کے ساتھ فیصلہ کریں۔ کہ سید احمد  
 اور اسماعیل دہلوی اور ان کے عامل حکومت کے ناقابلِ معطل اور رشتہ دار  
 ان کی شرمناک کاروائیوں کو کھینچا اور ہمارے فاضل جہاں کہاں تک برداشت  
 کرتے۔ اور کیا اگر کوئی ایسی حکومت ہو کہ اس کے ساتھ ایسا برتاؤ اور ہر سلوک  
 کرے تو ایمان سے نکلے کہ ہم آپ ایسی بدکردار نظام و جاہر حکومت کو کہ رضا و  
 رغبت برداشت کریں کہ آپ جس جب چاہوں پڑا ہوں گے مثلاً ہم کی انتہا  
 ہوگی۔ اور ان میں نہیں ہو گیا کہ جن لوگوں کو ہم نے کہا بدین اسلام سمجھا رکھیں  
 جذبہ اسلامی کے تحت اقامت دین کی خاطر ہر ممکن عذری وہ ہمارے جان  
 مان عزت و آبرو دھتے اور ہمارے دین و ایمان کو تباہ و برباد کر دینے کے  
 دے کہ ہیں۔ اور انہماق و تعظیم اور اصلاح احوال کی کجی غلط فہمی باقی نہیں

دی تو انہوں نے ان نام نہادوں کا بدینہ، ٹھوٹھو اور ظالم دباہوں کے غوسہ غلیہ و  
 نسفہ سے فحاش حاصل کرنے کی خاطر ایک سرگرمیور و ذلت ناک تدبیر کی جس کی نتیجہ میں  
 سید احمد اور اسماعیل دہلوی کی حکومت بائیکاٹ خاتمہ علیہ السلام  
 سندھی تھکے ہیں، چنانچہ ایک عین رات میں امیر شہید سید احمد کے تمام  
 مقرروں کو وہ اہل منصب (حکام و عہدیدار) قتل کر کے لگے اور حکومت  
 کا خاتمہ ہو گیا امیر شہید اس واقعہ سے کہ قاضی، مفتی، عالم، سپاہی غرض  
 ساری جماعت قتل کر دی گئی تھی۔ بہت متاثر ہوئے۔  
 (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک)  
 موجودہ دہلوی مسلمان ہرگز نہ کہ دور سے یہ یاد رکھنا چاہئے ہیں۔  
 کہ سید احمد اور اسماعیل صاحب اور ان کے ہمراہی اسلام کے بچے کا ہند  
 ملک کی آزادی کے لئے انگریزوں کے خلاف بے سرباز رہے اور بعض ہندوؤں  
 کی فداوی کی وجہ سے تمام ہند کے علما و محققین سرا سراسر کے بدگوش ہیں۔  
 ان کے کارنامے تاریخ سے ہمیشہ کے ساتھ ساتھ تاریخ کو بدنام نہیں کیا سنا خصوصاً  
 اس مشورہ میں کہ ان نام نہادوں کے حالات، اقوال اور اعمال خود  
 دہلوی مصنفین اور سوانح نگاروں کی منہب اور مسائل میں بھی محفوظ ہیں۔  
 تعجب ہے کہ کوئی مظلوم ہندوؤں کو فدا جھوٹے دلائل پر دیکھنے یا ز  
 دہلوی صاحب اپنی پیشواؤں کے کوئی کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ پھر  
 ستم بالائے ستم یہ کہ ان لوگ سید احمد اور اسماعیل دہلوی کو اپنی تقریروں اور  
 تقریروں میں جیسے الزام کے ساتھ شہید قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں کسی  
 بھی لحاظ سے شہید قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تاہم ان کے جہاد کی قیادت سے  
 خود اقص ہر جگہ اب  
 سید احمد اور اسماعیل دہلوی کے شہید ہونے کی تحقیق ایسی واضح قرار ہیں۔

شرقا شہید وہ ہے جو دین اسلام کی سرحدوں کے لئے خالق اللہ کو سزا دے کر  
 اور کفار کے ہاتھوں قتل ہو۔ اب دیکھنا ہے کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی  
 کو جو دہلوی بڑی شہیدوں کے ساتھ شہید کہتے ہیں۔ وہ کہاں تک حق یا جانب  
 ہیں۔ گزشتہ اوراق میں بالخصوص واضح کیا جا چکا ہے۔ کہ سید احمد اور اسماعیل  
 دہلوی کی خاصتر متوجہ ہند کا مقصد استحکام مملکت، برطانیہ اور گورنمنٹ برطانیہ  
 کے زیر سایہ رہا سستہ دہلیہ کا قیام تھا۔ اور ان کا مقصدوں کی خلاف نعرہ  
 جنگ محمد و گورنمنٹ صدر کے ریاست دہلیہ کی ترویج اور مسلمانوں کی توجہ  
 کو انگریزوں کی طرف سے جھانے کا ایک حیلہ تھا۔ یہ اس کے علاوہ انہیں مسلمان  
 سے زیادہ بدعتی و مشرک اور فاسقانوں کے استفسال و تنبیہ کی  
 زیادہ فکر تھی۔ جیسے کہ ان کے اعلانات سے بھی واضح ہے۔ اور واقعات  
 بھی اس کی تہدیل کرتے ہیں۔ مسلک دہلیہ کے مولوی رشید احمد گنگوہی  
 لایا ہیں ہے۔ حافظ غلامی ساکن انیسویں صدی کے ہیں ان کا کہنا کہ ہم قافلہ میں  
 ہوا دیکھتے بہت کراہتیں دیکھتا تھا حضرت سید صاحب سے کہیں۔ مولوی  
 عبدالحی صاحب، مولوی محمد اسماعیل صاحب، دہلوی اور مولوی محمد حسین صاحب  
 راہبندری بھی ہمراہ تھے۔ اور یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد  
 میں شریک تھے۔ سید صاحب نے پہلا جہاد کسی یا محدثان عالمی کا جہاد غلہ  
 کیا تھا؟ (تذکرۃ الرشیدیہ ص ۲۷) یہ لوگ یہ جہاد یا محدثان عالمی سے کیوں نہ کرتے  
 بلکہ یہ لوگ مسلک دہلیہ کے تحت ہر اس مسلمان کو گردن توئی قرار دیتے ہیں۔  
 جو ان کی ناطات فاسدہ اور ان کے خلفاء باطلہ کو قبول نہ کرے۔ چنانچہ  
 اسماعیل دہلوی کے حالات میں لکھا ہے۔ دوران زمانہ ہم دہلی آپ کی تہدیل  
 دہلوی کی عادت تھی کہ کلمہ میں شامل اور گردن توئی قرار دیتے دیکھنے کوئی مسلم  
 دہلیہ جیسے آقا تو قرآن سے مل فرماتے اور آیت نکال کر دکھانے اور مسلمان  
 سے اس کی تائید فرماتے پھر بھی اگر کوئی کلمہ اپنی ہٹ پر نام دیتا تو غلام

سے اس کا منظم کر دیا کرتے تھے؟ مقدار تقویت لایا جان مٹا کر تھیں  
 و بھوی کی اس خوش فہمی اور مسلم کشی کا کیا بھاری ہے؟ پھر جب ان کی جہاد  
 جہاد ورا کے نام نہاد جہاد کی یہ کیفیت ہے تو ان کی منگی کا رونا بھوی کو  
 انجماوی فی سبیل اللہ بیکر قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ لفظ کی بات تو ہے  
 کہ متبادی صاحب کے متعلق خود ان کے مصنفین و متبعین کا اس پر اتفاق  
 نہیں کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے مرگیا۔ لاکوٹ میں مارے گئے یا مغربوں  
 کو روپوش ہو گئے تھے۔ اس سلسلہ میں مختلف روایات ملاحظہ ہوں یہ کہ  
 دیوبندی کے مایہ ناز مولوی حبیب اللہ صاحب مندرجی فرماتے ہیں: "جہاد بیکر  
 دینا" صاحب نے اپنا قومی مرکز کشمیر میں منتقل کرنے کا فیصلہ کیا۔ لاکوٹ میں  
 کی ایک منزل تھی یہاں مسلمانوں کے ویدمد سلطنت شیر شاہ نے حملہ کر دیا۔ کہا  
 ایسے میدان میں گھر بچے تھے کہ مذکور سردار باقی رہا تھا اور مذکور سیال  
 تحقیق سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ اسے شہید یا شہر کاٹ کر نہایت متحکم کو دکھانے  
 کے لئے لاہور لایا گیا اور پھر شہر کے آپ کا جنازہ مولانا محمد فیصل شہید کے  
 جنازہ کے ساتھ لاکوٹ میں دفن ہوا۔ ورنہ اولیاء اللہ اور ان کی سیاسی تحریک  
 مولوی حبیب اللہ صاحب مندرجی سیال صاحب کے ہاتھوں مقتول ہوتا  
 بیان کرتے ہیں۔ اب اس کے بعد صاحب سوانح احمدی (تواریخ جلیلہ) کی ذمہ  
 دیکھتے ہیں۔ تاریخ پنجاب کے اہام آپ کو اس بات پر متاثر کیا کہ آپ اس کو سر  
 صادق اور بہادر سمجھ کر بار بار فرماتے اور اکثر کنوینٹ میں لکھا کرتے تھے کہ  
 اس اہام میں وسوسہ شیطانی اور شہرہ نفسانی کو ذرا بھی دخل نہیں ہے۔  
 ایک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس سے پہلے جہاد موت نہ ہوگی۔  
 لیکن معاملہ لاکوٹ خواہ شہادت ہو یا حیرت بخلاہر سراسر اس تقدیر لہا  
 کے خلاف ہوا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ متبادی صاحب کو ساتھ ساتھ اہام بھی ہوا کرتا

تھا اور ان میں اصل تھا کہ یہ الہامات صاحب اللہ ہی نہ کہ شیطانی یا نفسانی۔  
 مگر یہ کہ اسے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

واقعات نے ثابت کر دیا کہ یہ الہامات میں گرفت تھے جہاں ہزاروں کے  
 مغفد و ملاح ظلم روکتے روکتے بکھر گئے کہ جہاد ہر مسلح شیعہ لہام  
 کے خلاف ہوتا۔ خبر میں تو یہ دیکھنا ہے کہ اس روایت سے متبادی صاحب کے معرکہ  
 لاکوٹ ۱۲۳۲ھ میں مقتول ہونے کی توثیق میں ہوتی بلکہ مقتول ہونے یا  
 معذور۔ دونوں باتوں کا احتمال ظاہر ہوتا ہے لیکن سوانح احمدی مشن کی  
 روایت سے اس کے غائب ہونے کی شہادت ملتی دکھائی دیتی ہے۔ متبادی صاحب شیعہ  
 شیر آپ کی حمایت میں کھڑے تھے کہ اس وقت تک کہ آپ انھوں نے غائب  
 ہو گئے۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل روایتوں سے توثیق اور تصدیق ہو جاتی ہے  
 کہ متبادی صاحب معرکہ لاکوٹ میں یقیناً مقتول نہیں ہوئے بلکہ میدان  
 چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے۔ جہاد سوانح احمدی کے تحت لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ مولوی  
 جعفر علی نقوی جو آپ کا باؤ کا رشتہ دار آپ کے کہتے ہیں کہ کدھانے  
 کھانا کھاتا ہے۔ یہاں حضرت امیر المؤمنین و رہبر جماعت و نظر صاحب  
 شہید۔ یہ واقعہ مگر مورخ ۱۲۳۲ھ یقیناً لاپرواہ میں واقع ہوا۔ اس وقت  
 موجود آپ کے غائب ہو جانے کے ساتھ لشکر اسلام میں بھلا پڑ گئی۔ غازیوں  
 نے سارا میدان ڈھونڈ لیا۔ مگر متبادی صاحب کا پتہ نہ ملا۔ پھر اس کے آگے  
 وقت پر ہے۔ ایسی بھی بہت روایتیں ہیں کہ اس واقعہ لاکوٹ کے بعد متبادی  
 لوگوں نے متبادی صاحب اور ان کے رفیقوں کو دیکھا ہے۔ پھر اس کتاب کے مشاعرہ  
 پر یہاں تک وضاحت ہے کہ مولوی حید علی صاحب مولوی کم ہوشیار پوری  
 اور ان کے بیٹے نے مشاعرہ لکھی میں ہی متبادی صاحب کی زیارت کی ہے۔ اس کے  
 علاوہ دیوبندی مولوی الشیخ الہی کی کتاب تذکرۃ الزکیاء صفحہ ۱۱۳ پر ہے۔ صاحب  
 لوہیں منجھائی میں تو متبادی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ نہ ملا۔ تو نگداشت

میں نہ اور ادھر آج بھر کو نہ گئے۔ چنانچہ وہی غلط روایات اور باتوں میں  
 جا کر ڈھونڈا کرتے تھے اور کس کو نہ لگتے تھے۔ گاؤں میں بڑا بڑا چٹا جانا کہ  
 رہاں تھے وہاں تھے۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت غارتھا۔ اسی حالت  
 میں میں نے تین شخصوں کو ملتے دیکھا۔ جن میں ایک سید صاحب تھے۔ نیز اسی  
 کتاب کے اسی صفحہ پر درج ذیل روایت ہے۔ انشاء اللہ ناظرین کی تسلی ہو  
 جائے گی۔ دوسرے شخص نے بیان کیا۔ کہ ہم ان ہی دونوں سید صاحب کو ایک  
 رہاڑ میں تلاش کو رہے تھے۔ وقتاً بوقت قاعدہ پر کچھ لوگ آ جاتی تھیں۔ میں وہاں گیا۔  
 تو دیکھوں کیا کہ سید صاحب اور ان کے دو بھائی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام و  
 معاف کیا اور عرض کیا کہ حضرت کب کی غائب ہو گئے۔ صاحب لوگ بھیر آپ کے  
 پادشیاں ہیں۔ مجبور ہو کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے اور ان سے بیعت  
 کی ہے۔ آپ نے اس پر تھیں یا اور فرمایا ہو کہ آپ غائب رہنے کا حکم تھا ہے۔  
 اس پر ہم نہیں آ سکتے۔ میدان جنگ سے مراد جو جاتے کے بعد واپس کی  
 وہاں بھی سید صاحب صاحب کے وہاں عزا اٹھ اور کارناموں کی ایک جنگ  
 علامت چون تیسویں ایک اور شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو لاہور گئے ہم  
 ایک گاؤں میں ایک بچہ آٹھ سے وہاں روایت کرنے پر معلوم ہوا کہ قبر  
 ڈھنی ہوئی تازہ پڑی ہے۔ اس کو سید صاحب ابھی ڈھوا کر گئے ہیں۔ کیونکہ  
 آج بھی اسی اور ادھر دیکھا تو کہیں نہ۔ لگا لگا دھوکہ افریقہ ملتا ہے۔

اب ناظرین غیر غافل رہیں۔ ساتھ فیض کریں کہ سید صاحب کو تھیں قرار  
 دینے والے کس قدر روایت و اویں ان روایات سے روز روشن کی طرح واضح  
 ہو گیا۔ کہ سید صاحب صاحب معرکہ بالاکوٹ میں مقتول نہیں ہوئے۔ بلکہ وہ نہیں  
 شہادت کے آثار دکھائی دے تو اپنے جانثاروں سے کہاں بیوقوفی کرتے  
 ہوئے تھیں۔ چنانچہ کچھ مانتیوں کے ہمراہ میدان جنگ سے طرار ہو گئے۔ اور  
 مدت تک نہ چھپاتے اور ادھر ادھر سے داسے دیتے رہے۔ وہی یہ بات کہ

ان کی وفات قلب اور کہاں واقع ہوئی اور کس جگہ مدفون ہوئے۔ یا تو کسی  
 کو معلوم نہیں یا یہ شکر معلوم ہوا تو دونوں پر ہے۔

خیر ہیں اس سے کچھ سرکار میں بقصد تو یہ ثابت کرنا ہے کہ سید صاحب  
 کو تھیں سمجھنا۔ شہید لکھنا اور شہید لکھنا شکر کا ناجائز اور بے لگت کے خلاف  
 ہے۔ اب رہا سید صاحب کے وصیت راستہ اسماعیل دہلوی کے تھیں  
 ہونے کا شکر تو یہ بھی صاف بتواتر ہے۔ میر غلامدین دہلوی مرزا حقیقت دہلوی کا  
 بیان کا خط ہو۔ بہت سے لوگوں کا یہ بھی عقول ہے کہ سید صاحب کے ساتھ  
 مولانا محمد اسماعیل بھی آسمان پر چلے گئے۔ لیکن لوگ آسمان پر تو کیا گئے ہوں  
 البتہ اس سے یہ ضرور واضح ہو گیا کہ اسماعیل صاحب بھی سید صاحب کے  
 ہمراہ میدان جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ میدان جنگ سے سید صاحب صاحب  
 فرار کے بعد ان کے لشکر میں کو اسماعیل دہلوی بھی نظر نہ آئے اور نہ مقتولین  
 میں ان کی لاش ملی ورنہ یہ بات بہت سے لوگ کیونکر کر سکتے تھے کہ سید  
 صاحب کے ساتھ مولانا محمد اسماعیل بھی آسمان پر چلے گئے۔ اس کے ساتھ  
 ہی مرزا حقیقت نے بیعت انجیر بات بھی لکھا ہے کہ میر خیر عتیق معلوم ہوئی  
 ہے کہ دوسرے دن شیر شاہ نے ان دونوں بزرگوں کی نعشوں کو شہادت  
 کو ان نہایت عزت کے ساتھ انہیں بالاکوٹ میں میں دفن کر دیا۔ مولانا شہید  
 کی قبر تو موجود ہے۔ اور سید صاحب کی قبر حضرت مرشد اور حضرت علی کی  
 قبر کی طرح مشتعل ہے۔ و حیات علیہ السلام ۵۲۵ھ ۱۱۳۱ھ سے چنے کی بات ہے کہ اگر  
 بقول اس کے یہ خیر عقیر ہے کہ اسماعیل صاحب اور سید صاحب دونوں کی نعشوں

لے سید صاحب دہلوی کی قبر کو حضرت محمد علی علیہ السلام و انشاء اللہ ہر وقت  
 میر القیوم علی رضی اللہ عنہ کی قبر سے متعلق ہے تھیں و نسبت دینا انہما کی گناہی

اور یہ دونوں جو یہ عبارت قابل عزت ہے۔  
 یہ نسبت خاک را با عالم پاک

رشتہ



کوشناخت کر بلا کوٹ ہی میں، وطن کو چھوڑ کر کھنڈاؤں کا کھنڈاؤں کا شہید  
کی قبر پر موجود ہے اور سید صاحب کی قبر منہ ہے۔ جلاوطن مشفقہ خبر حضرت کی قبر  
جو کئی ہے۔ غرق وین معتزل کی جس خبر کو بہت سے لوگ جانی کریں۔ حضرت  
وہ لوگ ان کے ساتھ معرکہ بلا کوٹ میں شریک تھے اور غرض قسمتی سے قتل  
ہوئے تھے۔ اور سید صاحب کی تلاش میں مسگر والی رہے۔ یہاں  
انکے کہ ان میں سے بعض اشخاص نے سید صاحب کو ان کے میزبان بن کر  
دعوت بلا کوٹ سے فراہم ہونے کے بعد واپس بولہانے کے زمانہ میں دیکھا۔  
بعض نے ان سے ملاقات اور گفتگو بھی کی۔ یہاں تک کہ معرکہ بلا کوٹ سے  
چھ سال بعد ولوی حیدر علی اور اس کے بیٹے نے سید صاحب کے  
ملاقات کی اور ان باتوں کا کہی خود واپس صاحبان اور ان کی کتا ہیں  
دستہ رہی ہیں۔ تو پھر انھیں بند کر کے اندھیرے میں قید کر لائے۔ کیا فائدہ  
بہر جب سید صاحب اور اس کا عیال و پوری کے ساتھیوں میں سے ہی  
بہت سے لوگوں کا بھی منقول ہے کہ سید صاحب کے ساتھ مولانا اسماعیل  
ہی آسمان پر چلے گئے تھے یعنی دونوں مفور اور درویش ہو گئے تو پھر ان  
دونوں کے بلا کوٹ میں مقتول اور دفن ہونے کی خبر بھی معتزلہ رہی۔  
بلکہ ان کو گناہی برحقیت اور بھی ہوا کہ یہ غیر مسلمان اور قلعہ فورت  
واقعہ ہے۔ الغرض خود وہ اس کی تحریف دل سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ سید صاحب  
اور اسماعیل واپس معرکہ بلا کوٹ میں مقتول نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی وہاں  
وہی گئے تھے۔

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ غیر سنگھ (درویش) مخالف یا کسی مصلحت  
سے دوسرے مقتول و باغیوں کی نعشوں میں سے ڈھونڈھوں کو سید صاحب  
اور اسماعیل واپس کی نعشیں قرار دے کر دفن کرا دیا ہو۔ جو بعد میں  
اضحیٰ کی قبریں مشہور ہو گئیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب اس سلسلہ میں ۱۸۵۰ء میں مطبوعہ ہوا ہی ملا حضرت جس سے واضح  
ہوتا ہے کہ  
اسماعیل مولوی بنیامین مسلمانوں کے خلاف اٹھنے والے مسلمانوں کے  
با متعین مقتول ہونے کے مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب کبھی ملت  
مسلمہ پر برا وقت آیا۔ تو کچھ لوگ اقامت مرحومہ پر پشیمانوں سے دفن  
لائے انھانے کے لئے میدان میں آئے۔ اور اپنے خود ساختہ نظریات عقائد  
کی تبلیغ شروع کر دی۔ ہندوستان میں بھی یہی ہوا۔ عقل سلطنت کا ہر طرح کل  
پورا یا تھا مسلمان حیات و موت کی سنسکرت میں تھے۔ اسی زمانہ میں مولوی  
سماعیل واپس نماز پڑھنے اور اپنے غیر اسلامی خود ساختہ عقائد کی ترویج و  
اشاعت میں مشغول ہو گئے۔ اللہ رب العزت اور اس کے محبوب کو مستطیع  
حق اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء و رسل علیہم السلام اور اہل کلام  
رحمہ اللہ تعالیٰ کی تذلیل و اذیت کو نہایت شاعرانہ سبب بنالیا۔ مشرق و  
مغرب میں چلتے رہے اور وہ اس کی تبلیغ شروع کر دی۔ صاحب کرام علیہم السلام  
سے لیکر اپنے زمانہ کا نام مسلمانوں کو مشرک و مرتد ٹھہرایا اور اسی مشرک گردی کے  
سلسلہ میں پوسٹ ذی سلطانوں کی ڈھونڈھیاں اپنے قبضہ میں لائے اور پورے  
قبیلہ کو حکم دیا کہ اپنی اوطاکیں اسماعیل کو دے کر وہاں کے گریں۔ پشیمانوں کے  
انکار پر مولوی واپس نے ان کو مشرک قرار دے کر جہاد یا سیف شروع کر دیا  
جس میں کثرت کثرت ذی شہان مارے گئے۔ بلاخر مولوی اسماعیل صاحب  
اضحیٰ ہونے کی گولی سے بنیامین مارے گئے۔ اور اس طرح مسلمانوں کے  
خلاف مناقہ کا انجام حضرت خاک جڑا۔ اب ان کو شہید گئے۔ قاتل گئے،  
مقتول گئے امتیاز سے دشمنوں اور بنامہ راج گزلی ایات ماہ فوراً  
حوالہ دیا مسلمانوں کو مطبوعہ حاشیہ واپس کیس ہنگو ہر سال آ کر دے کے تحقیق

ہوا کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی محرک بالاکوٹ میں متفق نہ تھے ہونے انہیں  
شہید نظر فرمایا ہر خانہ سے غارتا اور غارتا حقیقت ہے۔

### محرک بالاکوٹ کے بعد سید احمد کے خلفاء اور قریبین کے بارے میں

محرک بالاکوٹ کے بعد سید احمد کے برادر بھائی اور اسماعیل دہلوی کی تحریک  
لاہور و گردگرد چٹا خانا میں ان کے ہاشمیت کے بعد و گیسرہ سرحدی علاقہ میں  
بھرتے اپنے قدم جمائے اور ریاست وادی قراقرم کے سلسلہ کو شش کوئے دے۔  
یہ لوگ بھی تو مجاہد و نعرہ بلند کر کے افغان سرداروں کی مدد حاصل کرتے اور  
مسکوں سے لڑائی چھیڑ دیتے کہ شہر مسکوں سے ہی کوئی علاقہ نہیں ہے اور  
اور کبھی اپنی وادی میں نہ ہنسیت سے مجبور ہو کر افغانوں پر شرمگاہ کو فتنوی  
نفا کران کے خلاف جنگ بھڑائی شروع کر دیتے تاکہ کشتی چھانوں کو مغلوب  
کر کے ان پر تسلط ہو جائیں جس طرح کہ کام صاحب لکھتے ہیں: میں ان جنگ  
د بالاکوٹ سے بول کر کسی طرح ہی نکلے۔ ان میں سے بعضوں نے ہندوستان کی  
راہ لی کشتی کے چند افراد اس علاقہ میں رہ گئے۔ ان میں سے کسی کوئی محض میلانی  
جنس اس مختصر حجت کا امیر منتخب کیا گیا اور مولوی نصیر الدین مغلوی جنہوں  
نے مجاہدین کی عملی قیادت کی قابل ذکر ہیں۔ انہوں نے بعض مقامی خرابان  
دیہیوں کے ساتھ مل کر مسکوں کے خلاف تھوڑا بہت ہما و سلسلہ بھی شروع کیا۔  
میں اس میں چند ان کامیابی نہ ہوئی۔ بلکہ جاہلین مغلیہ سلاطین میں کسی  
طرح جھنسن گئے۔ مولوی نصیر الدین مغلوی نے ایک مقامی رئیس فتح خان  
جو جہاڑی سے رانی کے دوران میں ۳۳ سالہ قریب قیادت پائی (موج کو شرمگاہ)  
ان کی ان چھوٹا کار و انہوں اور وادی میں خیرات کے نتیجہ میں افغانوں  
سے بیزارا و دیہیوں جوئے چھے گئے ان کے لئے دن کے حملوں سے تنگ آکر چند  
افغان سردار انگریزی حکومت کے حلیہ میں چھ گئے۔ اور دوسری طرف مسکوں

نے بھی حالات سے مجبور ہو کر انگریزوں سے صلح کر لی اور اس بنام انگریز افواج  
کو اپنے حلیوں پر وہ انہوں کے ہمارے حملوں کی مدافعت کے لئے میدان میں آنا پڑ  
گیا۔ اور اس طرح وہ انہوں اور انگریزوں کے درمیان بھی لڑائیوں کا سلسلہ شروع  
ہو گیا۔ وہ اپنی مصنف مسعود عالم دہلوی لکھتے ہیں: یہ بھی لکھ کے یہی  
مولانا حمایت علی کی حامی سرگرمیوں کا ذکر تھوڑا سا اور ولایت علی کے انتقال  
بعد شروع ہوا ہے (مجموعہ ۱۹۴۹ء) یہ بھی چلے گئے چھائے کہ وہ انگریزوں  
حمایت والی امیر ہو کر رہا چھائے تھے مگر مولانا ولایت علی نے اجازت نہ دی۔  
جب زمانہ قیامت ان کے ہاں قدر ہی آئی تو ایسے سالانہ میلہ ہو گئے کہ جہاڑوں  
والی اعلیٰ اعلیٰ لڑائیوں پر موزی ہر ہندوستان کی ملی اسلامی تحریک پیدا ہوئی کتاب  
کے صفحہ ۱۸۸ پر انگریزوں نے افغانوں کے ہاں ہندوستان کے لئے کشتی چھائے تھے  
چہ کہ ان مذہبی دلوں نے چاہے حمایت ہما و دغان والی امیر ہو کر لکھا۔  
جس کے ہاں کشتی کے ہاں کشتی میں ضروری چھائی مگر مسلمان کی کشتی کی مرکز  
میں ان کے خلاف ایک کیم بھی چھائے۔ ان وہ چھائے تھے جب وہ کیم کو انگریز  
افواج کا خون نہ تھا بلکہ انہیں کر سکیں گے۔ تو ان لوگوں نے اسلام کا واسطہ دیکر نصف  
افغان قیادت میں انگریزوں کے خلاف کی تبلیغ شروع کر دی اور صلہ اور رسول کے  
نام پر چند افغان قیادت میں انگریزوں کے خلاف جنگ پیدا کر دیں کہ کامیاب ہو کر  
کشتی چھائوں کی مدد سے انگریزوں کے خلاف محاذ کھول دیا۔ شیخ محمد اکرم صاحب  
لکھتے ہیں: انگریزوں کی لڑائیوں کے موقع پر ان قیادت میں کشتی چھائے ہوئے تھے  
انگریزوں کو متنازعہ و تہذیبی فوجیں چھائیں اور قیادت کے خلاف کی تبلیغ تھیں  
اور ان کی اہم لڑائیاں وقوع پذیر ہوئیں۔ (دوسرے کو شرمگاہ) لیکن اس کے باوجود  
ان وہ انہوں اور کشتی چھائوں کے ایسے کشتی وہ اپنی کشتیوں سے دستور پڑا۔  
وہ اپنی صاحبان اپنی مہم حرکات سے باز رہے۔ اور کشتی چھائے ان کے ان  
سرگرمیوں کو برداشت نہ کرے لڑا اہم افغانی و اتحاد قائم نہ ہو سکا۔ اور

ان وہابیوں کے ساتھ اتحاد کی کڑے کے نتیجے میں جتنی دشمنی کو بھانگے کسی ظالم سے کے  
 زبردستی نقصانات اٹھانے پڑے۔ دریں اثناء انگریز کے جاسوس اس غلط فہمی اور  
 تمام مشوریت سال کی اطلاعات پر براہِ خیال رہے تھے اور انگریز خواہ مخواہ متوقعہ  
 اختلاف رہیں تھے۔ بالآخر جو خبر ترقی کا شے کے نزدیک اور ترقی و ترقی کا لشکر اس  
 مقصد کے لئے تیار ہو کر آج ہمارے کے تمام مرکزوں کو تیار و برادر کر دیا جائے چنانچہ  
 انہوں نے اپنی حشد و جنگ کے آخری ہتھیار یعنی ہتھیار اور جنگی آلات کو تیار و برادر کیا۔  
 ہر مہینے کو یہ فوج مستعد کی طرف ترقی ۵ اور ترقی ۵ انگریزوں نے مستعد کو ترقی  
 طرح تیار کیا۔ ترقیوں کا کارخانہ مسافر کی لاپرواہیوں سے ہمارے کا قلعہ شاداب۔  
 مسافر اور دشمنوں کو بھی کا شملہ لایا (موج کو شملہ ۵۳)

افزونہ میں اسلحہ اور اسلحہ و ہتھیار کے تحقیق و ہتھیاروں نے اپنے مشغول  
 کی جیسی کے خلاف جب اپنی سرگرمیوں کا رخ انگریزوں کی جانب موڑا اور  
 انگریز حکومت کو اپنے مفاد اور پروردہ کی نظر آئی تو یہ لڑائی کے لئے فوجی  
 اور قانونی دو طرفہ طور پر لڑائی کر کے

وہابیہ کے اس ڈرامہ کا ڈرامہ پاب میں کر دیا۔ برطانوی حکام نے اس مرحلہ  
 کو تسکین طور پر دیکھا اور اس کی ترقی کو دیکھا۔ اس فوجی تنظیم  
 اور اسلحہ و ہتھیار کو اپنی گود میں لیا تھا۔ اس دورہ مقصد کا فی حد تک پورا ہوا تھا  
 تھا۔ برطانوی حکومت پر صبر مند و پاک میں اپنے خادم مضبوطی سے جاملے تھے۔  
 مسلمانوں کی انتہائی قوت کو پورا پورا کیا جائے تھا۔ فتنہ و باہت شرع و شہر اور  
 اور قریب بہ قریب پہل چکا تھا۔ مسلمان سختی و لڑائی کے ٹھکانوں میں کچھ رہے تھے۔  
 مزید برآں انگریز حکام کو حکمت میں انگریزوں کی وفاداری کا درس دینے والے  
 اور وقت اسلام میں فتنہ و باہت پر دیکھنے والے بہت تھے اس وقت وہابی  
 مولوی و متنبیاب ہو چکے تھے اس لئے اس لئے اس میں اسلحہ اور اسلحہ و ہتھیار کے مفاد

متنبیاب کی مزید ضرورتیں اور دانشت کرنے کی پہلوئی ضرورت بھی باقی تھیں  
 رہ گئی تھی۔ لہذا برطانوی حکام نے ایک طرف مسلمانوں کو ہتھیاروں کو فوجی  
 قوت سے کھل ڈالا اور دوسری طرف ان نام نہاد و باہت میں کو ان کے دین و مذہب سے  
 جدا کر دینے والے وہابیوں کے خلاف اپنی قانونی جبر کو حرکت میں لایا کہ انہیں  
 مختلف مشغول اور مقامات سے گرفتار کر کے ان پر غارت گری کے الزام میں مختلف  
 جلائے۔ اور انہیں سزا دیں۔ اس کے اس طرح ایک کو کھم کر دیا جس نے خود کرام مسافر  
 کھتہ کیا۔ انگریز حکومت نے دھرتی ہمارے کے خلاف فوجی اقدامات کئے۔  
 بلکہ ملک بھر میں ان کے معاونین کے خلاف مختلف جلائے۔ ان کی جان ہمارے ضبط  
 میں اور دوسری سخت سزا دیں۔ (موج کو شملہ ۵۳) موجودہ وہابی اپنے  
 پیشرووں کو ہمارے اسلام اور انگریزوں میں ثابت کرنے کے لئے سب سے اہم  
 عقائد و تصبیحات کی انگریزوں سے جھڑپوں اور اندرونی ملک ان کے معاونین  
 کی گرفتاریوں اور ان کے خلاف متہ بات کو فوجی رنگہ گیری کے ساتھ پیش کرتے  
 ہیں۔ مگر انہیں گذشتہ صفحات میں سب سے اہم صاحب اور اسلحہ و ہتھیار کے  
 اطلاعات، بیانات، اور انگریزوں کی وفاداری میں ان کے کارنامے کا مظہر  
 کیے ہیں۔ اور ان کے خلاف و تصبیحات کے حالات بھی پڑھ چکے ہیں۔ ان تمام  
 باتوں کو ہمیں نظر رکھ کر ہر منصف مزاج فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ لوگ کہاں مانگ  
 حق بجانب ہیں۔

اس کے علاوہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقتاً انگریز کے دشمن  
 تھے اور ان کی تحریک ایک حکومت برطانیہ کے خلاف ہو تو یہ برطانوی حکومت  
 تحریک کو چیلنے پھیلانے کا موقع ہی نہیں دیتی بلکہ بقول مسعود عالم بڑی  
 پوری مدت (۱۹۵۵ء) میں پڑے ساری کام کر کے خود اپنی سستی  
 و سستی اور دوسرے قریب کے حکومت میں اپنے دشمن کی تبلیغ کر رہے تھے۔  
 و سستی کی پہلی اسلامی تحریک فلسطین پر تحریک متاثر تھی جس تک سرگرم

مگر چونکہ یہیں وہابی کھمدہ نظر آتے ہیں کچھ بادشاہوں کو بھی یہ بازی گر نکلا۔  
(شاعر کی توجہ سے محذرت کے ساتھ)

وہابی مسلمان نے ایسے وقت میں بھی مگر بڑوں سے اپنی مکمل وفاداری  
اور مہمان نوازی کا پورا پورا ثبوت دیا۔ اور یہ کوئی دھکی بھکی بات نہیں  
بلکہ خود وہابی مصنفین کی تحریک علی الاعلان بتا رہی ہیں کہ

۱۵۵۔ جنگ آزادی میں وہابیوں نے کوئی حصہ نہیں  
لیا۔ بلکہ یہ لوگ انگریزوں کی حمایت میں لڑتے بھی رہے ہیں۔

یہیچہ لحاظ رکھنا چاہیے۔ مقتضب وہابی مسعود عالم ندوی کا بیان ہے کہ  
”مجاہدین کے ہمنیال و ہم مشرب اصحاب بہار و بنگال میں بغیر طور پر چند  
ہفتے مرحدہ جیتے تھے اور ہر وہابی ہند کی ادارت کی تائید کے لئے اندرون ہند  
بھی ان کا خاص نظام تھا۔ یہ مسلمان بڑ بڑی رفاہ و مساد کام میں شری  
کے ساتھ چلتا رہا کہ اسی دوران شہرہ کا چتر خوب عارضہ پیش کیا اور لوگوں  
کا پیرو اور راق کے معاہدہ میں ایک دینی یعنی وہابی نظام سے وابستہ ہونے  
کی وجہ سے اس فوجی لڑائی میں غیر مایہ نادر رہے۔ پھر بھی ہند کے کشتہ فکری  
نے مولانا امجد علی مسعودی و دیگر مسلمانوں کو اس پڑے پڑے شہرہ و در  
انداز ۶۸ ذی الحجہ ۱۲۹۹ ہجری) وغیرہ کو بہت وق کیا“ (مستدق  
کی پہلی اسلامی تحریک ۱۹۰۹ء) اس حوالہ سے ثابت ہوا کہ سید احمد اور  
اسا جیل دہلی کے ساتھی وہابی شہرہ کی جنگ آزادی سے باخبر و ملک ملک  
رہے ہیں۔ اس بات کے بعد مسلمہ دار وہابی گروہوں کے کتنا عیش و عشرت ہیں۔  
سر سید احمد علی گڑھی اور اس کے گروہ کی گورنمنٹ برطانیہ وفادار  
کے ثبوت میں خود اس کا بیان لحاظ برائے نقش گورنمنٹ ہندوستان میں

عمل رہی۔ لویا گورنمنٹ برطانیہ ستائیس برس کی طویل تختہ تک ان وہابیوں  
کی سرگرمیوں اور ان کی تحریک سے بیخبر رہا یا اس قدر براہ و رہے جس کی کوئی  
برقا نہیں پاسکتی تھی۔ چنانچہ یہ کہ اس کی بات میں تھی۔ بلکہ صحیح بات وہی  
ہے جو قاضی خیر خیر کے کے اعلانات و بیانات اور ان کے عمل سے اظہر من الشمس  
ہے۔ میں کی گواہی۔ اسی تحریک کے سرگرم کارکن محمد یوسف خاں میری دے سے  
ہیں۔ سید صاحب کا سرکار انگریزی سے بہاد کر کے کارگر ارادہ نہیں تھا۔  
وہ (مستدق) اس آراء و افکار کی کو اپنی ہی خدا کی کج نہ تھے اور اس میں  
شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوئی۔ تو  
ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ تھی۔“ (سوانح احمدی یا نوادین  
علیہ السلام) اس کے علاوہ اگر وہابی مولوی و اعلیٰ انگریزوں اور ان کے اقتدار  
کے خلاف و روس تھے تو شہرہ میں جبکہ حقیقی مجاہدین آزادی نے لڑنا یا  
ملک و ملت کے اہل سنت و جماعت کی قیادت میں بڑی بڑی حکومت  
خلاف علم جہاد کیا اور کیا ہیں ہر طرف انگریزوں کے خلاف بغاوت  
کے لئے ہارنگ اٹھے تھے اور ہندوستان کی سرزمین انگریزوں پر جنگ ہوئی  
تھی۔ اور یہ ظاہر ہے و ملانی

دینا تھا کہ انگریز کی حکومت اب آج اور اب کئی نوادین اس وقت وہابیوں نے  
انگریزوں کے خلاف کس لئے کوئی اقدام نہ کیا اس نازک وقت میں وہابی  
نے حقیقی مجاہدین آزادی کا ساتھ دینے کے۔ فاسدہ و تحریکوں کی حمایت اور  
مدد کرنا کیوں ضروری سمجھا۔ اگر یہ وہابی مسلمان ملک کی آزادی و سوا  
کی سرحدوں کے نوادین مند ہوتے تو ان کے لئے یہ ایک سنہری موقع تھا کہ  
مجاہدین کے ساتھ مل کر انگریزوں کو ملک بدر کر دینے کی خاطر راز و

نور و اس فرقت کے غلط جوہر کی گمان ہے کہ ایک رحمت ہے جس آزادی مذہب سے  
انگلش گورنمنٹ کے سایہ عاطفت میں رہتے ہیں دوسری جگہ ان کو میسٹر نہیں  
ہندوستان ان کے غلط دارالاس میں ہے بڑا فرمایا ۱۳ اب تو کیا مشن کے ہنگام  
ہندو کی وہ دہیوں نے گورنمنٹ پر جھڑپیں کیا جس کے برابر کھنگ ہندوستان  
میں کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اختلافات سرسید سے تھیں ۱۸۵۸ء

سرسید صاحب علی گڑھ میں کے متعلق مولوی عبدالحی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔  
غرض صاحب بہادر مولوی مخصوص احمد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر کسی  
قدر صرف و کلام سے آشنا ہوئے اور تھوڑی دیر گزشتہ میں سیکھ لیکن ہمیں یہ شک نہ  
چلا تو گورنمنٹ برٹش کی طرف رجوع کیا اور اپنی اہمیت خدوہ اسے کوئی  
اچھا نمونہ بھی پایا پھر کرچہ وہ اپنی تبلیغ مولوی اسماعیل ہو گئے۔ اس حصر  
میں خدوہ ۱۸۵۸ء ہو گیا۔ اور سرسید صاحب اپنی خیر خواہی اور کام رسی  
بڑی لڑائی کر گئے۔ اور اپنی خوش ہمتی اور عالی دماغی سے انگریزوں میں  
بڑے فاضل یا خلا سفر کیا دیکھا دیکھا گئے۔ اور سی۔ ایس۔ آئی کا لقب  
حاصل کیا اور تفسیر متعلق جلد دوم ۱۸۶۱ء

سرسید احمد انگریز کے معتقد علیہ وفادار رہنے والے سرسید کا بیان

وہ سے یوں انشا خدا کی قیامت کرتا جو۔ جو تہذیب اور اس کا اسلام چلائے  
نفسانی اور بدعت کی آمیزش سے پاک ہو۔ اس کو کہنا کہ وہ بیہودہ و بڑا  
تخریب سلطنت کی فکر میں رہتا ہے۔ اور سیکھ سیکھتے تھوڑے ہاں دھاکرتا ہے اور  
خود وفاداری کی تحریک کرتا ہے جس وقت ہے ہم سرسید اس وقت ہمت  
سے ایسے آدمی کا نشانہ (اور پتہ) دے سکتے ہیں جو انگریزی سرکار کے ایسے  
لازم ہیں کہ ان سے زیادہ (انگریزی) سرکار کا خیر خواہ اور خدوہ کوئی نہیں  
ہم وہ اچھے نہیں علی الامان اور سچے سچے مغرب طور پر وہ اپنی کتنے ہیں اور

سکھانے بد سوچے گئے کہ ان کو معتدلی نہیں گردانا بلکہ عداوت و دشمنی کے نشانے  
ہیں بلکہ فتنہ کی آگ بھڑک شعلہ فتنہ کی ان کی وفاداری کا سوا ابھی طرح  
نہ پایا گیا اور وہ غیر خواہی سرکار میں ثابت قدم رہے۔ اگر وہ جہاد کا وقت لکھتے  
ہوتے اور بغاوت و بغاوت کی اصل ہوتی تو جو پھر ان سے غلو میں آیا یہ  
کیونکر ظہور میں آتا یا دعات کا ہدایت ۱۸۵۸ء

وہ اپنی ہونا جرم نہیں بلکہ (انگریزی) گورنمنٹ کی بدخواہی اور  
بغاوت و جرم تھے۔ سرسید کے دماغے با واطلاق صہبہ عالی نے جیسا کہ  
باب ۱۸۵۸ء پر لکھا ہے انہوں نے سرسید سے اس رپورٹ میں ہمت  
صاف اور روشن شہادتوں سے ڈاکٹر ہنگری قاضیان ظاہر کی ہیں اور  
وہ بیوں کی تحقیر تاریخ اول سے آخر تک اور بغاوت کے اصول مسلمہ  
بیان کئے ہیں اور صاف اقرار کیا ہے کہ نہیں خود وہ اپنی ہمتوں۔ وہ اپنی ہونا جرم  
نہیں ہے بلکہ انگریزی گورنمنٹ کی بدخواہی اور بغاوت و جرم ہے۔  
تائید میں وہ یہ اور عام دہیوں کی حکومت برطانیہ سے انشا کی وفاداری  
سہارے میں سرسید علی گڑھ کا بیان شاہد ہے کہ وہ دہیوں نے من حیث  
القوم مشن کی تک وفاداری میں مطلقاً حصہ نہیں لیا۔ اس لئے کہ وہ اپنی  
انگریزی حکومت کو اپنے غلط ایک رحمت سایہ عاطفت اور ہندوستان  
کو دارالاس بنانے کا منہب مانتے تھے۔ اور قطع نظر دیگر وجوہات کے  
سرسید علی گڑھ میں محبت ایک دہی ہونے کے بھی حکومت برطانیہ کے خلاف  
اور استحکام سلطنت برطانیہ کے خواہشمند تھے شیخ محمد اکرام صاحب لکھتے  
ہیں یہ حقیقت ہے کہ سرسید مولانا سید صاحب کے ہم خیال اور ان کے  
قیامت عقیدت مند تھے ان میں سے تھے اس کا ثبوت ان کے مضامین سے مل  
سکتا ہے جو انہوں نے ڈاکٹر ہنگری کتاب کے خلاف اور وہ اپنی عقائد کے حق

میں لکھتے تھے کہ لاہور کو غارت

سرسید علی گڑھی کے عقائد کا طلبہ انتظامیات جاوید میں تحریر لکھ رہا ان میں سے چند عقائد ملاحظہ ہوں :-

(۱) اجتماع امت جنت شرعی نہیں ہے (۲) قیاس اور حجت شرعی نہیں ہے (۳) تقلید اور واجب نہیں ہے (۴) قطعیات یا اہلیس کا لفظ جو قرآن میں آیا ہے اس سے کوئی ہستی مراد نہیں بلکہ انسان کے نفس آمارہ یا قوت بے ہیکہ کا نام اہلیس ہے (۵) انصاری (جیسا جوں) نے تین چیزوں کا گلا گھونٹ کر اڑا دیا جو مسلمانوں کو ان کا کھانا حلال ہے (۶) معراج خوارق سے مسجد اقصیٰ تک پہنچا مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک ہر حال میلہ ری میں نہیں بلکہ خواب میں بخوبی ہے اور کبھی شوق صدر بھی خواب میں ہی بخواب ہے (۷) فرشتوں کا کوئی رنگ وجود نہیں ہے بلکہ ہر رنگ کی قوت جذب و دفع بہاؤ کی علامت و پائی کا سیلان اور رشتوں کا نمود و غیرہ ایسی قوتوں کا نام فرشتہ ہے (۸) آدم و نوح علیہ السلام اور اہلیس کا جو قصہ قرآن میں بیان ہوا تو ایسا کوئی واقعہ نہیں جو اسے بلکہ یہ ایک مثال ہے جس کے پہلو میں انسان کی فطرت، جذبات اور اس کی قوت حسیہ بیان کی گئی ہے (۹) قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی سحر و معاد و جہنم کا ذکر نہیں ہے (۱۰) مرنے کے بعد اللہ حساب و کتاب، میزان، برقی حراط، جنت و دوزخ وغیرہ سب کچھ نہ رسول میں نہ کہ حقیقت پر (۱۱) خدا کا دیدار کیا دنیا میں اور کیا عقبیٰ میں نہ ان ظاہری مکتوبات سے ممکن نہ کی آنکھوں سے (۱۲) قرآن مجید میں جو جنگ بدر و حنین کے بیان میں فرشتوں کا مدد کا ذکر کیا گیا ہے اس سے ان لوگوں میں فرشتوں کا آنا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ وہ فرشتوں کا جب کوئی وجود نہیں تو آسمان کا کیسا (۱۳) جو کہ فائدہ کا شے کی سزا جو قرآن میں بیان کی گئی ہے لازمی نہیں ہے۔

ادبیات جاوید مقدمہ ص ۱۵۱ تا ۱۵۲

سرسید کے ان عجیبی عقائد کی وجہ سے اس کے ہم مسلک اور باقی مولوی امداد اعلیٰ نے اس کی وہابیت کا یہودی لٹا لٹا کر لکھتے ہیں اس پر کفر و ارتداد کے فتوے حاصل کر کے شائع کئے جیسا کہ عالمی صحافت جاوید مقدمہ ص ۱۵۲ میں لکھتا ہے۔ مولوی امداد اعلیٰ نے جو بین اختلافات و مشابہت کے تمام بڑے بڑے شہروں میں پھیل کر سرسید کے کفر و ارتداد کے فتوے حاصل کئے تھے ان میں سے ایک استفادہ اس خطوں کا تھا کہ جس شخص کے ایسے اور ایسے عقائد اور اقوال و افعال ہوں وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ مدرسہ دیوبند کے مدرس شیخ الحدیث انور شاہ صاحب مقرر لکھتا ہے انقرآن ص ۱۵۲ میں لکھتے ہیں سرسید خود زمیل بڑی نیت مصلحتاً آقا ص ۱۵۲ میں لکھتے ہیں سرسید یہ ہیں کے لئے یہ یا جاہل گمراہ ہے۔

سرسید کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے ایمان تباہ و برباد ہو دو ہندی وہاب کے پیشوا مولوی امجد علی تھانوی کا بیان ہے کہ نہ سب انگریزی تعلیم اور نہ ہی جنت کی حوست ہے کہ لوگوں کے عقائد اعلیٰ دستور حیرت سب بدل گئے اور وہاب کا اعلیٰ تباہ و برباد ہو گیا ان کی رفتار گھٹنا اور نشست و برخاست اور ہوش و بخت و ہر پستی و بلندی کا رنگ چھٹکا ہے اور ہندوستان میں ہجرت کا یہ سب سے زیادہ سوائے اقلیت ایسویہ جلد شہرہ شہرہ یزید کا جنہو ایک صاحب نے عرض کیا کہ سرسید کی وجہ سے زیادہ ہندوستان میں گویا بدھ مت، لوگوں کے عقائد خراب ہوئے خرابی گویا کر کیا بیعت اس شخص کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کے ایمان تباہ و برباد ہو گئے ایک بلکہ کراچی کا بھانگ بھول گیا۔ اس کے اصرارے اکثر عجیبی ایمان سے کوئے ہوئے ہیں اس کے بعد مولوی امجد علی نے ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید احمد خان کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی ہے ہجرت زید ہے اور جڑ ہے اللہ کا اس







انتاس اذیس من الدین ان یقیم حق کافراً و مقدم مشکلات  
القرآن علی شئی لعلانی کی در عقیدہ کی اور بدنامی کو گول کے سامنے اس  
لئے ظاہر کرتا ہوں کہ وہیں اسلام میں کافر کو کھپانا ممانعت نہیں ہے  
مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ وہابی مولوی جبکہ مسلمانوں  
میں پھوٹ ڈالنے کے لئے غلاموں کو جبراً فروغ دے رہے تھے سرسبز و وسیع  
عراقی نے سیاست کے ساتھ ساتھ دینی امور میں ایک نیا فتنہ پھیرتے کھڑا  
کر دیا۔ ندوی مولوی ایک طوطا صیقل کل پوسے کا اعلان کر کے ہمدرد اسلام  
ہونے کا اعلان کیا اور دوسری طرف دہریہ و پھرینہ کی اشاعت  
سے مسلمانوں میں ایک نیا انتشار برپا کرنے میں مصروف تھے۔ اور حکومت بلوچ  
کے استحقاق کے لئے خدمات سر انجام دے رہے تھے اس کے بعد ان ظہریوں

غیر متقلد و ہابیوں کی گورنمنٹ برطانویہ سے فاداری کی کیفیت  
ملاحظہ فرمائیں۔ واضح رہے کہ غیر متقلدین خود کو وہابی کہلاتے ہیں خود کسی کو تھے  
تھے کہ جب گورنمنٹ برطانیہ نے سید احمد علی کے برادر ادا سہیل ندوی کے غلام فاد  
تہجین کے خلاف فریجی کاروائیاں کیں۔ اور اندرون ملک سازشی کارپنا  
محمد جعفر تھانوی دہریہ کے خلاف مقدمات برپا کر دیں مڑائیں وہیں۔ تو ظہری  
متقلد و ہابیوں کے پیشے پشیمان مولوی محمد حسین پٹاوی نے گوروں غیر متقلدین کے  
لئے اپنی حدیث "مستقل نام تحریر کیا۔ انہوں نے اپنا ہمدرد حکومت برطانیہ  
کی کاروائی کا اعلان کرتے ہوئے سرکاری تقریرات میں وہابی کے ہاتھ کوبل  
حدیث کا کھجما ہانے کے احکام جاری کرائے۔ دشمنوں کے لئے دیکھنے تواریخ حبیب  
ص ۲۵۰ و مقالات سرسبز ص ۱۱۱ نیز متعصب وہابی مسعود عالم ندوی  
عابان پٹہ کو جب مجاہدین کی دائرہ شریعت کوئی اور پہرہ میں ابھر گئے  
واسطہ بر وہابی کاسٹہ کیا لیا اور وہابی کے لئے سرکاری زبان میں تافاتی کے

ہو گئے تو ہندوستانی کی جماعت اہل حدیث موجودہ منتقل میں نمایاں پھٹی اور ان  
کے سرگروہ مولوی محمد حسین صاحب پٹاوی نے پیدائشی تشکیلاتی ہجری و خاست  
۱۳۲۳ ہجری نے سرکار انگریزی کی اشاعت کو واجب قرار دیا اور حدیث کی کوئی  
بعض متعلق علماء کو سرکار ہمدرد بغاوت کے لئے دے دئے اور ہندوستان کی اپنی اسلامی تحریک  
غیر متقلدین کے پیشوائے انگریزی کی فاداری کے تحت میں فسوسہ ہمدرد فاداری کی شاکہ کیا  
اور اس کے انعام میں جاگیر حاصل کی۔

پھر متقلدین وہابیہ کے پیشوا محمد حسین پٹاوی نے سرکار انگریزی سے تدارک  
کا ثبوت اس طرح دیا کہ ہمدرد کے نسخہ پر پٹے کا فتویٰ صادر کر دیا اور دہلیاوی  
مغلا کی خاطر قرآن و حدیث میں قرابت کرنے سے بھی دریغ نہ کیا اس کی خدمت میں  
ہمدرد میں دیگر غیر متقلد مولوی بھی اس کے ہمنوا اور شریک تھے مسعود عالم  
ندوی کا بیان ہے کہ مولوی محمد حسین پٹاوی نے ہمدرد کی خوشحالی پر کیا کہ ہمدرد  
الاعتقاد دینی مسائل الجملہ و کلامی زبان میں تعینیت فرمایا تھا اور مختلف زبانوں  
میں اس کے ترجمے بھی شائع کرائے تھے۔ معجزہ و راز راویوں کا بیان ہے کہ اس کے  
معاوضہ میں سرکار انگریزی نے انہیں جاگیر بھی دی تھی اور عاصیہ ہندوستانی کی اپنی  
سلامی تحریک ص ۱۱۱

نیز مسعود عالم ندوی، مولوی محمد حسین صاحب پٹاوی کی تصنیفات کے  
انعام میں رخصت کر دیے۔ الاعتقاد دینی مسائل الجملہ و معتقد مولوی محمد حسین پٹا  
وی (د ۱۳۲۳ ہجری) اس رسالہ میں ہمدرد کے نسخہ ۱۳ ثابت کرنے کی کوشش  
کئی ہے۔ علیحدہ پشیمان اور دہلی انگریزی۔ جن میں اس کے ترجمے بھی شائع  
کئے اور انگریزی اور اردو ترجمہ سرکار اس انیس اور مریس لائل گورن  
منیابان کے نام حوالہ کئے گئے اس کی تابعت شاخہ ہجری میں کھلے حصے  
دیکھنے کے بعد قلمیہ ہیں رہا قیام اشاعت اس وقت میں شائع کیا گیا اور مدار ۲





اُنہوں نے فرحبیوں کی ٹور سے مسلح کچھ بھائیوں کو دھمکے دیکر ان کی گود میں بیٹھ جانے کو ترجیح دی۔ ایسے ناگزیر ترین وقت میں مسلم لیگ کا ساتھ دینے کے سہائے انہوں نے ہندو کانگریس کا ساتھ دیا۔ اور انگریزوں کی سرگامدھی۔ نہرو اور سٹیل ریفری ہندو لیڈروں کے منظور نظر بیٹھنے کی دھڑکیں ہیں ایک دوسرے کے سہولت کے جانے کی کوشش میں لگ گئے۔ ان لوگوں نے تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا ساتھ زور لگا دیا مثال کے طور پر

غیر مقلد و باقی مولوی داؤد وغیرہ نویں صدی جمعیت اہل حدیث کی

کانگریس نوازی :- ملاحظہ ہو۔ یہ شخص بھی دوسرے دہائی مولویوں کی طرح قیام پاکستان کا سخت مخالفت اور مشہور اجرائی لیڈر تھا۔ ۱۹۴۷ء میں انہوں نے اخباروں میں ایک بیان شائع کروایا۔ جس میں انہوں نے اس فیصلے کا اعلان کیا۔ کہ وہ اپنے آپ کو کانگریس میں جذب کر دیں گے۔ (ریفرنس تحفہ فی عدالت ص ۱۸)

مشہور رشتہ دار وادیب ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی لکھتے ہیں :-  
 قوم داؤد و ذوق نوی کوئی تحریک پاکستان کا بچاؤ نہ کھتی ہے اسے تبلیغ لکھنے یا لکھوانے کا کوئی حق نہیں ہے جسے آپ کہیں کہہ رہے ہوں گا اگرچہ نڈا میں کرنا چاہیے۔ تو صاحب تبلیغ تو سرسے ہوئوں کے احاطہ دکر اور ہی کے ذکر سے گری ہوئی ہے۔ اگر ہم نہ مرے ہو تو ان کے ذکر سے زبان بند کر دی۔ تو تاریخ نویسی کیسے ہوگی۔ کاش آج حمید نظامی ہوتے تو آپ کو تھکے کر دیتا۔  
 مولوی کا رد کیا تھا۔

کسی شخص کے بیان میں کہوں تو کچھ مضمہ بھی بری بری روایت و امانت اور کیر کڑ کے اظہار سے داؤد و ذوق نوی تو خضر حیات کو اذکے

بھی جوتے سیدھے کرنے کے اہل نہ تھے؟ (روزنامہ نوائے وقت ۳۰ دسمبر ۱۹۴۷ء)  
 آپ اس کے بعد

جمعیت اہل حدیث کے امیر مولوی محمد اسماعیل سلفی کی کانگریس نوازی

بھی ملاحظہ ہو۔ یہ بھی کانگریس کی حمایت اور قیام پاکستان کی مخالفت میں پیش پیش تھے۔ کانگریسی ہندوؤں کے ساتھ ان کے گہرے تعلقات تھے اور ان کے اجلاس و میلوں میں جری فراخی کی سے شریک ہوا کرتے تھے اور اپنے کانگریسی نظریات میں اتنے تشدد تھے کہ اس بارے میں انہوں نے اپنے آئینہ و زبر کے مولوی محمد ابراہیم بھٹو کی کوئی چنداں اہمیت نہ دی مولوی محمد ابراہیم نے مشہور دوسرے برسر اجلاس مولوی اسماعیل صاحب کو سمجھانے کے لئے کانگریس کی حمایت سے روکا اور اپنے ساتھ تیار لڑ خیال کی دعوت دی لیکن گوہر نواز نے کانگریسی مولوی صاحب سے اپنے آئینہ و زبر کی ایک دہائی مولوی اسماعیل صاحب کی کانگریسی ذہنیت کا اس بات سے امتحانہ لگا سکتے ہیں کہ کانگریس کے مشہور ہندو لیڈر سہاش چندر کی موثر کانگریس نے انہی سلسلہ متفقہ کیا اور اپنے مردہ لیڈر کے احواز میں کوئی صداقت کو ناپی رکھا بلکہ ایک روایتی مخالف اس پر سہاش چندر بوس کی تصویر دیکھی اس کے داؤد و ذوق نوی اسماعیل صاحب پورے اہتمام سے شریک اجلاس ہوئے۔ ہندوؤں کے خانقاہ مردہ لیڈر اس کی تصویر کی صداقت میں تقریر کی۔ جس میں سہاش چندر بوس کی مدح و ستائش کر کے اس کو خراج عقیدت پیش کیا۔ اور کانگریس کی قدر و ستائش کی۔  
 اسماعیل صاحب نے مولوی غلامی طیفیہ بن کا ترسان الاخصاص کی شہادت ادا حصہ شام ۱۱ بجوں کی جلسہ کی اشاعت میں لکھا ہے کہ کانگریس خلافت اور کانگریس سے۔۔۔ مولانا ابوالکلام آزاد داؤد و ذوق نوی۔۔۔ اور مولانا محمد اسماعیل سلفی وغیرہم کے نام کو

کئے جاسکتے ہیں یا نہ (یعنی ہرگز نہیں) بہت محروک رہے وہابی صاحبان اپنے وجہیت  
 میں کہ قیام پاکستان کے پہلے سال میں بھی اپنے کارگریسی پہنے اور تحریک پاکستان  
 کی مخالفت کرتے رہے اعلیٰ اعلان فرماتے ہیں۔ پاکستان میں اگر شاہ فیض اور بابا یار  
 صاحب کو سیکھ کے اور جو ان کے دونوں میں مبتلا ہو کر گریس کی یا جنگیالیں لیتی رہتی  
 ہے، انہیں اپنے افسوسناک کردار، پاکستان کی مخالفت، ہندوؤں کی حمایت،  
 گاندھی کی پیروی، اور کارگریس کی وفاداری پر آج بھی کچھ تدارست محسوس  
 نہیں ہوتی۔ لاجول، لاجوفا آلا یا دلہ، ناظرین، گروہ غیر مفکرین کے خلاف  
 دوا لعت و کید کچلنے کے بعد اب

### دیوبندی وہابی مولویوں کی ملکیت سے قدری انگریزوں کی

وفاداری اور پرنسپل گورنمنٹ پر جذبہ جان نثاری، سنا قتل و زانیہ  
 شقاق کی روشنی میں ملاحظہ فرمایاں۔ واضح رہے کہ غیر مفکر وہابی اور دیوبندی  
 وہابی بظاہر مختلف نظر آتے ہیں مگر حقیقتاً عقیدہ مشورت یک جان و قلاب  
 ہیں جس عقیدہ کو کام صاحب، لکھتے ہیں، مولانا سید احمد بریلوی اور شاہ فیض  
 شہید کی وفات کے بعد یہ اختلاف مسلک بہت نمایاں ہو گیا۔ مولانا کے گروہ  
 متفقہ وہاب کو بخاری اور حنفی لا پٹنہ کی اور ان کے خیالات سے زیادہ واقفیت  
 ہوئی۔ اور انہوں نے ان کا اتباع اختیار کر لیا۔ اور غیر مفکر یا احمدیہ وہابی  
 مشہور ہوئے۔ لیکن دوسروں کے ہاتھوں سے ان کا سلسلہ فیض بھی مرانا  
 سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل شہید کی بیعتی تھا۔ مسلک کی افغانی کے  
 پروردگار کی اور اپنے آپ کو حنفیوں سے ملینے دیکھا (مروج کو حرمش)

لے ملاحظہ فرمائے ملاحظہ فرمائے کہ مولانا شاہ ۱۹۲۹ء میں انسانی شہزاد  
 نے گزشتہ اور ان میں شاہ ولی اللہ صاحب کی حنفی یا غیر مفکر وہابی ہونے  
 کی حقیقت گذر چکی ہے تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر مزید وضاحت  
 (بقیہ فہم ص ۱۱۹ پر دیکھئے)

فرمادے وہاں ہندوؤں کا بیان ہے کہ اہل دیوبند (وہابی حنفی ہیں) کا ایک  
 اجتماع صاحبہ سید شمس الدین صاحبہ، ولسک پر ملتا اپنے لئے سرایہ سقا  
 سمجھتا ہے۔ اہل دیوبند اور مانت احمدیہ کے علاوہ بھی کھنڈار مسلمانوں  
 کی ایک بڑی تعداد سید صاحب اور مولانا شہید کے مشرب مسلک کو میں  
 اسلام تصور کرتی ہے اور تمام طبقے قرب عام کے۔ مطابق وہابی کی فرست  
 میں آتے ہیں۔ دیوبند و تائب کی ملی اسلامی تحریک مسلک ہندو عالم ہدی  
 کے رشتہ داروں کے لئے ہے۔ جیسے مولانا صاحب لکھتے ہیں: نظری طور پر تو شاہ  
 صاحب، بظاہر غیر مفکر تھے۔ لیکن اس امر کی کوئی شہادت نہیں کہ میں ملی انوں  
 میں آج احمدیہ اصلاح سے اختلاف کرتے ہیں۔ انہیں انہوں نے اپنے حنفی جھوٹا  
 سے علیحدگی اختیار کی ہو آج میں اب یہ نہ تو یقیناً ان کا اصل دشمن قرار دے سکتے  
 اپنی حدیث میں شاہ محمد کا غرض تو لا آدوی کا واقعہ تھا ہے۔ اس زمانے  
 کے عارفی یا محدث عالم تھے حضرت زائر وہابی شریف لکھتے۔ صاحب سہمیں ایک  
 نماز صریح میں یہ آواز آ رہی کہ گزشتہ وہابی میں یہ پلا حادہ تھا جو امت پر اہت  
 ذکر کے۔ جب آپ کو گھیر لیا۔ تو فرمایا اس سے قندہ ہے۔ ہاں۔ تمہارے شہر  
 میں برص ہے بڑا عالم ہے۔ اس سے دریافت کرو۔ لوگ آپ کو کچا لکھتے  
 وہابی اللہ صاحب کی حدیث میں لے گئے۔ وہابی قندہ پر آتے تھے سہرا یا کہ حدیث  
 سے بہ آواز آجین کتنا ثابت ہے۔ بھج رہیں کہ حبث گیا۔ اب صرف مولانا  
 محمد قاسم زائر اور حضرت شاہ صاحب بقدرت مسلمان اصدیق ہائی  
 تھے۔ شاہ محمد قاسم نے عرض کیا۔ آپ نہیں تھے کہ بصرہ یا۔ اگر کل  
 گیا ہوتا۔ تو آج آپ کو کیسے بچا لیتا؟

(مروج کو حرمش ص ۱۲۰)

لے دیکھ دیوبند کے ساتھ گروہ۔ (ملاحظہ)

نماز کے تمام حلقہ تک عام کے مطابق وہابی کی نسبت ہوتا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ تمام حلقہ تحت عام کے مطابق نہیں۔ بلکہ واقف اور بصیرت و دلی میں اس میں تمام حلقہ متبداً سمجھ رہے ہوں اور اس میں وہابی کے مشرب و مسلک کا عین اسلام لغت و حرکت اور ان کے مشرب و مسلک پر چلتا ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے سمجھتے ہیں۔ اور سید اس اور اس میں وہابی اصل و دلی ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے۔ اس کے علاوہ ان عام حلقوں کے باہمی فتنی و شرعی اختلافات کے باوجود ان کے عقائد و نظریات اور دینی و سیاسی کردار پر نظر ڈالی جائے تو یہ تمام حلقے ایک ہی مشی کے چنے چنے ثابت ہوتے ہیں۔ تاہم اس کے تحت میں محمد پر متعانی کے

دوبندی و دلیہ کے مفتی اعظم رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ بھی خط فرمایا۔ انشاء اللہ نسبی ہو جائے گی۔ فرماتے ہیں۔ محمد بن عبد اللہ کے حلقہ دلی کو دلی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد محمد سے اور مذہب ان کا عقل تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی۔ گروہ اور ان کے مختلف اچھے ہیں۔ مگر ان جو محمد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا ہے۔ اور عقائد سب سے محمد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ (دعاویٰ رشیدہ)۔ اصل مسئلہ ۴۲ نیز ان تمام حلقوں کے وہابی اصل ہونے کا ثبوت بھی کیا کم ہے۔ مگر یہ تمام حلقے ہندو پاکستان میں ابوالوہاب محمد اسحاق و دلی کی ان تصنیفات کی شروا ساخت میں شب و روز تسلیم ہیں۔ میں میں ابی عبد اللہ ابی ہدی کے عقائد و نظریات کی بھر مار ہے۔ اور محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کی شان میں عداوت و نفرت ہے۔ اور یہ کہ یہ عداوتیں بھری ہیں۔ اور ان حماروں کو دیکھ کر ابی اسی کے پیچھے جھک جاتے ہیں۔ کرتے نام طیفی ان کہوں کے پڑھنے پر جانے اور ان پر عمل کرنے کو عین اسلام اور موجب اجر ماننے ہیں۔ ان کے مؤلف کو مزاج عقیدت پیش کرتے ہیں۔

دوبندی مفتی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں۔ مذہب لغوی الا یہ ان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ نیز فرماتے ہیں۔ ان کتاب لغت و ایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اور وہ شرک و بدعت میں لا جواب ہے۔ استدلال اس کے کتاب اللہ اور احادیث سے ہے۔ اس کا کھانا اور چھنا اور میل کرنا عین اسلام ہے۔ اور موجب آبرو ہے۔ نیز مولوی صاحب دہلوی کی شان میں توں تحسید خوانی فرماتے ہیں۔ مولوی محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم و متقی اور بدعت کے انکار کرنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو دلیہ کرنے والے تھے۔ (دعاویٰ رشیدہ)۔ اصل مسئلہ ۴۳ اس کے علاوہ دوسری کتاب میں شہ کتاب التوحید و اعراض مستقیم، ایمان میں طاعت و ایمان رشیدہ اور بدعت و ایمان و طرہ عقائد و دلیہ اور اخلاقیات سے پر ہیں۔ اور دلیہ کے تمام حلقے ان پر ایمان رکھتے ہیں۔

دوبندی مولویوں کی کدو اسحاق

اقبال و بدعتی۔ جب علماء اہل علم و ہمت نے ان کے عقائد کا مطالعہ کر کے ان کی کفر پر عداوتوں کی بنا پر انہیں مثال و مثل قرار دے کر ان کی دلیہ کو طشت آگ کیا تو کلام و مزج علماء عربین و مشغبین نے ان کی کفر پر حیا و تعویض فرمائی۔ کفر و فساد و فساد۔ تو یہ تمام مفتی و دوبندی و دلیہ کو کھانا کھاتے۔ اور اس قدر بدعت اس کو کہتے کہ اپنے فتاویٰ کو پس پشت رکھ کر جسے بھروسہ و خروش ہے پر دیکھتے۔ شروہ کر دیا۔ کہ وہ بیوقوف ہیں تو اہل سنت و جماعت ہیں۔ ہم امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متقدم و فخر حنفی پر دلیہ ہیں۔ ہمیں خوار و خوار و دلیہ کو کہہ کر بدعت کیا جا رہا ہے۔ یہ کہہ کر اسے ملامت فرمائی۔ دلیہ کی طرف ہوا تو دلیہ کے مدد دینے کے فتاویٰ کا محور و ستارہ خیرین عالمہ فرما لیا۔ (دعاویٰ رشیدہ)۔

عبدالوہاب نجدی اور اس کے تابعین و پیروں کے عقائد سے مختلف ہیں۔ الغرض  
مصلحت پر و پیکندہ اور غلط بیانی کے ذریعہ اپنی پیشانی پر کھسکا بہت کے  
وہابیوں کو دھوکہ دینے کی کوشش میں لگے لگے گمراہ نہیں ہرگز نہ ہوئی کہ وہ یہ  
اعلان بھی کر دیں کہ پھر سے مصلحتی احکام دہرایاں گے بشرطیکہ اس شخص نے بھی  
ابن عبدالوہاب نجدی کو اپنا رکھا۔ لہذا یہ لکھا۔ اس کے عقائد کو مردہ بنا کر لینے  
عقائد کو۔۔۔۔۔ اس کے عقائد سے منہ پھرنے کا فتویٰ دیا ہے۔

ہم استکراہ سمجھتے ہیں اور اس سے بچنا اور تباہی میں نہ پڑنا ہمارے مولویوں کی عین  
کفر ہے مہاروں سے انبیاء و پیغمبر علیہ السلام اور اولیاء اللہ کی شان میں  
توہین و تہقیر ہوتی ہے۔ ہم ان مہاروں کو اپنی کتابوں سے خارج کر کے اپنا  
رب و معبود بنی تو کہتے ہیں مگر یہ تو سب جوتا جیکر یہ دگ جلتیستا و ابی نہ  
ہوتے! ان آئینوں نے اگر کچھ بھی سمجھا تو صرف یہ کہ ایک طرف تو انہوں نے اپنی  
صحت کے وہابیہ سے انکار، عقائد کو دیا۔ اور کچھ یہ مہاروں کو بھیج دیا  
و درست سمجھتے ہوئے برقرار رکھا۔ مگر دوسری طرف تو کون کو مصلحت دینے  
کی خاطر دیر و دراز میں مضامین و رسائل کی شائع کرنے شروع کر دیے۔ اسی  
مضامین میں ابن عبدالوہاب نجدی اور وہابیوں کو بڑا جھٹکا کیا اور  
وہابیہ کے عقائد کی تردید کی گئی۔ تاکہ عوام میں یہ دیکھ کر کہ یہ لوگ تو ابن  
عبدالوہاب نجدی اور وہابیوں کو بڑا سمجھتے اور عقائد وہابیہ کی تردید  
کہتے ہیں انہیں اہستہ و جاہل سمجھنے لگ جائیں۔ چنانچہ وہابیہ کے صدر  
الذریعین مولوی حسین احمد صاحب مدنی نے ایک رسالہ تمام شہادتیں لکھی  
لکھا ہے۔ اس میں انہوں نے یہ ثابت کرنے کی تمام کوشش کی ہے۔ کہ ہم  
ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے تابعین وہابیہ کے عقائد کو غلط اور گمراہ  
صدر کے عقائد سمجھتے ہیں۔ ہم ان کے عقائد سے متفق نہیں بلکہ مخالفت میں  
اور بار بار وہابیوں کو وہابیہ نبیث و غیرہ مختلف الفاظ سے نوازا ہے تاکہ

پڑھنے والوں کو یقین آجائے کہ یہ خود واقعی وہابیوں کے عقائد ہیں۔ الغرض  
ہر کسی کے عالم میں وہابیوں کو مولویوں کے دھوکا دینے والوں کے عقائد دینے  
والے شروع کر دیے۔ پہلے دیکھتے جاتے۔

ابن عبدالوہاب نجدی کے خلاف مولوی حسین احمد مدنی کا فتویٰ  
ملاحظہ ہو۔ ماسبق۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداً تیسری صدی میں  
مذہب سے نکلا ہوا ہے۔

خیالات یا ظہار و عقائد کا سلسلہ | دیکھنا تھا اس لئے اس نے اہستہ  
کو انگریزوں نے خیالات کی عظمت دیتا رہا۔ اور ان کے اموال کو غنیمت حاصل اور  
علاقہ کی سمجھا۔ ان کے متعلق کہتے کہ باعث ثواب و رحمت شہادت گزار ابی عربین  
کو شہادت گزار ابی عربین کو شہادت گزار ابی عربین کو شہادت گزار ابی عربین  
انہما کی کتاب میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے۔ جس  
لوگوں کو یہ اس کی تکلیف دینے کے لیے متوجہ اور متحرک نہ ہو سکتے تھے اور  
مزاروں آدمی اس کے اور اس کی توحید کے انھوں نے شہید ہو گئے۔ اور  
ایک عالم و باطنی خوشنوا خاص شخص تھا اسی وجہ سے ابی عرب کو شہادت گزار  
اور اس کے اتباع سے بے حد کٹھن تھا۔ اور یہ کہ اور اس قدر ہے کہ اٹھارہ سو  
سے بچے نہ نکلا دیے۔ انھوں نے دھوکہ دیا کہ وہابیہ کے عقائد کے خلاف  
کی وجہ سے ان کو اس کے عقائد سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور یہ کہ وہابیہ  
ایسی ایسی تحلیلات دی ہیں۔ تو ضرور ہونا چاہیے۔ انہما کے عقائد اور عقائد  
ابن عبدالوہاب نجدی کے خلاف یہ مبتدیانہ حدیث تھا کہ شہید کی فتویٰ  
مذہب یقین الیاری میں سمجھتے ہیں۔ اور انھوں نے یہ عقائد وہابیہ کے

کوتاہ کا وہ وسیلہ باقیہ تحلیل اعلیٰ و کمال کے لیے اس طرح اعلیٰ الحکمہ یا لکھنؤ  
 یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی ایک اسحق اور علم شخص تھا اور اس نے کفر  
 کا حکم رکھنے میں اسے کچھ باگ نہ تھا۔ اس کے علاوہ وہ نجدیوں کے رئیس محمد  
 مولوی خلیل احمد بھی ایک رسالہ "الاسلام عندنا" لکھا جس میں  
 اس نے ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کی جماعت کو گمراہی اور باغی ثابت  
 کر کے اپنے مولویوں کی کفریہ عبارتوں کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش میں غور و  
 "تاویلات کا سامنا لیتے ہوئے یہ واضح کرنا چاہیے کہ ہم توبہ گناہ اور گنہگار  
 رہیں۔ ہمارا عقائد و مذہب یہ ہے کہ تعلق نہیں اور اس کے آخر میں چار بیس دہائی  
 مولویوں کی تصدیقات ہیں۔ اس رسالہ میں

ابن عبدالوہاب نجدی کے خلاف مولوی خلیل احمد اور دیگر  
 چوبیس دہائیوں کا متفقہ فتویٰ :- ماسٹر فرمائیے۔  
 "ہمارے نزدیک اس کا حکم وہی ہے جو صاحب مرقا نے فرمایا ہے اور  
 خوارق ایک جماعت سے شوکت والی منوں نے انہیں ہمارے قادیانیوں کی صفی تاویل  
 سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسے معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال  
 کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہمارے جان و مال کو مٹا لیتے  
 اور ہماری جورتوں کو لپیڑی پھانتے ہیں۔ اس کے آگے دہانتے ہیں۔ ان کا حکم  
 باغیوں کا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ ہم ان کی کلمہ موت اس لئے نہیں کہنے کہ بغیر  
 "تاویل سے ہے اگرچہ اعلیٰ ہی سمجھتا ہے (۱) دشمنان کا قبیلہ

وہ نجدی مولویوں کے ان فتاویٰ میں ابن عبدالوہاب نجدی اور اس  
 کی جماعت کو مذہبی کہا گیا باغی قرار دیا گیا اور گمراہ شمار کیا گیا۔ ان کے  
 بے یمنہ و ملامت کا بیان کیا گیا۔ اس کے علاوہ ماضی، غور و آراء و مذاہب جو نے کا  
 لہ ادا ہے۔ سوا۔ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ و لکھ

نجدی سادہ کہ گیا۔ اور یہ ملامت اعلیٰ کہ گیا ہے کہ اس کے عقائد کا سامنا و مذاہب  
 باطل کے گمراہیے اس خلیل و مولوی کے خلاف ایک صورت تک وہ کلمہ کے جس نے ابن  
 عبدالوہاب نجدی کے عقائد کا سامنا اور فتاویٰ باطل کو نہ سمجھتے کہ خود بخود  
 کیا بلکہ شہید احمد رائے بریلوی کے اشتراک سے وہ بیس کی ہنگامی اور شیخ نجدی  
 کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اہلسنت و جماعت کو مشترک و کافر ملامت پر مبنی  
 و باغی کی نشرو اشاعت کی شیخ نجدی کی کتاب التوحید کا خلاصہ تصویب  
 ان بیان کے نام سے لکھ کر باغی و باغی ہونے کا شرف حاصل کیا اور  
 مسلمان چھانوں کے خلاف ہمارے ذکر و روایات و باغیہ کو آسروئے تندرہ کیا اور  
 چہرہ ہی ان وہ ہندی مولویوں نے اپنے مفتی اعظم رشید احمد گیلانی اور  
 اس کے نائب کمالی کے خلاف کوئی نفع یا صرف کر پاؤں و طم سے نکالا جس  
 نے تصریح کی کہ ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد تندرہ تھے اسے اور اس کے  
 مقتدیوں کو اچھا کہا نیز یہاں تک اعلیٰ کر دیا کہ ابن عبدالوہاب نجدی  
 اور اس کے تبعین و مذہب کے اور ہمارے عقائد متحد ہیں۔ اس نے اپنے  
 فتاویٰ میں اسامیل و مولوی کی مدین سوانی کی حجت کو بین غنائے اہلسنت  
 سے اسامیل و مولوی کے عقائد کی تردید کی۔ شہید احمد گیلانی نے ان کے  
 اہلسنت کو سخت ماسق و کفر کے قریب، ابد ناپاک و باغی اور ملعون کہہ کر  
 اپنے کلمہ مذہبی جوئے پر جس تصدیق ثبت کر دی تھی۔ دیکھئے کہ شہید احمد  
 گیلانی کا فتویٰ ہے۔ ہر ماضی یہ لوگ مولوی اسامیل کے طعن کرنے والے  
 ملعون ہیں۔ رفتاری رشید نے باطل ملامت

وہ ہندی مولویوں کی عجیب منطق ہے اگر یہ خود ابن عبدالوہاب  
 نجدی کو گالیوں سے نوازیں۔ اس کے اور اس کے تبعین کے عقائد کی  
 تردید کریں تو حق پرست اور دیندار مقرر ہیں۔ مگر جب ملامت اہل سنت و  
 جماعت ابن عبدالوہاب نجدی اور اس کے تبعین سید احمد راغب بریلوی



اسامیل دہلوی اور دیگر وہابیوں کی تردید کریں تو یہی دہلوی مولوی کہتا ہے  
 جو صاحبیں اور علماء اہل سنت کو مروت و رخصتوں سے بے خبر ہیں۔ تاثر میں  
 خود فرمائیے کہ ان کے اس طرز عمل میں کوئی نارسائی نہیں ہے۔ جس کے کلمات  
 کے خوف سے اس قدر لرزہ برپا ہوا ہے کہ وہ اپنے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ  
 انصاف کا اتفاق تو یہ ہے کہ جس عقائد و اعمال کی وجہ سے انہوں نے اپنی  
 عبد الوہاب نجدی اور اس کے متبعین کی تردید کی ہے تو جو شخص بھی ان عقائد  
 کو قبول کرے اور انہی اعمال کا مرتکب ہو تو لوگ اس کی بھی تردید کریں۔  
 اور اس پر بھی وہی حکم لگائیں۔ جو وہابی عبد الوہاب نجدی اور اس کے  
 ساتھیوں پر لگا رہا ہے۔ پھر خواہ وہ عتقاد احمدیہ کے برعکس ہو۔ اسامیل  
 دہلوی جو۔ رشید احمد گنگوہی جو۔ اور کوئی بھی ہو۔ مگر یہ عجیب تماشا ہے کہ  
 وہ دہلوی مولویوں کے نزدیک ایک گرم کار کباب، گز زید جو جو گرم اور  
 سزاوارتہ ہے اور اگر وہی گرم کباب نہ ہو تو وہ خدا کا مقبول بندہ اور  
 لائق انعام و تکمیل قرار دے گا۔ تو ان کے اس طرز عمل میں نا زیادتی ہے۔ کہ  
 وہ دہلوی صاحبان ہیں۔ تو تحقیق یہ کہ وہابی مکرملات کے تحت اپنا وہابی  
 پن ظاہر نہیں ہونے دیتے جاتے۔ جس طرح نجدی وہابی نے خود کو مصلحتاً  
 "مصلحتی" قرار دیا اسی طرح یہ لوگ خود کو مصلحتی قرار دیتے ہیں۔ اور یہی وہ حقیقت  
 ہے۔ جو وہابیوں کے مصلحتی، غلط رہنما، احمد گنگوہی کے فتووں سے ظاہر ہے۔  
 "مصلحتی" سب کے متبع ہیں۔ اعمال میں فرق مصلحتی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔  
 فتاویٰ رشیدیہ کا مل رہا ہے، یہی صاحب ایک دوسرے فتوے میں فرماتے  
 ہیں کہ عقائد میں سب متفقہ عقائد پر متفق ہیں۔ البتہ اعمال مختلف ہوتے  
 ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۱۷۱)

نورانیہ حلال دہلوی صاحبان بھی انگریز ہیں۔ تو اصل میں وہابی  
 ہی مگر چونکہ وہابیت سخت دہرا ہو چکی ہے لہذا اپنی وہابیت پر کوئی شک

نہاں ڈالنا ضروری تھا۔ یہی غلطی اپنی وہابیت پر اپنی حدیث کا پروردہ ٹوٹا  
 ہے۔ اور وہابیوں کے دیگر گروہ بھی "ندوی" "سبکی" اور "احمدی" اور "احمدی" اور  
 دوسرے مختلف لباسوں میں بیوس ہیں تو پھر وہی دہلوی، حنبلی کا بھولا  
 کیوں نہ نہیں۔ عوام کی لغت کا تنکا کیوں نہ نہیں۔ اس لئے کہ طلب و کام  
 ہے کہ نام سے۔ پس اگر چہ وہابیہ کے گروہ مختلف ناموں سے موسوم و مشہور  
 ہو چکے ہیں تاہم سب کا مصلحتی ایک ہے۔ عقائد، مفاد اور گروہ میں سب  
 متحد و مشترک ہیں۔ وہابیہ کے دوسرے گروہ اگر مسلمانان اہلسنت و جماعت  
 کے دشمن، وقت اسلام کے مخالف اور دنیاوی مفادات کی خاطر دشمن اسلام  
 انگریز کے وفادار وہابیوں کے ہیں تو وہی دہلوی صاحبان بھی ان سے  
 "جیسے نہیں رہے۔" انہی نے بھی اگر نجدی کی حکومت کو اپنی رحمت کو "لغز"  
 ہی سمجھا اور برطانوی اقتدار کو اپنے لئے "آمن و مانیت" کا موجب حال کر  
 "قدر کی" بنا دیا ہے۔ حریف ہیں نہیں بلکہ برکش گورنمنٹ کی  
 مخالفت کو بغاوت اور اتحاد حکومت برطانیہ کی خاطر لوگوں کو مرنے کو  
 شہادت قرار دیتے رہے ہیں۔ وہ دہلوی صاحبان کی کتابیں گواہ ہیں کہ  
 وہ گروہ وہابی طوائف

دہلوی دہلوی مولوی بھی مشہور ابائی جنگ آزادی کے مخالف  
 اور انگریز کی حمایت میں مجاہدین کے خلاف لڑتے بھی رہے ہیں  
 دہلوی مولوی عاشق "سبکی" مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانحوی  
 میں لکھا ہے کہ جن کے سر پر موت کیل رہی تھی انہوں نے کہیں رائیٹ  
 انگریز گنگوہی کے اس دعاویٹ فارمانہ قدر کی بناء سے نہ دیکھا اور اپنی  
 رحمت گورنمنٹ (برطانیہ) کے سامنے بغاوت کا حکم قائم کیا۔ (مذکرۃ  
 الرشید صفحہ ۱۷۱)

نیز مولوی رشید احمد گنگوہی کے حقیقی ماموں اور مدرس مولوی محمد تقی کے متعلق لکھا ہے مولانا ممدوح گنگوہی ریاست میں فوجی ملازم تھے اور ان کے جان دشمن نہ خواہ۔ ایام غدر میں آپ مفسدین کے ساتھ نہ تھے بلکہ اس میں لگے جس کے غنیمت یعنی کہا ہرین آبادی سے لڑنے کی طرف سے دھتے گروے گئے تھے کہ ایک دست آج میدان جنگ میں جاتے تو حق کوڑ مڑا آپ بہ لحاظ تقسیم ایک گروہ میں تقسیم ہوئے تھے مگر شوق شہادت اور سربازی جان نثاری میں مقتول ہو جانے کی کشتا آپ پر اس وجہ غالب تھی کہ ہر گروہ میں شریک ہوئے اور روزانہ میدان جنگ میں چلے آ کر تھے۔ وہاں شہادت وصال میں پہنچا ہوتا تھا اور طلب اعتلا حصول تھا۔ یہاں تک کہ ۵۰ دن بعد ہی جہان میں نہ رہے کہ قبر پر قبضہ کئے گھوڑے۔ سوار کمانے والوں کو مارنے لگے اور شام کو ملے میں مراد مسجد کا حجرہ واپس نہ تو قبر میں کر کے اور بعض وقت دوسری جگہ لے کر لے کر ناکارہ جان منکوری محبوب کے قافلہ میں رہا۔

ذکر کرتے رشید احمد گنگوہی صاحبین دہلی ہندی مولویوں کی اس کتاب و جلالت کا اعتراف فرمایاں۔ ہوان کی تحریر سے ظاہر ہے۔ ہجر کے آگے لکھا ہے۔ بجائی طاعن کوئے اور پیر کے ساتھ دوسرے دوسرے اور دوسرے اور منسل جاتے تھے بعد۔

دیگر سے دو باجیوں کو منسل کیا اور کسے کے چہرے پر ہرگز سے کانشا۔ نکلا۔ ہندوئی فوج ہوا۔ دہلی کا منسل کرنا تھا کہ خود میں جاتا آئے اور سر آواز طاقت کر دیا۔ پھر لکھا ہے۔ مولانا کشمیر کا سر دہلی میں پیش کشہ پڑی سنہ مسجد کے ضلعی جانب مقوم ہے۔ اس کا ذکر رشید احمد گنگوہی صاحب نے فرمایا ہے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اور باقی مدرس دہلی ہندی مولوی قاسم نانوتوی کا انگریزی کی حمایت میں ہندی زبان شاعری میں قابل درج بحث ایک مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا کہ حضرت امام دہلوی اپنی مولوی۔ صاحب گنگوہی

اپنے رفیق بنی جانی مولانا قاسم العلوم و مکتفہ قاسم نانوتوی اور طلبہ مروانی طائفت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمارے تھے کہ ہندو گوروں سے غائب ہو گیا یہ نہروا کرنا و نیز تھا اپنی سرکار کے کالیف باغیوں کے سامنے سے چلنے یا سٹ جانے والا نہ تھا اصل ہمارا کی طرح ہر جا کھڑے گیا اور سرکار پر جان شاعری کے لئے تیار ہو گیا۔ اس شاعر سے شجاعت و جوان مردی کو جس ہولناک منظر سے خبر کا پتہ نہ پائی اور ہمارے ہمارا دیکھ کر وہ آب جو ہا دہلی چند فطیر یا قصوں میں ہوا اس لئے ہم فطیر ہندو گوروں کے سامنے چلے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔ چنانچہ آپ پر قبر میں ہو گیا اور حضرت حافظ ضامن صاحب زبیر ناز گوئی کا کرشمہ بھی ہوئے۔ ہندو گوروں نے اس وقت ان قبروں سے ثابت ہوا کہ ملک وقت سے قہاری اور مفر نواذکی میں دہلی ہندی گروہ دیکر وہاں سے بدرجہا آگے ہے۔

۱۔ دہلی ہندی مولویوں سے پوچھا جائے کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اور اس کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات کی موافق دہلی میں دشمنان ملک وقت کھانا کھا کر دوسرے ساتھیوں کو ناکارہ کر دے؟ انہیں یہ سبق کہاں سے ملتا ہے۔ جو یہ لوگ مجاہدین کے خلاف شرابی کو کھانا اور کھانے کی حمایت میں لڑ کر مرنے کو کھانا دے دیتے ہیں؟

یہ نام لہا مولوی اختر تھیں کو کسی کو قرآن مجید کی کس آیت اور حدیث شریف کی کو کسی روایت سے انہوں نے یہ مسئلہ حل فرمایا؟ اب ناظرین خود فرمائیں کہ ایسے امین الوقت اور مغامر دست لوگوں کو اہل اسلام کے دامنہ طمع آقاوی کے ہر دوائے اور مجاہدین ملک وقت کھانا کھا کر کچل کر ہے؟

مزید برآں یہ حقیقت بھی خود انہی کی کتابوں سے کھینچی ہے کہ دہلی ہندی

مولویوں کی سادگی زندگیوں حکومت بھائی کی خیر خواہی میں ہر چوکھنیں۔  
 یہ لوگ تازہ دست، انگریز کے حامی و مددگار رہے ہیں۔ شہرہ کی تحریک  
 آزادی کے فروغ جاتے کے بعد ہم انگریز نظام تلخ کے نشے میں گھر جو کہ خیریت  
 پسند کامیابی کے خلاف انتخابی کامیابیوں میں مصروف تھے۔ اور جس شخص  
 ہمارے عزیزوں کی مخالفت اور ہمارے عزیزان کی حمایت کا ذکر ہمیں ملتا تھا  
 بے دریغ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا، تحریک ہندوں کو جس جگہ تک کرنا  
 کیا اور کھڑے دار پر چڑھنا چاہا ہمارے خلاف اس بڑے انداز میں جوش و ہوش  
 مولویوں۔ رشید احمد گنگوہی اور مولوی حسد علی صاحب نام تو  
 دیگر بڑے مخالفین انگریز کا الزام لگا۔ تو ان سے بھرتے ہوئے انگریزی حکام کی  
 مکمل تحقیقات اور پوری تحقیق دکھانے میں کہ باوجود ایسی کوئی بات نہ  
 ملتی بلکہ یہ لوگ انگریزوں کے حق و ظلم اور کمال شہادت ہوئے وہ ہندی  
 مولوی عاشق الہی کا بیان ہے کہ جب بغاوت و فساد کا انتشار ہو رہا اور  
 گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ باکریوں کی سرکوبی شروع کی تو  
 بڑوں و مسندوں کو سوائے اس کے اپنی دہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جموں  
 ہائی تنہوں اور غمگینی کے پیش سے سرکاری خیر خواہ اپنے کو بھر کر  
 نے اپنا دلگ بھائی اور ان کی گوشہ نشین حضرت برہمنی بغاوت کا الزام لگایا  
 (تذکرۃ الرشید ص ۱۲) میرزا غلام محمد شہرہ انگریزی شہرہ اوہ  
 سال تھا جس میں حضرت امام ربانی دینی و شہید احمد گنگوہی اقدس سرہ  
 برہمنی سرکار سے باغی ہوئے کا الزام لگایا گیا اور غصہ و دل میں تحریک ہوتے  
 کی تہمت باجی گئی (تذکرۃ الرشید ص ۱۲) اور دیکھئے کہ حضرت امام ربانی  
 قطب الارشاد و مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان  
 کا بڑا سرحدی کرنا تھا اس لئے گورنمنٹ نے اوچھہ صید حوالہ میں بھیجے  
 آخر جو تحقیقات اور پوری تحقیق دکھانے میں کہ انھیں فی نصف الزمان

حالت ہو گیا کہ آپ برہمنی غت مفسدین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام نہ  
 ہشتان ہی جہان ہے اس وقت دم کٹے گئے (تذکرۃ الرشید ص ۱۲) نیز اسی  
 مولوی رشید احمد کے قتل کا مقدمہ ہے اور دیکھئے کہ جسے جب حقیقت  
 میں سرکار کا شرابیہ یا رہا ہوں تو جو جو الزام ہے میرا بال بھی بیکار ہوگا  
 اور اگر باجی گئی تو سرکار کا ناک ہے۔ اسے اختیار ہے جو چاہے سو کرے  
 (تذکرۃ الرشید ص ۱۲) پھر آخر میں مولانا صاحب دیکھئے کہ پرچند کبریا حضرت  
 تحقیق بیگانہ تھے کہ وہ غشوں کی یاد ہو گئی تھے ان کے باغی و مفسد اور غمگین و  
 سرکاری خطا وار تھا اور کمال تھا اس لئے کہ غمگینی کی تلاش تھی۔ مگر حق تعالیٰ  
 کی حفاظت برسر تھی اس لئے کوئی آغوش ڈالی اور جیسا کہ آپ حضرات اپنی  
 سرکار کے وفائی پر خوار تھے تا ذلیت خیر خواہ ہی ثابت رہے (تذکرۃ  
 الرشید ص ۱۲) ان کا طریقہ اب

۱۸۵۷ء کے بعد وہابی مولویوں کا دینی و سیاسی کردار  
 بلا حلف فرمایا۔ واضح رہے کہ چونکہ انگریزوں نے مسلمانوں سے اقلیت رکھنا  
 تھا اس لئے انھیں مسلمانوں کی طرف سے زیادہ خطرہ سمجھا تھا۔ اس خطرہ  
 کے پیش نظر حکومت برطانیہ نے مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مفلوج کر دینے اور ان  
 کی قوت کو کچل دینے میں اپنی غایت دیکھی مگر یہ ایک طرف تو مختلف  
 سیلوں ہاتھوں سے انھیں ذلیل و خوار کرتے اور ان کی سیاسی، اقتصادی و سماجی  
 اور تعلیمی و فکری برتری میں کمیت و زیادہ دیکھتے اور دوسری طرف ہندو  
 اور دیگر غیر مسلم اقوام کو ہر لحاظ سے نوازتے، مسلمانوں پر انھیں ہر شعبہ میں  
 ترجیح و تفریق دیتے اور ترقی کے ہر میدان میں آگے بڑھانے کی کوششیں کرتے  
 شروع کر دیا گیا کہ مسلمانوں کو ہر قسم سے سرکشانے کے قابل نہ رہے اور  
 اسی مقصد کے پیش نظر شرعی ضابطوں کے مسلمانوں میں جھوٹ ڈالنے اور

ایک کا شہر اترہ منتشر کر دینے کی غرض سے مسلمانوں کے مغارہ پرست، اقلیتی فرقہ  
 وہابیوں کو خرید لیا انہیں طرح طرح سے تھوڑا تھوڑا دیوا گیا۔ اور بعض سرکردہ وہابی  
 مولویوں کے خطبے منع کر دیے۔ وہابی مولویوں نے جو پہلے بھی انگریزوں کے مذہبی  
 اور ماہانہ شائع کرتے۔ انگریزوں کی اس جھڑپ، اختلافات کو ایک نعمت غیر متوقع سمجھ کر  
 سلاوا اعلیٰ پبلشنگ، صحافت کے خلاف ماتہ کا شدید بدعت اور شرک  
 کے فتوے دے دئے خصوصاً گورنر کے جیٹی کر ان امور و مسائل کو بھی یہ لوگ اپنے  
 فتوؤں کی زد میں لے آئے ہیں پھر آج تک دعوت اکابر ہمارے اقامت بنگلان  
 کے ہر دور شہر صالحی اہل دارالافتاء صاحب اور ان کے متوسلین عامل تھے۔ مثلاً  
 مجلس مولوی۔ قیام و صلوات و سلام۔ فاقہ و دیار۔ نفاذ و احسان و اور و زارا  
 مقدسہ کے تحصیل فیض و برکات وغیرہ۔ ان کی مصحف و رتبہ و سند فتویٰ  
 ہارن کی کہ نہیں ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمان کچھ اور کچھ آواز صرف  
 کر رہے ہیں منافرت اور تعزلی کا شکار اور باہم دست گیریاں ہو گئے۔ ان  
 وہابی مولویوں نے دنیاوی مفادات کی خاطر مسلم قوم میں ایسا خطرناک لفظ  
 بپا کر دیا جس کے اثرات تہذیب آج بھی نمایاں ہیں۔ اس کے علاوہ ان وہابی  
 مولویوں نے مسلمانوں کو مذہبی لحاظ سے گروہ و گروہ بابت وینہ کے ساتھ  
 ساتھ سیاسی میدان میں بھی اپنی اختلافات سیاسی پاڑیاں بنا کر گھسے گھسے  
 کر دیے ہیں کہ نتیجہ میں مسلمانوں کی اجتماعی قوت باج پڑ گئی اور مسلم قوم کا شیرازہ  
 بکھرا۔ ہندوؤں کی کتاب سوانہ الصمدین میں مذکور ہے کہ غلط الحوائج صاحب احمد حسین  
 اسلام نے ہند کے کہا کہ مولانا ابوالباس مشاعرہ اعلیٰ علیہ کی پیشکش کر دی ابتداً حکومت  
 کی جانب سے رد کیا گیا اور صاحب کچھ رد کیا تھا پھر ہندو گیا۔ اس کا جواب  
 میں مولانا ہندی مولوی شیرازہ صاحب مثنوی صدر جمعیۃ العلماء اسلام نے فرمایا کہ  
 حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ علیہ ہمارے آچے کا بزرگ و پیشوا تھے  
 ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہنے سے کہنا کہ ان کو کچھ سوچ دینا ہوا جو حکومت  
 کی جانب سے نہ جانتے تھے۔

بکھر کر رہ گیا۔

## تخریک پاکستان کے خلاف وہابیوں کی جدوجہد

ایک طرف یہ وہابی مولوی ملت اسلامیہ کو ہر نشان کئے ہوئے تھے تو  
 دوسری طرف سکھان انگریز اور ہندو لیڈروں نے مسلمان قوم کو گمراہی دینے  
 کی ہم شروع کر رکھی تھی۔ ہندوؤں کا گریس آڑاؤ کی جگہ کے نام پر برس گزشتہ  
 سے انتشار و انتشارات سکھانی حاصل کر کے مسلمانوں کو اپنا غلام بنا لینے کا  
 تمبیہ کئے ہوئے تھے ان کی اور سارے ہندوستان کی واحد رائے تھی کہ ہندو  
 کی دھرم راجھی اور حکومت برطانوی بناد کا گریس کی تائید و پشت پناہی کر  
 رہی تھی۔ پھر پھر میں ہندو اور مسلمان دو سیاسی طبقے بن گئے۔ لیکن ہندو اکثریت  
 اس حقیقت کو تسلیم کر لے لے پڑا تیار دینی۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان کے  
 میں مسلم لیگ کے نام سے اپنی علامت و تنظیم قائم کی اور مسلمانوں کے حقوق کے  
 تحفظ کی کوشش کی جانے لگی۔ مگر ہندو لیڈروں کا مسلمانانہ و متعصبانہ  
 رویہ انسانی کا جو کچھ تھا۔ ہندو لیڈر مسلم قوم کو قدم قدم پر ہتھ دھکیلتے  
 کی سرگرم کوشش کرتے تھے۔ مسلمانوں کی اقتصادی حالت دن بدن خراب  
 سے خراب تر ہوتی جا رہی تھی۔ حکومت کے تمام کلیدی عہدوں پر جنٹوں  
 قابض تھے اس کے ساتھ ساتھ حکمران انگریزوں اور ہندو اکثریتیں کی  
 سازش سے مختلف شہروں میں غیر مسلم نژادوں کے دیرینہ مسلمانوں پر تشدد و  
 کے دروازے بھی کھول دیے گئے۔ طاقتور کے ذریعہ مسلمانوں کو جو پریشان  
 کرنے کی خاطر ان دنوں ہندو مسلم حسدات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا تھا ان کے  
 اس صورت حال کے پیش نظر حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے ہندوؤں کے  
 اجلاس، الہ آباد میں دو قومی نظریہ کے تحت تنظیم ملک کی توجہ فرمائی کہ مسلم  
 اکثریت والے شہروں پر مشتمل مسلمانوں کی حکومت کا قیام کیا اس اور مسلم قوم

کے حلقہ کے لئے ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اس ہندو مسلم کشن کا موڈ  
کوئی مل نہیں چوسکتا۔ لیکن یہاں مسلم لیگ تحریک، ایک عوامی تحریک کے  
منظر عام پر آنے کی تھی کہ شہرہ آفاق اصلاحات کی آمد کا پیرچہ تھا۔  
مختلف طاقتیں سرگرم مل کر گئیں۔ نئی نئی قوتیں ابھر گئیں۔ ہندوستان کو  
پہلی بار ترقیاتی اعتبارات کا تصور دیا تھا اور انداز کے حصول کی اس  
کوشش میں وردھن والی قوت اس ضرورت کو بڑی شدت سے محسوس کر  
رہے تھے کہ مسلمانوں کی کوئی آئی اینڈ یاننگ یا شخصیت منظر عام پر آئے۔  
جو وقت کے اس چیلنج کو صحیح طریقے پر قبول کرے اور مسلمانوں میں مرکزیت  
کا احساس پیدا کرے انہیں وحدت نگروں کی دولت عطا کر سکے۔ اور ہمارے  
مزید نو برسے ساز و سامان سمیت خالی میدان میں آ رہے تھے۔ آل انڈیا مسلم  
کانگریس نے مسلمانوں کو اپنے دام تیرہ میں پھنسانے کے لئے براہ راست  
راہ کی تحریکوں سے زوردار طور پر شروع کر دی تھی۔ خود  
مسلمانوں کے اندر بعض ایسی طاقتیں تھیں جو مسلمانوں کو غیر کی کوئی امید  
نہ تھی۔ اپنے آپ کو آنے والے وقت کے لئے تہیج کر رہی تھیں۔ مولانا محمد علی  
جوینی و ملی پرو کا مطالعہ ہماری طرح متشدد تھے کہ ان کا اندازہ صرف علی بن ابی طالب  
قوم کے نام پر ہی کر سکتے تھے۔ ان حالات میں قائد اعظم و قس کو بڑے  
اسلامیابان ہند کے سماج کو منظر عام پر آئے۔ ۱۹۳۲ء کی پہلی سہ ماہی میں انہوں  
نے لاہور بورسے امتیاز کے بارے میں متفقہ فیہ کر کے والوں کے ایک اجتماع  
سے خطاب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں آپ لوگوں کی مدد کے لئے آیا  
ہوں آپ میری مدد کریں تاکہ خدا آپ کی مدد کرے۔ آپ کوئی اور بددلی  
کی فضا میں نہ آواز آئی کہ یہی جھگڑا تھی۔ دیکھتے دیکھتے ناٹک اعظم ملازم  
کی تباہی کے آفتاب کا عتاب کے ساتھ جھوٹی موٹی قبا، توں کے چراغ مار  
پڑا۔ جناب کے ٹریفک، اتحاد اعظم کے پڑھنے ہوئے اثر رسوخ کے تحت

ہوئے۔ اور راجی۔ جس سے اعلیٰ نے ہندو غیر غفلت میں خبر تمام دہائی  
کھل کھلا کانگریس کی گوری چلے گئے۔ دہائی مولویوں نے ۱۹۴۷ء اور  
سرور شیل وغیرہم ہندو لیٹروں کے ساتھ اظہارِ وفاداری اور کانگریس  
کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مسلم لیگ کا قائد اعظم اور تحریک پاکستان کے  
خلافت پرچہ چڑھ کر فرار کھٹا شروع کر دیا اور وقت، اسلام کے خلاف  
ایک ناپاک محاذ قائم کر کے تحریک پاکستان کو چٹکن طریقہ سے نقصان پہنچا  
کی جدوجہد میں مصروف ہو گئے۔

چنانچہ شہنشاہِ اربعین نے دہائی دروازہ لاہور ایک جلسہ میں مجلسِ اعلیٰ  
کے سرگروہ مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری نے تحریک پاکستان اور ان کے  
مسلم لیگ کے متعلق مندرجہ ذیل نکتے انشائی فرمائی۔ یہ لوگ پاکستان بن گئے  
ہیں۔ پاکستان۔ چاہتے ہو کیا بن گئے ہیں؟ پاکستان۔ کیا  
انشائی۔ انہیں پاکی امتحان چاہیئے۔ دیکھ دیجئے آئندہ اس کے  
باقیوں میں اور بھی دیکھنے سے مسلحانوں میں؟

نیز اسی مولوی بخاری نے علی گڑھ کی اور کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے  
پاکستان کے خلاف اپنے دل کا بھاریوں کا لفظ مسلم لیگ کے لیڈر شخصوں کی  
ٹوٹی ہیں۔ جس میں اپنی طاقت بھی پاؤں میں اور جو و سروں کی طاقت بھی  
خواب کر رہے ہیں اور وہ جس مملکت کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں۔ وہ پاکستان  
نہیں بلکہ پاکستان ہے۔ وہ ہندو اظہارِ ملاپ کا بورور ۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء  
اسی عطاء اللہ شاہ بخاری دہائی نے ہندو لیڈروں سے وضع میا کوٹ میں تقریر  
کرتے ہوئے ڈنگے کی چوٹ اعلان کیا؟ اب تک کسی ای نے ایسا چہ نہیں کہا۔  
لہذا دہائی نے دہائی میں کمرے زبانات کی منافی کوئی کرنا گئے ہیں اس قدر وقت دہائی  
مولوی نے پاکستان کے خلاف کو صداقت لگا لیا ہے۔ پاکی امتحان چاہیئے کہ زبانات  
انہوں نے کی بلکہ کہ کو اپنے نیش باطن کا ماکہرہ کیا۔ (ملاقات)

جو پاکستان کی تپا جی بن گئے اور استقلال و خودمختاری کے نظام (مستقلی)  
 لبرٹی و فری مووی بخاری، ہندو لیبروں کا ملک حلال کرنے کی سعی میں بڑا  
 کام کر رہا ہے۔ چند سال میں یہ پاکستان میں سکنا ہے نہ حکومت اللہ کے عاقبت  
 عمل میں لایا جائے گا۔ جسے پاکستان کا شعور و مسلمانوں سے دوستی کا ایک  
 مانتا ہے انہیں کرا کر اسے بلا چند واسطہ پر مہلت ۱۱ دسمبر ۱۹۴۷ء میں  
 ایک مسلمانوں کو قریب پاکستان اور مسلم لیگ سے بدلتے کرنے کی خاطر  
 عطا، اللہ شاہ بخاری و بنیادیں مسلم لیگ پر علی الاعلان ہتھیار طرزی کرتے  
 ہوئے کہتا ہے لا مسلم لیگ طاقت کو انوں اور جنت پسندوں کی طاقت  
 ہے ان کا مقصد ملک میں غیر ملکی اقتدار کو تسلیم نہ کرنا۔ اس کے باوجود ہم سے  
 کہا جاتا ہے کہ ہم مسلم لیگ میں شامی جو بانی مسلم لیگ اور احوال کے مفاسد  
 میں تبدل نظر تھے یہ تو اردو نامہ آفاق لاہور و دارالحدیث ایسا  
 میں کا توحی، احمد اور جیل کے اس پیکے کی بار بار کی تھی، ملاحظہ ہو جو  
 تفرقی غلام اپنے ہموار مشاقت میں لکھتے ہیں: احوال کی شریعت کے میر  
 عطا اللہ بخاری نے امر وہ میں نظر کر کے جوئے کا کہہ "جو تو مسلم لیگ کو  
 دوست دیکھ گئے وہ سو نہیں اور شور مچانے والے ہیں یہ پاکستان کی طرف  
 (۱۹۴۷ء) ان کو مارا دیا ہم والا تپا کی خلاف اسلام مذہم عزالت کی وجہ  
 ملت اسلام میں غم و حسرت اور بیزاری کی لہر دوڑ گئی جتنا بڑا مولانا فاضل  
 خیل اور سائے غم کی زبانی کرتے ہوئے فرمایا ہے  
 باغی گزری ہے یا بندہ شریعت امیر ۱۰ میں اس لائق ہے تو کہ ان کی تپا  
 لہ مولوی بخاری ہیں پاکستان کے خلاف برزہ ملکی میں صرف وہاں تمام پاکستان  
 بدقسمتوں اور بدعنوانوں کے گھروں میں ہے چھوٹے گھروں میں ہے اس پاکستان میں لی۔  
 اور اس پاکستان کے شہریوں میں غم و غصہ کی گھاؤں و مرقعات، مہلہ باغی گزری ہے ہمارے  
 گیس پائپ لے لے مال لٹکا لگاوا، لٹکا اور کرنا ہی ہو سکے گا فی نشانہ ہی۔ غرض  
 مسکوں جو کہشہ و لٹا ہے (مرثعت)

آج خیر آن کو کہتے ہیں وہ لفظ اپنا ۱۰ سلسلہ میں کا طاعتیاد ہمارے ہے  
 آج خیر آن کی تو ہیں وہی کہتے ہیں  
 واقعیت جنہیں قرآن کے اسرار سے ہیں (پہنستان)  
 نیز مسرا یا ۵  
 انہیں نے انصاف بولی اور ان کی بولی میں ۱۰ ممکنہ ہوئی ہوئے کے اصل سیاسی تپا  
 قیام کا ساتھ دے جب نے غریب کو ہوا کیوں دیکھے اس کو باقی کیا جات ۱۰  
 رعل معقولہ میں دیتا ہے کیوں بڑھووی  
 عقدہ کیا کہوئے گا ۱۰ واصل سیاسی ۱۰ (پہنستان)

### نہیں خیر یا ۵

ایک بری رو کی شریعت نہیں ہے ۱۰ طرانت نکال دے لغوی لا دولا  
 نہیں دین کا پتلا جوں وہ دیکھا کی جہ نکوت  
 اس شوخ کے فرسہ میں اور گرم مسالا (پہنستان)  
 مولوی ابوالکلام آزاد و جہند و لیلہ دیکھے کا جہ میں کھنڈی چلے پڑے  
 کی ہتھیاری میں مصروف تھے اور مولوی نہرو کی کے باہر خیر لیسہ پاکستان اور  
 کا لہجہ میں مسلم لیگ کے خلاف سرگرم عمل تھے ان متعلق سرگرمیوں کی نظم و نوا  
 نوادہ وقت لاہور میں مولود ۳۱ جولائی ۱۹۴۷ء کی شائع ہوئی ۵  
 گونے کی جس کی اشاعت ہے پورے  
 علم و فکرو آزمو و جستجو  
 بندگی غیر لا گروں میں ملوثی  
 سے اسیر ملکیت عصر جدید  
 ہے یہ ہتھیاروں کے ملت سرگرم  
 اس کیسے کی ہوا تہجد کر نہیں  
 ہر جہان سے مال و دولت بھیجے  
 کیا ہی وہ غلبہ اسلام ہے  
 مستعار و دھن افسون عذر  
 کم سواد و کم نگار و کور قوتی  
 حق سے تو میدی برہمن ہے اسیر  
 سوناتی ہے حرا ۱۰ فوق جنوں  
 آئینہ محروم نظر دل ہے بقیہ  
 یہ خیارت یہ سہادت بھیجے

کفر کے طوقاں میں دیوا جسم دم  
آؤ نہ خاموش قلادہ جسم دم  
آؤ نہ گھبراہٹ میں ترانہ غروب  
ویدہ ام روح الامیں راہ غروب

### متحدہ قومیت کا پیر غریب نعرہ اور وہابی مولوی

ہندو کا گھریس اور رشتہ بڑا قریبی ساتھ ساتھ سازگار کر کے ہندوستان کی  
ناممکن جماعت کی حیثیت سے ٹھکانا دے گا۔ ہندو قوم کے ہر طبقہ کو حاصل کرنا اور  
مسلمانوں کو اپنا غلام بنانا بیجا چاہتی تھی۔ اس لئے کانگریس نے متحدہ قومیت  
کا پیر غریب نعرہ ادا کر رکھا تھا۔ ان کے اس غریب کا پروردہ چاک کونہ چوٹ  
پانی پاکستان! اس لئے ملت کا خدا افضل ہے یہ کہا جانے لگا۔ اعلان فرما یا کہ مسلمان  
محیثیت مسلمان ہونے کے ایک جہاد کا۔ مستقبلِ عظیم قوم ہیں اور مسلم قوم کی  
وامداد نام نہ نہ جماعت مسلم ایک ہے۔ ہندوؤں کا گھریس ہندوؤں کی خاندان  
چھوڑ کر مسلمانوں کی جی۔ ہندو مسلمان ہندوؤں کی خلائی ہرگز قبول نہیں کریں گے  
بلکہ وہ قومی نظریہ کے تحت اپنے لئے ایک آزاد و خود مختار پاکستان حاصل  
کر کے رہیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں مسلم لیگ کا قوم کو دو یا چھوٹا نعرہ دے کے  
پاکستان۔ جی کے رہے گا پاکستان اور پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ محمد  
رسول اللہ۔ مسلم قوم کے ہر طبقے جو ان اور جوڑے کے ولی کی مدد کریں  
گیا۔ ملک کا گھر گھر اس نعرہ سے گونج رہا تھا۔ گھراس کے برعکس وہابی  
مولویوں نے اس وقت اس نعرے کا کانگریسی راگ اپنا رہے تھے اور کہہ رہے تھے  
نعرہ اور سرور اعلیٰ دیر ہم ہندوؤں کا قانون کی حیثیت میں یہ ٹوٹنا اور چھٹ  
رہے تھے کہ ہندوستان کے تمام باشندے ہندو مسلمان سب کا بیسائی  
اور پارسائی اور ایک قوم ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان ہندوستان کی قوم  
ہیں نہ کہ مسلم قوم

وہابی مولوی حسین احمد مدنی کے گھریس پر علامہ اقبال کا بحرِ نور  
طلعت ہے۔ دیوبندی مولوی حسین احمد نام نہا مدنی انے ایک رسالہ لکھا۔  
جس کا نام متحدہ قومیت اور اسلام رکھا۔ اس میں یہ ثابت کرنے کی ناکام  
کوشش کی گئی۔ کہ فی زمانہ قومیں اور ان سے نفرت ہیں اور اپنے اس منہ  
خیر اسلامی نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے آیات قرآن و روایات حدیث کے  
مطالعہ و تفسیر میں قرابت تک سے دور رجحان نہیں کیا۔ اس لئے مسلمانان ہند  
کو یہ یاد کرانے کی ضرورت کو شش کی لا کا غریب یا اعلیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم  
کے اسودہ پہل رہی ہے اور مسلمانوں کو کاموں و طبعی جو کر اپنے آپ کو اس  
متحدہ قومیت کے حوالے کر دینا چاہئے جس کا انہیں پناہ کا پتا ہوتا ہے۔ دلائل  
جو کتاب غریب آراؤں ہی ہندوؤں کے مسلمان آراؤں کو دے دیتا ہے۔

اس وہابی مولوی کی اس ناپاک جمہوریت کو منظر اسلام علامہ اقبال  
علیہ الرحمۃ کی مدد پر دلائل کو ٹکٹے تھے۔ انہوں نے جبراً اس کے گھر پر  
چھت رسیدگی کر دی تھی ورنہ ایک ناک و کار رہے گی۔ فرما یا ہے

بحرِ منور نہ داند نہ دوزخ و نہ دیوبند  
سرور و سرمنبر کو تخت از دلیست  
ہر جہان غیر از مقامِ حقیر عرفیست  
پہ چھٹے برسان غرضش دگر ہیں پہلو

دیوبندی مولوی حسین احمد پیرا بھوشن  
پیشوا حسین احمد

مدنی صدودا معلوم دیوبند۔ کانگریس کا دھواں رنگ گھرا رہا ہندوؤں  
کا آلہ کار غریب پاکستان کا صوتِ مخالفت اور مسلم لیگ کا گھر دشمن تھا  
اسی کی سرپرستی میں دیوبندی دشمنان پاکستان کا گھر بنا رہا تھا۔ اس  
کی پاکستان دشمنی کا یہ عالم تھا۔ کہ جب کانگریس نے جبراً ہندو تقسیم ہند

آذربائیجان پاکستان کی قرارداد کو تسلیم کر لیا تو وہاں ہونے والی پیشوا  
 نے اس پر اپنی رضا مندی ظاہر نہ کی اور یہاں تک کہ وہ بالکل انگریزوں کی  
 قلوب کا عالم و حال بتاتا تھا۔ تو آج ہندوستان میں کوئی مسلمان بھی نہ ہوتا  
 سب کے قلوب کو جمعیتہ اسلام کے ہندو وزیران کی طرف پھیر دیتا تھا  
 اور نہ اسے ایسی ہی دہلی شہر اسلام نامہ، دیوبند، دیوبند، دیوبند، دیوبند  
 نے خلافت اسلام اور پاکستان دشمنی میں اس قدر بڑھ چڑھ کر کوشش کی کہ تقسیم  
 ملک کے بعد ہندو کو بھارت کے یوم آزادی کی تقریب میں اس کی جگہ  
 دوستی اور انگریزوں سے منائی و وفاداری کے مسئلہ میں حکومت بھارت  
 نے اسے چھاپا جو شہر کا خطاب عطا کیا۔ اس مولوی کے ہندو سرکار  
 لیڈر ملنے لال اور دیگر ہندو انگریزوں کے ساتھ ایسے گھر سے  
 تعلقات تھے۔ اس صورت حال کے پیش نظر کسی نے کیا خوب شعر کہا ہے  
 مولوی مدنی سے کوئی پھر چھے تمدن سے جو کو نسبت ہے یا دین سے  
 نیز مولانا غفر علی خان نے فرمایا ہے

حسین احمد سے کتنی ہی جوت ہے مائیکے  
 کھنڈا ہی کیا ہو گئے مسلم کے موئی ہار

دیوبندی مولویوں کی زبردستی کی ایک مثال  
 اس واقعہ سے اندازہ کر لیتا کہ مشعل نہیں کر سکتا جو نہیں مسلم لیگ انتخاب  
 ہار گئی اور اسی دوران انگریزوں کی طرف سے مولوی حسین احمد مدنی کے  
 نام سے سافٹ سو روپیہ ماضی، ڈرو ایک مسلم لیگ لارکے نے پکڑ لیا اور  
 اور یہ واقعہ ہفت مشہور ہو گیا۔ اس پر مولانا غفر علی خان مرحوم نے  
 حسین احمد کو کو خطاب کر کے فرمایا۔  
 تدارکی وطن کا جملہ سات موئے غلط ایسا ہی بیچتا ہے تو سننا نہ کیجئے

بہرہا ہی بیٹ ہے تو پھر پتہ نہیں بھی  
 شہادت کی سے دیکھ گریں کے جواب  
 (روزنامہ روانہ وقت لاہور ہر روز)

مولوی حسین احمد دیوبندی اور ابوالکلام آزاد کی بنیاد  
 کے متعلق روزنامہ روانہ وقت لاہور مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۵۵ میں شائع شدہ

مندرجہ ذیل تقریر قابلِ دید ہے  
 مولوی حسین احمد بنی سید احمد علی شاہ صاحب  
 مسجد نبوی میں ہو کر نکلا اور گھر کو  
 علی گڑھ گیا اور میرا ہی گھر میں ایک  
 دیکھ کر حالت بے اختیار ہو گئی اور  
 قوم کے عزیز و غریبوں کے سامنے آج  
 شخصیت کی قوت بیٹھا گوشت چڑا کر

انفرض و ملی مولوی اپنے مفادات کے پیش نظر ہندو وزیروں کے  
 اشاروں پر رخصت تھے۔ یہ لوگ قتل اسلام کی کوشش میں بدستور کا صبر  
 گھونپ کر مسلمانوں کو سن حیث القوم، حکمران انگریز اور ہندو انگریزوں  
 کے سامنے ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کر دیتا تھا جتنے تھے اور اس مقصد کے  
 پیش نظر انہوں نے اسلام کے نظریات و عقیدت کو بدل ڈالنے سے بھی دریغ نہ  
 کیا اور اگر ان وحدت کی تعلیمات کو ہندو آئین کی بنیاد پر برقرار کر دیتے  
 یہ لوگ وفاداری کا ٹکڑے کے معاملہ میں اس قدر رش و فساد مچاتے تھے کہ  
 جب ان میں سے مولوی اشرف علی تھانوی اور مولوی فتیر احمد مدنی جیسے  
 اکابر دیوبند نے انفرادی طور پر مسلم لیگ اور قریب پاکستان کی حمایت  
 شروع کی تو دیوبندی وہاں ان کے سب سے دشمن بن گئے۔ مولوی فتیر احمد صاحب



شما فی کا بیان ہے کہ وہ دارالعلوم دیوبند کے طلبہ نے جو لکھنؤ آگاہیاں، فہمیں لکھنا اور کارگوں ہمارے متعلق چسپاں کئے، جن میں ہم کو بوجہی تک کہا گیا۔ اور ہمارا جتا زہ لکھا لکھا۔ دارالعلوم کے طلبہ میرے تعلق تک کے طعت اٹھانے کے درود و فحش اور گندہ مضامین میرے دروازہ میں پھینکے گئے مگر ہماری ماہی بنوں کی نظر پر جانے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھپک جاتیں۔ (دیکھنا لکھنا) نیز دیوبندی و دیوبندوں کی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو قاتل کی شکل دینے کے مندرجہ ذیل خط کاغذ مولوی اشرف علی تھانوی کی بات بہت نفوس شکنک اور ہمارے لئے زہم کی ہے کہ اگر مگر میں کی تمام کوششوں کے باوجود مسلم لیگ کا عقد تک میں پھینکا جاتا ہے اور آپ کے باقی طلبہ کے دیوبند کے خلاف جہاں کہ مسلم لیگ کے موافق لکھنؤ کے دیا ہے۔ اب ہماری بار فی مسلم لیگ کے مولویوں اور دیوبندوں کی لکھنؤ تو مبرا دیکھانے کے لئے تیار ہو کر میراں میں آگئی ہے۔ اس لئے آپ کو بھی یہ تاکید کی فرم دیا جاتا ہے کہ ایک جہینہ کے ساتھ دارالعلوم لیگ کے متعلق اپنا فتویٰ واپس لے کر اور کارگوں کی حمایت کرو و ردیفین اور دیوبندین رکھو کہ مظہر الدین الامان واسے کی طرح تم کو بھی فساد و فحش افشاں میں پھرنے سے منع کر دیا جائے گا۔ یہ سید اور ایمان افکار بھی جانی ہے ایک جہینہ کی دین نیست جانتا ایک جہینہ تمہارے ہمای کی انتظامیہ کے ہمارا آدمی روانہ ہو جائے گا۔ جو پستوں یا پھر سے تم کو ختم کر دے گا۔ یہ جیسی شخص و حکم میں ہے کارگوں زندہ ہو گا و مفتول آزاد روز نامہ مشرق ۵ جولاء ۱۹۷۷ء

دیوبندی مولوی شمس احمد صاحب ثانی کے بیان کے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نام دیوبندوں کے خطبہ ان کی ذہنی ہیبت اور دھڑک کر دانا اور ذہن کا فکھہ مشکل نہیں کہ وہ لوگ نہروائی اور مسلم دشمنی میں کس حد تک جہنم کے تھے۔

وہابی مولویوں کو مولانا ظفر علی خان مرحوم کا تشوہ

[illegible]

آذربائجان کی حالت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا ہے۔

مجلس وقت کے لیے جی بے حد عرض کرتا ہوں  
 کہ جس پر بجا دعویٰ ہے کہ یہ قوم پرستی کے  
 فلسفہ کی نگاہ سے ایک نیا دور ہے جس کا نام  
 یعنی انسانی جی بے حد عرض کرتا ہوں  
 جسٹس جی بے حد عرض کرتا ہوں  
 یہ ایک نیا دور ہے جس کا نام

مجلس احرار کے صدر مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی کی اسلام  
 دہلی کے متعلق مولانا ظفر علی خان مرحوم کا ارشاد: میرٹھ میں  
 لدھیانوی حبیب الرحمن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے۔  
 داشت پینٹے جاتے تھے اور کتے میں آکر ہم نہ جاتے جاتے تھے اور فوٹو  
 جاتے تھے کہ دس ہزار دینار اور شوکت اور ظفر جی بڑا لڑکھو کی جوتی کی کوئی  
 بڑا قربان کئے جاسکتے ہیں۔ اس پر میں نے یاروں کی فرمائش میں لڑی کہ  
 کیا کہوں آج اسے میں کیا احمد  
 کوئی کچا ہے آدھ کوئی نقشہ (جھٹانہ) ہے  
 شینہ فریاد:-

۱۰۰ قاری اعظم محمد علی جناح، مولانا شہزاد علی اور مولانا ظفر علی خان۔ (مختصر تصدیق)



جماعت نے ہر فرد پر حاوی کر کے اس کو تشکیک کی ان کے مضامین و مباحث کو نہیں  
 سمجھ سکتے تھے۔ یہی سبب تھے کہ مسلم لیگ نیشنل کا رولنے انہیں پرکھ لیا ان  
 حملوں کے علیحدہ عالمی مشرق کی امانیت تمام کو جو حق پرانی شراذہ پر سوسائٹ سمجھ کر  
 بدلتے تھے اور اس کا ان پر سہارا نہ کر سکتے تھے۔ یہی سبب تھے کہ وہ ان کی رائے پر

بانی جماعت اسلامی ابو الاعلیٰ مودودی اور انکی جماعت کے حالات  
 صاحب مرقوم نے غنائے لحاظ سے دہائی اور گروہ کے لحاظ سے بتایا ہے  
 دیگر وہیں ہر جماعت اور فرقہ کے چڑھ کر لکھی ہیں۔ لکن کسی حد سے نہ متغیر ہیں  
 کوئی نیا چھوٹا۔ کبھی کبھی کبھی کبھی اور علما و دانشورین علیہم السلام نے کہا ہے کہ  
 "مفتی صاحب نے غنائے موعود اور شاہی پوری و جہانگیر کے بظاہر ہر دور سے دہائی صاحبان  
 بھی ان سے پیروی کی اور انہیں کرتے ہیں۔" تاہم وہ گروہوں کے یہی طرح ہیں۔ انہیں  
 عبداللہ صاحب، محمدی، امجدی، احمدی، بریلوی اور سہیل و پوری کے متعلق  
 متفقہ اور کلامی ہیں۔ جماعت اسلامی کی تاریخ پر پوری میں شمس الدین کی کتاب  
 التوحید اور سہیل و پوری کی کتاب تقویۃ الایمان موجود رہتی ہے تاکہ  
 جماعت کے راہگیرین و متبعین کی تربیت انھوں نے دہائی پر کی جائے۔ میر  
 احمدی، بریلوی اور سہیل و پوری کے متعلق ان کی عقیدت کا نشانہ ہے کہ  
 بیان سے کیا گیا ہے۔ شمس الدین صاحب، بریلوی اور شاہ صاحب شہید  
 دونوں تو محمدی و احمدی تھے۔ انہیں اور اس وقت محمدیوں میں متغیر  
 بالذات محمدی نہیں سمجھا جاتا بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب کی تحریک کا انھیں سمجھنا پڑتا ہے۔  
 (سورج کوثر ص ۳۳)

ہی اکتفا نہیں فرماتے بلکہ سلف صالحین، مفسرین، فقیہین، علماء کے امت  
 حتیٰ کہ ائمہ مجتہدین پر بھی، انہیں اختیار نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ،  
 اور امام احمد بن حنبلؒ، علیہم السلام (ان میں سے کسی ایک پر بھی انہیں کلمہ  
 اختیار نہیں ہے۔ بلکہ مولودوں صاحب، ازلم خود بخود علوم کے اس قدر راہ  
 اور امور دین میں اتنے بلند مقام پر ہیں کہ وہ ان تمام بزرگان دین  
 علم و فہم کو اپنے حکم و فہم کی کسوٹی پر پرکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ ان کی عقل  
 کی چھان بین فرماتے اور ان کے علمی و دینی کارناموں پر یہ لگا لگا تحقیقی و  
 تنقیدی نگاہ ڈالنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور یہ مقول خود ہم کو  
 جوئے کے باوجود علوم دین پر بادشاہ، لشکر خانگوار رکھتے ہیں کہ وہ سلف  
 صالحین کی غلطیاں کیڑ لپیٹے ہیں۔ فرماتے ہیں: ہمیں نہ مسلک اہل حدیث  
 کو اس کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھنا ہوتا اور نہ حنفیت یا شافعی  
 کا یا بند ہونا۔ آگے ارشاد ہوتا ہے: یہ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ بزرگان سلف  
 کے غیاثت اور کاموں پر یہ جانک تحقیقی اور تنقیدی نگاہ ڈالنا ہوں جو  
 یکساں بنی حقیقی یا ناجائز ہوں آئے حقیقتاً ہوں۔ اور جس چیز کو کتاب و سنت  
 کے لحاظ سے یا حکمت عقلی کے اعتبار سے درست نہیں یا اس کو صاف صاف  
 تا درست کہہ دینا ہوں۔ (در سائل و مسائل ج ۱ ص ۱۰۷)

مولودوں صاحب کی عقلی قابلیت فوراً ہے۔ اس نیم ملا و نیم  
 کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سوا کسی اور آئینہ محمدی علی صاحبہا افضل  
 و السلام میں آج تک کوئی بھی قرآن و حدیث کو سمجھنے والا پیدا نہیں ہوا  
 مفسرین قرآن و محدثین و شارحین حدیث، علماء و فقہاء اور ائمہ مجتہد  
 قرآن و سنت کے خلاف بھی نہیں کہتے اور غور سے دیکھ رہے ہیں۔ اور  
 یہ جو وہ سو سال تک امت مسلمہ کو مہرے مارے علماء، فضلاء و ولیدانہ  
 اور مسلمان بزرگان سلف کی اتباع کو یہ عقیدہ اختیار کر کے رہے ہیں

موراد دینا کہ وہاں میں بیٹھتے رہے ہیں۔ مولودوں صاحب نے ایک ہی وہ اصل مرتبہ  
 ہے جس میں قرآن پڑھنے کے باعث اور ان لوگوں میں ابن عبداللہؒ کی تعلیم  
 مسلمانوں کو مشرب و کافر علیہما تھا اور یہ وہ مہلک مرض ہے جس میں مولودوں  
 صاحب مبتلا ہیں۔ مگر چونکہ ابن عبداللہؒ کی تعلیم محض ایک جگہ اور ایک  
 گروہ تھا اس لئے اس نے سیدہ سے اسے الفاظ میں مسلمانوں کو کفر یا انشاء دینا  
 وہ تھا اور اس کے مقابلہ میں چونکہ مولودوں صاحب ترقی یافتہ دور کی پیداوار  
 اور وسیع دماغی ہیں اس لئے یہ صاحب بطریقہ محمدی ہی کے مطلب کو حق پرکھ کر  
 بھروسہ اور عقلی کھجوروں میں پیٹ کر برا عرفہ نامہ ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا  
 ہے: ایک قوم کے تمام افراد کو محض اس وجہ سے کہ وہ نسبتاً مسلمان ہیں عقلی  
 معنی میں مسلمان فرض کر لینا اور یہ امید رکھنا کہ ان کے اجتماع سے جو کچھ  
 ہونگا اسلامی اصول ہی پر ہوگا۔ یہی اور غیبا دی عقلی ہے۔ یہ انہوں نے غم  
 کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹ فی ہزار افراد  
 اسلام کا علم رکھتے ہیں اور باطل کی تیرہ سو اسی تھیں۔ ان کا اخلاقی اعتقاد  
 نظر اور بنی روح اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ اس کے بیٹے اور بیٹے  
 ہوتے کو بس مسلمان کا نام شاپلا کر دے۔ اس لئے مسلمان ہیں۔ داناؤں  
 حق کو حق جان کر قبول کیا ہے۔ باطل کو باطل جان کر اسے ترک کیا ہے۔

مولودوں صاحب کی اس اعلائی سے صاف واضح ہے کہ ان کے نزدیک اپنی  
 عقائد میں اجماع اسلامی کے کلمے جتنے خدا کی عقلی ہی عقلی مسلمان ہیں۔ اور ان کی  
 سارے مسلمان عقیدہ مسلمان ہیں۔ بہن سہیلی حال ابن عبداللہؒ کی جگہ  
 کا تھا۔ وہ بھی اپنے گروہ میں شامل افراد کے سوا تمام مسلمانوں کو قرآن اسلام  
 خارج قرار دیتا تھا۔ اور جب یہ مشورت سال ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ  
 مولودوں صاحب اور اس کی پارٹی کے مسلمانین بنو حنیفی اور سنی مسلمانوں

ہیں۔ تو اگر غلطی ہو تو انہوں کے ساتھ چلے جاتے ہیں۔ دینی معاملات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو خطیبوں اور واعظوں کی اکثریت انہیں گمراہ کرتی ہے۔ روحانی تربیت کے طالب ہوتے ہیں۔ تو بیرونی کی غالب اکثریت ان کے لئے راہ گداز کی راہ بننا ہی ہوتی ہے۔ (خلافت اسلامی کا مقصد) ان کے لئے گمراہی کے امیر بننے کا فتنہ بننا ہے۔ وہ بیکن ہیں تو پاکستان سے لے کر ہندوستان تک ہر طرف بھٹکوں، اشتہاروں اور مضامین کی ایک فصل لگ رہی ہے جس میں بیسٹ، سوشلسٹ، فرگنٹ ڈو ملڈ ہیں، منکرین حدیث، اہل حدیث، دہلوی و دہلوی ہند کی سب ہیں اپنے شکوکہ چھوڑ رہے ہیں اور گتے دیئے گئے شکوکہ چھوڑ رہے ہیں۔ ... ہم کہتے ہیں پرنسپل کی فصل ہے کہ اس کے لئے (وفاقی و وفاقی) ایسے لوگوں صاحب امیر القاضیوں کی کشتہ کلائی و تہذیب کا ایک اور نمود غلاحظہ ہو۔

افلاس، جہالت اور فطامی نے بارے افراد کو بنائے اور ہندو افسانہ بنایا ہے۔ وہ روٹی اور آتش کے تقویٰ ہے جو ہے، ان کا عالم ہے ہوگا ہے کہ جہالت نے روٹی کے چند کھیلے اور نام و نمود چند کھیلے ہیں لیکن یہ کشتوں کی طرح اس کی طرف پھٹتے ہیں۔ اور ان کے معاملہ میں اپنے دین و ایمان اپنے ضمیر و اپنے غیبت شرافت، اپنی قوم و ملت کے خلاف کوئی خدمت بجالانے میں ان کو ہاک نہیں پڑتا۔ وہ سیاسی تشکیش کا سزا فرماتے ہیں جو عرض آپ اس نام نہاد مسلم سماج کا جائز نہیں ہے کہ اس میں آپ کو بھانٹ لیا گیا کہ اسلام کا نظریہ ہے کہ اسلام کی انی تیسویں ملیں گی کہ آپ شمار کر سکیں گے۔ یہ ایک چڑیا مگر ہے جس میں جیل بکوسے گا۔ یہ چڑیا اور ہزاروں قسم کے جانوروں ہیں۔

سیاسی تشکیش کا نام نہاد مسلم سماج کے امیر کی تہذیب و شرافت کے تقصیر و غلطیوں نے مانتی خدمت کیے گئے ہیں۔ تا کہ ناظرین ان کے متعلق کسی غلط فہمی میں نہ رہ جائیں۔

مالی اداروں اور چندے کی جیسے کیوں مانگا کرتے ہیں۔ زکوٰۃ، خیرات، صدقہ و فطروہ قربانی کی کھالیں وصول کرنے کے لئے ہر آدمی اشتہارات شائع کر کے انہیں کھالوں پر فطروہ صدقہ کیوں لگاتے ہیں۔ قدم قدم پر ان نام نہاد مسلمانوں سے تعاون کی باتیں کرتے وقت ان کی رگب صاحبیت کس لئے ہے جس ہو جاتی ہے اگر غور سے دیکھیں تو مصافحہ لفظ کیا ہے کہ خود دی صاحب اور ان کی جماعت صاحبین کا آزادی تا آخر گزارہ ہی عام مسلمانوں سے وصول شدہ سوا بہرہ ہے۔ اور انہی مسلمانوں کے نام سے ان کی جماعت اب تک زندہ ہے۔ یعنی کہ انہی کی کوفوں پر پانی نہ کرے کہ وہ صاحبین کرمی اقتدار پر غور نہ کر لیں۔ انہی کی جیسے جیسے حقیقت ہے۔ ہے تو پھر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ گمراہ صاحبین اپنے نفس مسلمانوں کے خلاف وریدہ دینی کا مظاہرہ کرے۔ ذرا دیکھئے تو کسی کہیں صاحبین کو انہی عام مسلمانوں کے متعلق کس قدر بربر ہے اور مسلمانوں کو واجب الاحرام راجعہ ان کی اور پڑاؤں کے بارے میں ان کے تقویٰ کس قدر نقص و نقصان سے کھڑے ہیں چند نمونے غلاحظہ فرمائیے۔ امیر القاضیوں کو خودی صاحب قربانے ہیں۔ اہل مادیہ، منشی، دیوبندی، بریلوی، قادیانی سب امتیں جہالت کی پیداد ہیں اور انہیں مسلمانانہ نیز بڑے حق کے ساتھ اعلان فرماتے ہیں: اب تک میرے کوئی چیز ایسی نہیں لکھی جس پر کسی دھرمی گمراہ کو ہر شے ملے ہو۔ درحالیہ مسلمانانہ اور دیکھئے کہ ان پر جو عوام ہوں یا دستار بند علماء و فرقہ فاش شائع یا جانوں اور بیرونوں کی تعلیم یافتہ حضرات ان سب کے خیالات اور طور طریقے ایک دوسرے سے بدتر ہیں مختلف ہیں۔ مگر اسلام کی حقیقت اور اس کی روح سے ناواقف ہونے میں سب یکساں ہیں اور تعجب کا مقام ہے کہ یہ تمام مسلم و غیر مسلم و دی صاحب کہتے ہیں: یہ غریب تعلیم کے لئے پیدا ہوئے ہیں جہالت ہے۔ تو ان پر یہ وہ شکر خاص اور تار مار ہے کہ یہ مسلم و غیر مسلم حضرات سے ان کو بلا کر تاجہ تعلیم مدرس کی طرف متوجہ ہے

اندکے ہاتھ لگنے و بدل ترسیدم کہ اگر آذرہ خاطر نہ ہوئی مرنے سے ایسا ہوا  
 سو دودی صاحب کی خبریوں سے ثابت ہوا کہ اسی عبدالوہاب نے بخاری  
 اور مؤدودی صاحب ایک جہاد و انقلاب ہیں ان کے نظریات اور مقصد میں  
 بکھرق نہیں۔ صحیح بخاری کی طرح مؤدودی صاحب بھی غور و خیر کے شخص کی مثال  
 میں معروف ہیں۔ ان کے دونوں میں بکھرق ہے۔ تو صرف یہ کہ صحیح بخاری کو امیر  
 ابن سعود کے تعاون سے کسی قدر کامیابی حاصل ہو گئی تھی۔ مگر معاہدہ مؤدودی  
 صاحب کو تا حال ایسا کوئی شہرہ نامی حاصل نہیں ہو سکا اور پڑاؤں پر  
 بیٹے کے ہاں جو اپنے اصل مقصد میں کام رہے ہیں۔ اور اپنی تشاؤں اور سرگرمیوں  
 کو زمین میں دھتے دم گت ہو رہے ہیں۔ نیز وہ مسلمانوں پر دوسری جہاد کے بارے  
 میں کہ ان قدر ناشناسوں نے جس قدر کثرت سے ہوجا کر اُن کے سر  
 پر کیوں نہیں رکھ دیا اور ان کے امیرانہ زمینیں بننے کے خواب کو شرمندہ تعبیر  
 کیوں نہیں کر دیا۔

اگر مؤدودی صاحب کا کوئی حامی یہ کہے کہ انت مسلمہ کی حالت واقعی  
 بگڑ چکی ہے اور مؤدودی صاحب مصلح قوم کی حیثیت سے ای کی غائبیوں کی  
 نشانہ دہی فرما رہے ہیں تو عرض ہے کہ وہ کوئی خاص یا بخاری ہو سکتی ہے جو  
 خود ان میں اور ان کی جماعت میں رہا جاتی ہو۔ اگر کوئی شخص ان کی غائبیوں  
 اور غائبیوں اور دینے اصولیوں سے باخبر ہو جائے تو ان کی قول اور عمل  
 کو فور سے دیکھ یا پھر ان حضرات سے کچھ کہہ جو ان کی خدمت دینے کے دلکش  
 نعروں سے متاثر ہو کر مصداق سے ای کی جماعت میں شامل ہو گئے تھے اور  
 جماعت کی بدولت خدمات سرانجام دیتے تھے جو جماعت کے اعلیٰ ترین مناصب  
 پر فائز ہیں جو پہلے تھے مگر ان کے حالات اور کوئی حادثہ واقع ہو جانے کے  
 بعد ان کو اور بدول ہو کر ایک بعد دوسرے جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ چنانچہ  
 سب سے پہلے مؤدودی منظور احمد عثمانی زید علیہ السلام کے تھے جو جماعت

کے سرگرم رکن تھے ان کی وصائدیوں سے قطعاً جو مستغنی ہو گئے اور ان کے  
 زراعت میں کڑوں افراد وقت و وقت سے ملنے لگے جن کی کمر امیر جماعت کو بڑا  
 سعید ملک ہے جماعت سے بیزاری کا اعلان کر دیا۔ اسی جی کسکس حسن  
 اسلامی نے گری کر دی اور مؤدودی سے تائب ہو گئے اور یہی نہیں۔ بلکہ  
 اخبارات میں اعلان کر دیا کہ اس جماعت کو کھانا عت۔ اسلامی کھانا بھی غلط ہے  
 ان کے علاوہ مولوی عبدالرحیم صاحب اشرفیڈیٹر رسالہ العربیہ و امیر مقلد  
 لائل پور نے جماعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ نیز عبدالکلی حسن ندوی،  
 جعفر شاہ ندوی، لکھنؤ انجمن جماعت، مولوی عبدالنقاد حسن سابق  
 امیر جماعت اسلامی پاکستان، عبدالجبار رفائی سابق امیر جماعت اسلامی  
 پاکستان، شیخ سلطان احمد سابق امیر جماعت اسلامی پاکستان، سردار محمد علی  
 خان بخاری رکن مرکزی شمولی۔ مولوی عبداللطیف جماعت سابق امیر جماعت اسلامی  
 لاہور رشید علی خان ایم بی۔ اسے اور شاد احمد حقانی امیر علیہ السلام محمد عامر  
 الہی و سابق ناظم دادا اور اب و صاحب کو ترمیزی صاحب سابق امیر  
 جماعت اسلامی مقلد لاہور۔ یہ وہ حضرات ہیں جو جماعت اسلامی کے چوٹی  
 کے لیڈر تھے اور بقول مولانا کوثر نیازی ڈی۔ وہ بڑا ہٹا ہیں۔ جو مؤدودی متا  
 کے بعد جماعت کا اصل سربراہ اور راڈر کچھ جاتے تھے کاش کہ مؤدودی متا  
 شاد سے متعلق وہ کو یہ سوچنے کی توفیق نصیب ہوئی کہ کہا ان سب خاندان  
 کے داغ خواب ہو گئے تھے یا کیا یہ سب ایک گٹھے تھے یا کیا یہ سب بددعا  
 تھے یا کیا یہ سب دین سے ناواقف تھے یا اگر ان سب میں وفات مشکوک  
 تھی ان سب کا علم نا قابل اعتماد تھا۔ چنانچہ اپنے وقت میں جماعت کے تینوں  
 تھے تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ خواہم جماعت کے قیام و تخراب و دار و کار کو  
 کے علم و دیانت پر کسی کیوں بھروسہ کر سکیں کہ کتاب میں نے جماعت اسلامی  
 اس چھوٹی مسئلہ آ ذکر فرمایا۔

## مولانا امین حسن صاحب کی مولانا کوثر تیزی کی بیان کی تصدیق

مولانا کوثر تیزی نے جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے وقت اخبارات میں مودودی صاحب کی اپنی خط و کتابت اور بیان سنا کر کیا تھا۔ اس پر پُرکھیا گیا تھا کہ میں نے اس میں اصل کی اپنی طرف سے پیش نظر تحریر کیا۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ کوثر صاحب کی مولانا میں سے ہیں۔ جنہوں نے کوثر کے صنف سال پر طرح کے نرم گرم حالات میں جماعت کے ساتھ گزارا ہے۔ ان کا ہفتہ وار اخبار اشاعت ہوا جماعت کا نہایت سکرگرم حامی رہا ہے اور اس کا ایک حصہ سے خود ان کا شمار بھی جماعت کے صفت اول کے لیڈروں میں ہوتا رہا ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ان فریقہ نشینان ان تحریروں میں جماعت اسلامی کے داخل کا ایک عکس دیکھ سکیں گے اور اس سے سنا رہے ان خیالات کی تصدیق ہوگی جو ہم نے اس جماعت سے متعلق پیش کی تھیں۔ چند شماروں میں غلط کر سکتے ہیں ان میں نے جماعت اسلامی کیوں چھوڑی تھی؟

مودودی صاحب جو نام مسلمانوں، ان کے سیاسی اور مذہبی راہنماؤں کو بہانہ کی پیداوار اسلام کی حقیقت اور اس کی ترویج کے بغیر نام نہاد مسلمان اور شیطان کی فصل قرار دیتے ہیں۔ ملامت کو غلطی سودا گراؤ دشمنی کو راہ خدا کے باہر کی گتے نہیں رہا ہے خود ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ

گرونی بنگلہ میں اگر بیان تو نہیں سنیں مری میری

مندرجہ بالا اقتباسات میں انہوں نے مودودی صاحب کی شہسہ طاری اور ان کی ہندوب و سرافک کے چند نمونہ دیکھ چکے ہیں۔ صاحب ہندوئی قہر کا جس کی لہجہ جانتے ہمارا جماعت اسلامی کے سابق پڑے لیڈر مولانا کوثر تیزی

کے بیانات کی روشنی میں

جماعت اسلامی کے اندرونی حالات کا عکس ہی ملاحظہ فرمائیے

میں کچھ سو صوبہ جماعت اسلامی کے واقعی نظم کی غائبیوں، اس کی نیاہٹیں سیاسی پالیسیوں اور بعض گمراہ کن افکار و نظریات کے بارے میں اس میں اپنے وطنی اور وطنی کا عقلمند جماعت اسلامی پاکستان کے امیر مولانا مودودی صاحب سے رباتی اور تحریری دونوں صورتوں میں کڑا رد ہوا۔ اور یہی سبب تیزی کو شش کی ہے کہ جماعت میں رہتے ہوئے اصلاح احوال کی کوشش کریں مگر انہوں نے مری میری جماعت کو شش میں بے سود لکھا ہے۔ مولانا اور ان کے بھائی نے یہ فیصلہ کر کے پر مجبور ہونا پڑا ہے کہ ہمیں جماعت سے اپنا تعلق منقطع کر دیں۔ جماعت اسلامی کیوں چھوڑی تھی؟ انہوں نے جماعت کی وینا اور جماعت کی حالت اس وقت یہ ہے کہ صنف رقی اخبار کے موقوفہ پرچہ کے دولہا کی مجلس مشاورت نے جو قرارداد اس کی تھی وہ جیل میں مولانا مودودی نے کسی تھی اور اسے لفظ بہ لفظ مجلس مشاورت کا فیصلہ قرار دے کر مجبور رہتے کرتے چڑا گیا تھا۔ جماعت اخبار کی جماعت پر تنقید اور باغی رائے کی کاملاً اہم کرتی ہے مگر خود اس نے اپنے نظام میں اس طرح کی درجہ بندی قائم کر رکھی ہے اور پڑاؤں کا کٹوں میں سے صرف پڑاؤں کو دوڑ کا حق دیتی ہے۔ جماعت پر تنقید وار لیڈر شہسہ طاری اس کا ہر سوال کر کے تنقید وار ہے۔ سب سے کہ اس کی مشیت کا کہ جس عامل کے کہ ارکان جن میں سبب آمرانہ علاقہ شامل ہیں۔ سب سے سبب تنقید وار ہیں۔ اور مولانا مودودی ان میں شمولی میں سے نامزد کرتے ہیں۔ اگر کوئی مری جماعت کی پالیسی تبدیل کرنے کے لیے جماعت کے اندر میں اخبار دے کر دے تو جماعت کی کی گروہ جماعت کا عہد پڑا نہیں وہ سب سے سبب تنقید وار ہیں۔ عالم یہ ہے کہ ایک طرف تو واضح اصولی اور بنیادی اختلافات اور انہوں نے جماعت کی پیروی کے باوجود جماعت متحدہ کا فاضل شامل ہو گئی اور دوسری طرف صرف ایک انگٹ ڈھلنے کی وجہ سے اس نے محاذ میں رہتے ہوئے محاذ کا پارلانی

معاذ اللہ جیسے ہیں جس کی شکایت ہمارے طور پر مولانا کو تحریر فرمائی کر رہے ہیں۔  
 موہودی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں بعض امور وہ ہیں۔

جنہیں ہمیشہ کے لئے حرام قرار دیا گیا ہے اور بعض امور ایسے ہیں جنہیں  
 قرآن وحدیث میں اگرچہ واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے مگر وہ ہمیشہ کے  
 لئے حرام نہیں بلکہ وقتی ضرورت، ذاتی و گروہی مصلحت اور اپنی حکمت عملی  
 کے مطابق حرام کو حلال ٹھہرا دیا جاسکتا ہے یہی وہ اصول ہے جس پر علماء  
 اور وہابیہ عامل ہیں۔ مولانا کو تحریر فرمائی صاحب موہودی کے نام اپنے  
 خط میں لکھتے ہیں: "حرمات میں تبدیلی اور خیر بدی کی یہ تقسیم ہونی چاہیے کہ بعد  
 ہمارے وقت ممکن ہے حدیث کے گواہ کن نظریہ سے بھی زیادہ خطرناک ہو جاتا

ہے۔ منکرین حدیث کا نظریہ یہی تو ہے کہ وہ فقط قرآن میں بیان کردہ حرمات  
 آبادی ماننے ہیں حدیث کی حرمیتیں ان کے نزدیک بیکراہدی ہیں۔ مگر ہم یہ کہہ  
 ان سے بھی دو قدر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ کہ نہیں ساری حرمیتیں قرآن کی ہیں  
 آبادی نہیں۔ حرمیتیں قرآن کی ہیں یا حدیث کی سب کی سب آبادی اور  
 بیکراہدی کے خاتم میں تقسیم ہیں۔ پھر وہ آگے بڑھ کر لکھتے ہیں: "مجھے یوں محسوس  
 ہوتا ہے کہ جیسے یہ دوروارہ کھول کر مجھے تجھ پر دستوں کو دینے کی پامالی کا  
 اذان عام دے دیا ہے" کتاب مذکور ص ۱۱۱

کو تحریر فرمائی صاحب موہودی صاحب کے نام اپنے خط میں یہی خط  
 گوئی سے لکھتے ہیں: "حرم مولانا اس وقت ہمارے حالات یہ ہے کہ دوسرا  
 مسئلہ سیاحی و محو لطفیوں کے علاوہ ہم نے عزت کی مصلحت کے مسئلہ میں  
 بد روش، امتیاز کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی جو سزا ملے گی۔ اس کا مسئلہ  
 تو آگاہ ہے۔ اس کو دنیا میں بھی ۱۲ ندوین و دیوبند ملک ہادی دینی حیثیت  
 ختم ہو چکی ہے اگر ہمیں صدر القریب کی مخالفت کرنی پڑے گی اور پھر سرناظم  
 جناح کا ساتھ دینا ہی تھا تو کیا اس اور جمہوری ضرورتوں کا اہتمام کر سکتا ہوتا

پورے عالمگیری کا اعلان کر دیا۔ جماعت اسلامی کے بھائیوں کا مسئلہ اگر سیاسی  
 میدان تک ہی محدود رہتا تو ممکن تھا کہ اسے مزید بچہ دیر کے لئے برداشت  
 کرنے کی کوشش کی جاتی لیکن بدقسمتی سے نوبت ایسے ماں تک پہنچ گیا ہے۔  
 کہ سیاسی مصلحتوں کے لئے واضح شرعی حرمات کو سراسر غلط اور ناجائز طور پر  
 آبادی اور خیر بدی حرمات میں تقسیم کرنے کی جسارت کی جا رہی ہے اور  
 جماعت کے ہر ایک نظام میں اس کے خلاف آواز اٹھانے کی گنجائش بھی نہیں  
 جمہوری گنتی کا کتاب مذکور ص ۱۱۱

ناظرین غور فرمائیں کہ موہودی صاحب کو یہ اعلان فرماتے ہیں۔ مگر ہم  
 طریقہ یہ ہے کہ مجوزگان سنت کے مہالات، اور کاموں پر یہ لاکھ حقیقی و فیکٹری  
 لکھاؤں والے ہوں اور ہر کچھ ان میں حق پاتا ہوں اسے حق کہنا ہوں اور جس  
 چیز کو کتاب و سنت کے خلاف ہے یا حکمت عملی کے اقتضا سے درست نہیں پاتا  
 اس کو صاف صاف نا درست کہہ دیتا ہوں اس سے ان کی فرض ہے کہ وہ  
 سنت اسلامیہ کے مسئلہ اصولوں سے آزاد ہو کر فتنہ نما رہیں جائیں  
 اور اپنے جائز و ناجائز مقاصد کے تحت قرآنی وحدیث کے مطالبہ اور احکام  
 احکام کو سبب ضرورت و نشاؤد حال کو حرام کو بد اور کرہ کہیں کہ موقوفہ  
 حالات کے پیش نظر قرآن وحدیث کی ہر حکم سے بد الفاظ و غیر قرآن و حدیث  
 میں تحریف کا حق اپنے لئے محفوظ کر لینا چاہتے ہیں۔ اور اسی تحریف و تبدیلی  
 احکام کو وہ اپنی مخصوص اصطلاح میں حکمت عملی سے تعبیر کرتے ہیں اور  
 پھر ان کی یہ جہاد و دیکھتے کہ اپنی اس حکمت عملی کے سامنے بزرگان  
 سنت کی قرآن و سنت کے خلاف حق بات کی بھی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور  
 ان کی حق بات کو بھی صاف صاف نا درست کہہ دیتے ہیں۔ اور پھر اپنے  
 من گھڑت اصولوں کے تحت محض سیاسی مصلحتوں کی خاطر وہ واضح شرعی حرمات  
 کو آبادی اور خیر بدی حرمات میں تقسیم کر کے حرام کو حلال کر لیتے کا دست



قائم رہا اور انہوں نے جماعتی آمیدوار رکھ کر کہنے کے بجائے انکسشن میں حصہ لینے کے لئے ایک عجیب و غریب پہنچائی نظام قائم فرمایا۔ انکسشن کا نتیجہ حسب توقع یا تو اس شخص تھا ایک سے سو یا کوئی بھی صاحب نما عندہ منتخب نہ ہو سکتا تھا۔ انکسشنوں کی تباہی شروع ہوئی تو مورودی صاحب کو اپنی فطرتی کما حقہ تہوا اہل حق کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی فطرتی راسخ ہو جائے تو وہ کھلم کھلا اس کے خلاف اعلان کرتے ہیں۔ اگر آمیز لہذا عین نے یہ وسوسہ اختیار کر کے کہہ دیا ہے کہ نام یہ ایک اور غور و خوض سے نظر کیا جا کر لیا۔ جیسے ان کی زبان میں حکمت علمی کا نظریہ نہ تھکے ہیں۔ مورودی صاحب نے اس کی تشریح یہ فرمائی کہ ایک ہوتا ہے اصول ایک ہوتا ہے عظمت اور حکمت کا تقاضا۔ اسلامی تقریک کے قاعدہ کو یہ سن حاصل ہے کہ وہ اصول اور حکمت علمی کے تضاد کی صورت میں اصول کو پس پشت ڈال دے اور اس کی جگہ اس بات کو قبول کرے۔ جو حکمت اور عظمت کے تحت ضروری ہو۔ اس نئے نظریے کی تائید میں دلیل اور سند کی بھی ضرورت تھی۔ اس قصہ کے لئے آپ نے خود ستر بار رسالہ کتاب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو قلم کیا۔ فرمایا کہ اس طرح کا کام تو اپنی اسلامی تقریک کے قائد و جناب رسول و دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی کیا ہے۔ اصول تو انہوں نے دیا کہ مسادات ہوئی جائے کسی ذات کو بھی برا اور بھی کوئی نہ ہو کہ فیضیت حاصل نہیں مگر جب عظمت کا مشورہ ملے آیا تو آپ نے اس عصمت کے پیش نظر جو بھی تک قریش کے لوگوں میں موجود تھی حکمت اور عظمت کی خاطر یہ فرمایا کہ اولاً تمہیں ان قریش امام بنی غلفاء قریش میں سے ہوں گے۔ اسی طرح یہ چاہئے کہ آمیدواری اسلام میں حرام ہے کی حکمت اور عظمت کے تحت ہم اعتراض کر سکتے ہیں۔ اسلامی تقریک کے خلاف اولاً نہ کیا ہے تو آج کی اسلامی تقریک کا نفاذ ہونے کی جائزیت ہے مجھے بھی اس حق حاصل ہے اس نظریے کے ذریعے سے قرآن

کیا جاسکتا تھا مگر اس کے علاوہ ہم نے غریب اسلام پر جو فساد کی وجہ سے مرنے والے  
 کی آبادی اور غیر آبادی تقسیم کا جو بیگانہ نظر پیش کیا ہے اس کے بعد دینی حلقے تو  
 ایک طرف رہے، دوسرے طرف نامیادین اصرار کی کہ انہیں پیش تک کے بعض نمایاں  
 افراد ہیں، ان وقت اور سیاست کی خاطر دین میں حرم و حریم و تحریک کرنے والا  
 تصور کرتے ہیں، ان کتاب پر مذکور علما اور دوسرے اس کے بعد لکھتے ہیں، مجھے  
 اس سے پیشتر آپ کے نظریہ حکمت عملی کے ان اعتبارات کی پہلوؤں کا اندازہ  
 تھا، جماعت سے علاوہ دے بعض اکابر اس پر گرفت کرتے تھے تو میں اسے غلط  
 اور تعصب پر مبنی سمجھتا تھا۔ مگر صدیقی انقلاب میں پیش ہوئے، والدہ اس  
 نظریہ نے مجھے ہلکا کر رکھا دیا ہے اور میں یہاں تک سوچنے لگا ہوں کہ کیا آپ کا  
 پہلا نظریہ حکمت عملی، یعنی ضرورت کا حامل تو نہ تھا؟ وہ کتاب مذکور ہو کر پڑھ  
 صاحب کے بیان کی روشنی میں

موجود ہیں۔ ان سے یہ بھی کہا گیا کہ حضرت علیؓ پر ایضاً بھی اہمیدوار مخالفت تھی۔  
 گمانِ سارے دلائل کے وجود و موجودی صاحب اپنے غرض سے نظر کیجئے۔

مستندت میں جو تقریریں کی گئی ہیں، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس  
 اقدس کوہ میں طرے دار افکار کیا ہے۔ غیر مسلموں کو ان خصوصیات کی ذات گرامی  
 پر تہمتاؤں سے نوازشے کا جو موقعہ دیا گیا ہے اور ان کے منظر الیقین کی یہ غلط  
 تشریح پیش کر کے دیں ہے اور حقیقت کا جو ثبوت دیا گیا ہے۔ اس پر تو ہم  
 تفصیل سے اپنی زیر طبع کتاب سیاسی مذہبیت میں روشنی ڈالیں، بشرط  
 کار میں احتیاجی اندازہ کر لیں کہ جماعت اسلامی کے امیر المؤمنین ابن خلیلوں  
 کے جو ارکے تھے کس طرح قرآن وحدیث کے ساتھ جھپٹتے تھے یہی نہیں سمجھتے :  
 (کتاب مذکور حاشیہ صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳)

یہی صاحب اس کتاب کے صلا حاشیہ پر مزید لکھتے ہیں لا مؤدودی  
 صاحب کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ اسلام میں عورت کا برسر افتخار کا تو ایک  
 طرف وہ لکھ و لکھ دینے کا بھی حق نہیں۔ اس سلسلہ میں جب انہیں حضرت  
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مثال دی گئی تو انہوں نے آتم المؤمنین پر بھی تنقید  
 کرنے سے دریغ نہیں کیا لیکن چونکہ محترمہ طاہرہ جناح کی کامیابی کی قوی تائید  
 تھی، اس لئے مؤدودی صاحب نے بھی ان کی مدح کر کے اپنی کتاب میں شامل کر دیا  
 کا پروگرام بنالیا۔ چاہتے تو تھا کہ اس کے لئے وہ اپنے لئے موقع کو غلط  
 قرار دیتے یا پھر محترمہ کی تائید کے لئے سیاسی اور جمہوری دلائل پر انظار کرتے  
 مگر انہوں نے اپنے لئے موقع کو صحیح ثابت کر کے اپنے اس موقع پر حق را حیات  
 میں جو تقریریں اس کا ذکر کیے آچکا ہے :

اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۶، ۲۷، ۲۸ پر مؤدودی صاحب کے نام صاحب  
 موصوف اپنے خط میں لکھتے ہیں : ہم نے ۱۹۲۹ء کی انتخابی پالیسی سے لے کر  
 عورت کے مسئلہ صدارت تک ہر متضاد بات کے لئے جس طرح مخصوص قرآن  
 وحدیث کو پیش کیا ہے۔ اس کے بعد اس ملک میں کوئی ذی فہم آدمی ہماری  
 پیش کردہ ذہنی اور اصلاحی دعوئہ پر اعتقاد نہیں کر سکتا۔ تفصیلات میں مانے

کی ضرورت نہیں تھا، واث کا نشانہ بنوئے جانے کے سارے ادوار آپ سے ہم  
 کر کے پر روشن ہوں گے۔ پہلے ہم نے امجد داری کو حرام قرار دیا، اس کے لئے  
 ایک کی کسی جلیل القدر شخصیت میں امجد داری کا کوئی پہلو چاہو، اسے سامنے پیش  
 کیا گیا تو ہم نے اپنی اجنبی داری کے کوئی کادرجہ دے کر اس پر تنقید کرنے سے  
 بھی دریغ نہیں کیا مگر اب ہم اپوزیشن کے ساتھ مل کر امجد داریوں سے نواز  
 درخواہیں طلب کر رہے ہیں۔ ہم نے کہا کہ اصلاح نما تندہ بھی ایسی سسٹم ہے  
 آئے جس جماعت یا گروہ سے بغلی تعلق رکھتا ہو، یہ ہم نے صالح نمائندوں کو  
 ہمارے حق کے دائرے میں مخصوص کر دیا۔ پہلے ہم پارٹی لیگ کو لعنت کہتے  
 تھے۔ اب مخالف کے ساتھ شریک ہو کر مخالفین کو بھی گھٹے پگھٹے پگھٹے  
 ہیں۔ ہم کوٹ پر غلامانہ نظری تصور سمجھا پنے پر مست یوم ہے۔ صدارتی انتخاب  
 میں ہمارے کارکنوں نے ان کی ہون کے تصور پر فی وجہ لگی کی فروخت کئے پہلے  
 ہم نے صدارتی سے بھی بڑھ کر اپنی تصورات پیش کیا تھا۔ اب ہم پارٹی نظام  
 جمہوریت کو اسلامی قرار دیتے ہیں۔ پہلے ہم مسلمانوں میں اراکین کی انکس  
 پارٹیوں بنانے کو غیر اسلامی قرار دیتے تھے بعد میں ہم نے خود اس پر عمل کیا۔  
 پہلے ہم محلول مجلسوں میں شریک نہیں ہوتے تھے اب محلول مجلسوں کی صدارت  
 کرتے اور ان میں تفریق برپا کرتے ہیں۔ پہلے ہم علماء کے اتحاد کی کو شش کرتے اور  
 مؤرخوں کا پھیل کو ساتھ مانا غلط سمجھتے تھے اب علماء کے اتحاد سے بے نیاز اور  
 سیاسی پارٹیوں کے اتحاد کو مسترد کرنا تھا، انہیں اسلام سمجھتے ہیں۔ پہلے ہم  
 خواہین کو دوش کا حق دیتے ہیں اور انہیں اب ان کی صدارت تک کے  
 لئے کو شش کرتے ہیں۔ پہلے ہم پراکے زبردست مانا دیتے تھے اب انہی کا ایک  
 حقہ متفقہ جواب اختلاف کی خواہین کو شش کی صورت میں تقسیم تھا کہ جو ہمارے  
 اکابر کی کیگیان ان کے مجلسوں سے خطاب فرماتی ہیں۔ پہلے ہم علماء کو محلی  
 سیاست میں حصہ لینے سے روکتے تھے۔ اب ان کی محلی سیاست میں شریک کر دینے

اجلاس کرتے ہیں پہلے ہم جلسوں اور نعروں کو غیر اسلامی سمجھتے تھے۔ یہاں اختلاف  
کچھ رنگ کے جلسوں سے نکالتے اور پھر راجہاؤں کے لئے زندہ ہاؤس اجرت نکالتے  
ہیں پہلے ہم ان انسانی (غیر اسلامی) قوانین پر چلنے والی عدالتوں میں مقدمہ  
لے جاتا بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ اب انہی عدالتوں کو ہم بدل و انصاف کا  
محافظ قرار دیتے ہیں پہلے ہم وکیلوں کو شیطانی بزدلی کا رنگ سمجھتے تھے۔ اب  
انہی کو حیثیت کا سربہ دست سمجھتے ہیں۔ میں یہ عرض نہیں کرنا چاہتا کہ ہماری  
ان باتوں میں سے کونسی بات صحیح تھی اور کونسی غلط۔ یہ تو نقطہ نمونہ اور خواہش  
ہے۔ اور یقیناً ماننے انسانی و مذہب کے ساتھ میں جماعتی تاریخ کی طرف اشارہ  
کرتے ہیں۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب اچھے واضح تضادات کو وقت کی گردش  
کے ساتھ ساتھ ہم اسلامی اور دینی کچھ کو چھوڑ کر اور اختیار کرتے رہے ہیں۔ تو  
اب ترک و امتناع کے ان مظاہرین کے بعد اپنے زمانے کے سو کون ہمارے دینی  
نکیر پر ہر دوسرے کا

### موجودی خدائی حکمت عملی کے ساتھ دیانت امانت بھی ملدیرہ

اسی کتاب کے پیش پر گزرتا ہی صاحب جماعت اسلامی نے صاحبین کے مذہبی  
معاشرت سے پروردگار تعالیٰ کے لئے بھی عزائمیں ترقی پر ہیں۔ بین دین کے  
معاشرت میں کارکن کو ایک طرف رہے ہمارے راجہاؤں ایک افسوسناک کارخانے  
ہیں۔ انہیں ضائع چوری ہیں۔ شکار اور زکوٰۃ کی رقم خالص سیاسی و انتہائی  
مہمات اور دینی و دینی کی تھوڑی ہوں پر مبنی ہیں۔ دینی الوقت  
سیاسی پیشانی انہی مغرب پر مبنی ہیں کہ ہماری کائنات میں خدا اور رسول کا تذکرہ  
بھی بڑے بہت رہ گیا ہے جمادات میں ہم حکمت کمالی کا شکار ہیں اور شاید  
یہ بھی ہمارے قریب کا قریب سے دینی انہی میں ہیں جمادات کو جس معنوں کے لئے  
فریاد اور سید قرار دیا گیا ہے اور یہی کسی کتاب کے صفحہ پہلے ہمارے

کسی کی کئی بار پوس نہ ہو جانا اور یقیناً نہ تو دنیا کے دوسرے حضرات کے ساتھ ساتھ  
جماعت کو اس غبارِ طاقت میں دیکھنے کے خود اپنی ہی طرف سے فتنہ واریں  
ہیں اس آخری اقدام کے لئے تیار ہو چکا تھا اور اب جبکہ یہ حققت گمراہ  
تھوڑے میں میرے سامنے ہے۔ میں ایک لمحہ کی تاخیر کے بغیر اس فرس سے  
مدد براہِ ہر ہاؤں اور مسئلہ پر ہے۔ اب اگرچہ اپنے ستر سالہ تجربات  
کی بنا پر اس آخری فیصلے پر پہنچ چکا ہوں کہ جماعت فکری و عملی دونوں  
جملوں سے مراد مستقیم ہے جس کی سبکی ہے۔ اور اس فیصلے کا اظہار میں  
اس لئے لوگوں کے سامنے کروں کہ میں ہزاروں افراد کو میں نے جماعت سے  
شعاروں کر لیا۔ کہ انہی کے سامنے میری اللہ میرے ہاؤں کو میرے طریقہ عمل کی  
خود فی اللہ اور حقیقی ہی خواہی پر مبنی نہیں ہوگا

موجودی صاحب جماعتی آہستہ میں جماعتوں میں دگرہ بہت  
کے لئے فاسد میں گرفتار ہیں اور خود کو ناواقف غیبی کے مقام پر پہنچے ہوئے  
کے ہیں۔ انہیں انہیں فرس و مشین اور مشاغل نظام کو گراہ اور جماعت کی پیدائش  
میں بہت مستحق شکر ان انہیں و مشاغل میں مدد اور انہیں بہت  
مسلط صاحبین کے خیالات اور کاموں پر یہ لاک حقیقی اور متجدد بننا  
تھے ہیں مگر کہ اسامی ہدایت کے ستاروں صاحب کرم اور طالعے راہ شریں  
آتش غم ایک کو میں سمجھتے۔ گردان کا اور ان کے خواہ و زما میں کا جو  
لی ہے وہ امیر انصاف میں موہ و دنی کی خیر و رول اور ان کے لئے کہ کچھ کچھ  
کو گزرتا ہی کے مندرجہ بالا بیانات سے ظہر میں الشمس سے گہما گہما  
انداز شخص دیانت داری کے ساتھ انہیں صاحبین تسلیم کر سکتا ہے  
مگر وہ مل اور گردان کے لحاظ سے تو لوگ معیار شرف اور مقام انسانیت  
کو دیکھتے ہیں اگرچہ اس موجودی گروہ کا سب سے پہلے گزرتا ہی واقعہ حال  
انسانی دیانت داری کے ساتھ ہم خود ہم سطر موجودی صاحبین خیالات اور

راستے کو باقاعدہ دلائل کے ساتھ پیش کرے تو آپ اس شخص کے بارے میں  
یہ فتنہ مٹا دے گا اور یہ غلطی اور باطلیت سے محروم ہو جائے گا اور  
بعض آدمیوں کے خلاف کے تحت یہ کام کر رہا ہے؟  
(نہیں جانتے حالت اسلامی کیوں چھٹی ہو گئی؟)

ابھی جماعت اسلامی اور اس کے اراکین کے من رجب بالا حالات سے باہر  
بخاری واضح ہو گیا کہ ان نام نہادوں کا جس کے نزدیک اصول پر قائم رہنا کوئی  
خط نہیں رکھتا۔ ان کی نظریاتی احکامات قرآن و سنت سے بھی مستقل حیثیت نہیں  
رکھتے۔ ان کا اصل مقصد تہجد و احیاء کے دین کی آڑ میں اسلامی نظام کا لغو  
کرنا اور حکومت پر مافوق رکنا ہے۔ لہذا اس مقصد کے حصول کی خاطر اپنی  
حکومت علی کے تحت حسب ضرورت اصول بدلتے رہتا اور احکامات قرآن و سنت  
کو توڑنے مڑاتے رہتا ان کے مسلک میں صرف جیگہ ضروری ہے چنانچہ  
اپنی اسی حکمت عملی کے تحت کچھ عرصے سے عربک پاکستان کے سلسلہ میں،  
صاحبزادہ اپنی خدمات کا چرچا کرتے ہیں۔ شاید یہ لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہوں  
کہ جو تھانی صدی گزر جانے کے باعث عوام ان کے ساتھ لڑ کر اور کو فائدہ  
کر رہے ہیں گے اور اب ان کا داؤ چل جانے کا اور اگر اور کچھ نہیں تو گناہ کم  
قوت کے فوجیان تو ان کے بروٹھاٹھ سے حنا تر ہو ہی سکتے ہیں۔ اس غلط فہمی  
سے کہ ان کے اس پاروٹیکٹور لاپرواہی اور فحش کردہ جانے حقیقت یہ ہے کہ  
موجودی صاحب اور ان کی جماعت کا جتنی جہاد آزادی اور تحرک پاکستان  
میں تھکا کر بھی حق نہیں ہے بلکہ ناظرین شاید یہ جان کر تعجب کریں گے کہ

موجودی صاحب صرف یہ کہ قیام پاکستان کے خلاف تھے بلکہ سر  
سے آزادی کے ہی مخالفت تھے۔ جس وقت بندہ دکان گریں اور ملک لایک  
دوں بڑی جماعتیں حصول آزادی کے لئے مکرر حملے نہیں۔ پاک و ہند کے

کاموں پر لاکھ لاکھ تھیں اور ہندوؤں کی فاحش تعلیم اور فطرت  
کی نشاندہی کرے اور اس کے چل کر کتنا دورست کہہ سکتے تھے خود اراکین کی  
بیوری جماعت کے صاحبزادے بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اس شخص کے خلاف ان کا  
ہاں میں فوراً حرکت لیں آجانا ہے۔ اسے جلدی قوت کے ساتھ طغوت و غیبت  
کا کیوں ہے تو اوجھا جائے جس کی موجودی صاحب پر عورت گیری اور مافوق  
کرنے والے کے خلاف منظم تحریک کی کسی ضرورت حال پر پوری جاتی ہے۔ اور  
آسان سرکار اٹھا لیا جائے۔ آخر اس کا کیا مطلب ہے؟ جب یہ نام نہاد صاحب  
اور میر انصاری اپنے دستور کے مطابق غلطی کے راستہ میں تک کو بھار حق  
نہیں جانتے اور ان پر تنقید کو ہاتھ نہ لگاتے ہیں جن کے مقام و مرتبہ کے ساتھ  
ایک موجودی کو کیا کر دینا خودی ذرہ بھر حیثیت نہیں رکھتے جن کی شان  
میں محبوب خدا کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے علیکم رہیں۔  
سنتہ اخطاء لہا اشد منہا۔ تم پر میری اور میرے خلفاء راشدین کی اتباع  
فرض ہے۔

تو اگر موجودی صاحب کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے کس  
کی تنقید ناقابل برداشت ہے اسے کچھ تو ہے جس کی پروہ داری ہے۔

اپنے منطقی میں جناب کو تحریک آزادی صاحب موجودی صاحب کو صاحب  
کر کے لکھتے ہیں۔ مونا نا کو تم؟ یہ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو آپ نے یہاں  
دین کا کام کرنے کے لئے آؤں ضرورت یہ محسوس فرماتے ہیں کہ صاحبزادے  
ہونے والے ان نفوس خدسہ پر لکھ کر یہ تنقید کریں جو تھانی، بلکہ جتنی  
اور دین کے لئے لکھا۔ یہی عرب المسن ہوں اور پھر اس ضرورت کو پوری  
کے لئے آپ مستقل تصانیف شائع فرمائیں لیکن اگر کوئی شخص دیانت داری  
سے مسلسل تحریکات و شواہد کے بعد آپ کے بارے میں یہ راستے قائم کرے کہ آپ  
کاملہ منطقی دین کے خلاف یا مسلمانوں کے لئے گواہ کریں چاہے اور وہ اپنی

عوام پریش کو رشتے کے تسلسلے سے آزادی کے حق پر مبنی سے بڑی قربانیاں پیش کر رہے تھے اس وقت نووودی صاحب انگریز آبادی میں کوئی حقہ لینے کے بجائے تھیں کسی طرح کے خلاف سرگرم عمل تھے۔ اس وقت بھی صاحب موصوفت اپنی حکمت عملی کے تحت باعلاقہ تجار رہے تھے کہ انگریزوں کو ملک سے نکال دینے کی کیا ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا مکتوب اپنی تحریک آزادی کو روک دے۔ تو ہم نے وقت انگریزوں کو اپنا لٹریچر پڑھا کر اور انہیں سمجھا بھجا کر اسلام قبول کر لینے پر آمادہ کر دیں گے۔ اور اس طرح ہم کو ہندوستان سے مستقل رکنش گورنمنٹ کو رشتہ کو شرف بہ اسلام کیلئے انگریزوں سے کسی کے انصاف نظام اسلامی قائم کرادیں گے۔ درودہ نووودی صاحب اس منطق کے ذریعہ ملک پر انگریزی راج کو بالکل مستقل رکھنے کی فکر تھے اور آزادی کی ہتھوڑا بننے والے مسلمانوں اور ان سے لڑنے والوں کو کس رہے تھے بچے بچے آپ بھی ان کی یہ عجیب و غریب منطق ملاحظہ فرمائیں۔ اور دعوت اٹھائیں۔ پھر یہ انگریز اور ہندوستانی کے درمیان توین ولس عداوت اور تعصب کی آگ بھڑکانے میں حقہ لینے ہیں۔ حالانکہ اسلام کی دعوت قیام کے راستے پر رکھا دیا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں انگریز اور ہندوستانی دونوں انسان ہیں۔ وہ دونوں کو یکساں دینی و وطن کا مخاطب بننا ہے اس کا جھگڑا انگریز اس بات پر نہیں ہے۔ کہ وہ ایک ملک کا باشندہ ہو کر دوسرے ملک پر حکومت کیوں کرتا ہے بلکہ اس بات پر ہے کہ وہ فیڈی حاکمیت اور اس کے قانون کی اطاعت کیوں تسلیم نہیں کرتا۔ البتہ اسی بات پر اس کا جھگڑا ہندوستانی سے بھی ہے وہ دونوں کو ایک ہی بات کی طرف بلاتا ہے ایک کا حامی ہی ہو کر دوسرے سے باز آنا اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ کیونکہ اگر وہ ہندوستانی اور انگریز کے وطنی و قومی جھگڑے میں ایک کا طرفدار دوسرے کا مخالف بن جائے تو انگریز کے دل کا دروازہ اس کی حکومت کے لئے ہندو جیسے کا ۱۰ بیہ نظار ہے کہ ہر لوگ ایک طرف اسلام کے داعی ہیں دوسری طرف اس وطنی اور

قومی جھگڑے میں ذلیل بھی بننے ہیں وہ دراصل اسلام کے خلاف کو مندرجہ ذیلیت کے منظر پر تیار کرتے ہیں ہر مسلمان اور ہندو سیاسی کشمکش ۱۹۴۷-۱۹۴۸ء میں نووودی صاحب کا کامال ہیں ہے کہ خواہ کتنی ہی نامعقول بات کہیں نہ ہیں مگر حقہ ضرور اسلام کے نام پر ہیں۔ ہندو سے بڑھ کر کامال کو ان کی حکمت عملی کا ہے کہ ہندو کی تحریکوں کی مانند بچہ کا بچہ بنا دے۔ تاہم ان کی حکمت عملی دینی اسلام کے خلاف ہیں ہے بات دوسری ہے کہ نووودی صاحب کی اسلام کے خلاف سے مراد حقیقتاً ذاتی یا گروہی مفاد ہوتے ہیں۔ بہر حال اگر کوئی شخص اس کے مسدوب بال ارشاد سے ان کے ذاتی انصاف کو سمجھنے سے عاجز ہو، تو انہی کا مندرجہ ذیل فرمان دیکھئے: مسلمان ہونے کی حیثیت سے میرے لئے نزدیک یا دھکی کوئی قدر و قیمت نہیں بلکہ ہندوستان کو انگریزی میں پریم سے آنا اور ہندوستان کے ناکارہ یا گروہی ارادہ کو ہر کسی قسم کا کوئی شک باقی نہ رہ گیا ہو تو انہی کا یہ فیصلہ اعلیٰ حاشیہ ہے۔ مسلم لیگ، احوار، ناکارہ اور حیدر اعظمی اور آزاد کو ان میں سے کسی کی اس وقت کی کامال کا رو انہیں دعوت باطل کی طرف انحراف دینے کے لائق سمجھتی ہیں۔ نہ ہم قومی اقلیت ہیں نہ آبادی کے فیصد سے مسلم پرہا ہے۔ ذہن کا انحصار ہے ہندوؤں سے ہندو کوئی فرق جھگڑا ہے۔ انگریزوں سے ولایت کی بنیاد پر ہا، یہی ہندو ہے۔ ذہنی یا سنسکرت سے ہندو کوئی فرق ہے جہاں تمام ہندو مسلمان خدا بنے ہوئے ہیں۔ نہ اقلیت کے فرق کی یہیں ضرورت ہے۔ نہ اکثریت کی بنیاد پر یہیں قومی حکومت مطلوب ہے۔ نہ لٹاب مذکورہ (۱) اگر اس پر بھی کوئی شک ہے تو خود ہم اس نام نہاد مذکورہ اسلام نووودی کو کہا ہوا آزادی کے لئے توہم اس سے خدا کیجئے۔

بہر حال جب نووودی صاحب کی اس ذاتی منطق کو قوم نے لائق کو تیرہ دیکھ کر کھریب آزادی کو تیرہ کر دیا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں مسلم لیگ زندہ ہوا تو انہیں حاکم زندہ باد اور ملک کے رہنے کے پاکستان۔ جن کے رہنے کا پاکستان کے لئے

کو بچنے لگے تو آزادی کی راہ میں روڑے لگانے والے بھی سو دوی صاحب اس بات پر یں ممکن تھے کہ ان کے ہوتے تو ہم نے قتل و جناح کو تو ہی قیادت کا تاج پہنا کر اپنا قیادہ اسلام کیوں بنایا۔ پس پھر کیا تھا خوراک و پینا بادل کراچی حکومت کی قیادت توفیق کے ساتھ مسلم لیگ اور قیادہ اسلام پر حملہ آور ہو گئے اور مسلم لیگ قیادہ اسلام اور پاکستانی کے خلاف بے بنیاد و احمقانہ دعوایات کے بل پر سامنے شہرِ دہ کوئے۔

مسلم لیگ قیادہ اسلام اور پاکستان کے خلاف موڈو دوی صاحب کے وکیل کی جملے: "ہم قیادہ اسلام موڈو دوی صاحب جو خود بھی جو بدلتا ہوا کی وجہ سے اپنے آپ کو نہ صرف یہ کہ جملہ علما کے زمانہ سے بڑا عالم و فاضل و متفکر و متدبر و جامع ہیں بلکہ دنیا میں پہلے دوسرا نہ کوئی بار نہ تھے اپنی افشاں برداری کے ذمہ ہیں نامہ یقین کے جملے تھے کہ اگر کوئی دنیا کے نہیں تو کم از کم جہان کے مسلمان تو دور میری عمر کی چیز خردوں سے سو رہا ہو چکے ہوں گے۔ اس میں وہ میرے سوا کسی دوسرے شخص کی قیادت کو قبول نہیں کریں گے۔ لیکن جب اہل دین کے دیکھتے ہی دیکھتے ملک بھر میں مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت کی حیثیت سے عام مقبولیت حاصل کر گئی اور قوم نے قیادہ اسلام کو قیادہ اسلام کو لیا تو موڈو دوی صاحب پر اس شان سے کر رہے تھے کہ انہیں تو کسی شہر کو چھانک بھی نہیں تو آتشِ حسد سے بھرا کر آئے اور جوش و غبار میں بے تاب ہو کر پھر پاکستانی اور پاکستانیوں کی تحریک کے خلاف ایسی خبریں لکھنا شروع کر دیں جو اسلامی اخلاق کی بڑی بڑی حد تک خلاف و معیاریت تھی مگر یہ جوشی نہیں بلند ہونے لگا تھا فرمائیے۔

انہی دنوں دیکھ رہا ہوں کہ ہندوستان میں اس سے پہلے کسی عام مسلمانوں کا قیادہ علما کے دین سے بھر کر اس شہر کے ساتھ خیر و سیرا اور واقعت دین الہی بنایا

پار نہیں تھا تھا میرے نزدیک یہ صورتِ حالی اسلام کے لئے وطنی قومیت کی جو ایک سے کچھ کم خطرناک نہیں ہے۔ اگر ہندوستان کے مسلمانوں نے دین سے بے بہرہ لوگوں کی قیادت میں ایک بے دین قوم کی حیثیت سے اپنا کیس و جو برقرار رکھا بھی جیسا کہ جرمنی اور ایران میں برقرار رکھے ہوئے ہیں تو ان کے اس طرح زندہ رہنے میں اور کسی غیر مسلم قومیت کے اندر رہنا ہو جانے میں آخر فرق یہی کیلئے کہ (سیاسی کشمکش مثلاً)

۲۔ یہ مسلمانوں کے رہنا بھی صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو سب سے بڑے اسلامی تحریک کے مقصد و اصول اور طریقہ کار کو جانتے ہوں۔ باقی رجبہ وہ لوگ جو سرے سے اسلام کا علم ہی نہ رکھتے ہوں یا ناقص علم کی بنا پر اسلام آور یا حبیت کو غلط فہم کرنے ہوں اور پھر تقویٰ اور دینیت کی کم سے کم ضروری شرائط سے بھی غافل ہوں تو ایسے لوگوں کو شخص اس خطے مسلمانوں کی قیادت کا اہل قریب دینا کہ وہ مذہبی سیاست کے ماہر یا سفری طریقہ تعلیم کے استاد ہوں۔ اور اپنی قوم کے شوق میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ عام اسلام سے جہالت اور غیر اسلامی ذہنیت کے ارتکاب کا کوڑا۔ مسلمانوں کے شمال سے جنوب تک ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات کا جائزہ لے لیجئے ہر جگہ آپ کو یہی نظر آئے گا کہ ایک ذرا بڑا مسلمان اس قوم کی جان کا لاگو کیا ہوئے اور کچھ ہی مستعدی کے ساتھ اپنے باطن میں شک ہے جہاں مسلمانوں میں مذہب کے ساتھ بھی وہیسی باقی ہے وہاں ایشیا خلیفہ مذہبیت کا جہاں ہیں کرتے ہیں اور دین کے نام سے ہی مسائل پر غلط فہمیاں پھیلاتے ہیں۔ اور نرا جس سے بے گوارہ ہیں بلکہ بسا اوقات سرکشوں تک نوبت پہنچا دیتے ہیں۔ جس کی وجہ میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ اس طرح مسلمانوں کا ساتھ ملنا بھی جوش ان کی اپنی تحریک میں حوث ہو جاتا ہے۔ اور جہاں مذہب کی حرکت سے باکسر و صوری ہیں جو کئی سے وہاں کچھ دوسری قسم کے شیعہ اہل خیر و سیرا ہوتے ہیں۔

اور وہ دینی و ملی و خوشحالی کا سبب بن گیا۔ مسلمانوں کو ایسی فتح کی  
طرح پیش کی جاتی تھی جو اپنے مفاد و وطن پرستی کے لحاظ سے قطعاً غیر اسلامی  
تھی۔ دسیا سی کشش مٹا۔

۸۔ انھوں نے ایک کے نام پر غلامی کے کوہستان کے قریب ایک ایک  
ایسا نہیں ہوا اسلامی ڈھنڈا اور اسلامی مرکز بنانا شروع کیا اور معاملات کو  
اسلامی نقطہ نظر سے دیکھ کر مسلمان کے معنی و مفاد و اس کی مخصوص  
حیثیت کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ (قرآن مجید، القرآن، ذی الحجۃ ص ۱۰۰)  
۹۔ موڈووی صاحب کا غلام غلامی کا بیٹا بن گیا۔ غلامی کے متعلق لکھتے ہیں ایک  
طرف انسانیت کی فطرت، دوسری طرف اس کی فطرت کا ابطال اور دوسری طرف ہر  
وقت قوم کو غلام کا شعور اور خود قومیت ہی کے شعور پر دوسری قوموں سے  
بہاؤ کی تلاش اور ایک طرف یہ فرضیاتی اور دوسری طرف حسب روز  
نیچے و نیچے مفاد کا زیر ہونا۔ ایک طرف اسلامی مذہب و ایمان پر غلامی  
نارادہ اس کی حفاظت کے لئے ہر شے اور ہر شے پر ہندی اور دوسری طرف اس کی فطرت  
کے لئے ایسے اور فلاحیوں کی مداخلت اور دوسری طرف دسیا سی کشش مٹا۔  
یعنی مسلمانوں نے اسلامی معاشرہ و قومیت کے فلاحی اور فلاح کا غلام غلامی اور  
ملکی رہنماؤں کو اپنا سوا اور مشاوارہ بنا لیا۔ موڈووی صاحب کا اصل  
دونا تو یہی ہے کہ قوم کے قائد غلامی بن جائیں گے۔ انہیں اپنا سوا اور ملکی  
راہنما کیوں نہیں بنایا۔ لیکن غلامی اس بات پر کہ موڈووی صاحب اپنے  
گروہ یا میں جھانک کر کہیں نہیں دیکھتے۔

۱۰۔ پس جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اگر مسلم اکثریت کے علاقے ہندو اکثریت  
کے تسلط سے آزاد ہو جائیں اور ہندو اکثریت کے علاقے تو اس طرح  
حکومت الٰہی قائم ہو جائے گی۔ ان کا گمان غلط ہے۔ دراصل اس کے نتیجے میں  
جو کچھ حاصل ہوگا۔ وہ مسلمانوں کی فلاح و حکومت ہوگی۔ اس کا نام حکومت

الٰہی یعنی اس پاک نام کو ذلیل کرنا ہے۔ اگر کتاب مذکور ص ۱۰۰ موڈووی صاحب  
کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلمانوں نے قائم اسلام کو چھوڑ کر کبھی قومی ہزار  
نہیں بنایا تو پھر پاکستان بنانے کا کیا فائدہ۔ اس صورت میں مسلمانوں کو کیا  
کہ وہ پاکستان حاصل کرنے کے بجائے اکھنڈ بھارت میں رہتے ہوئے جہنم  
کی دائمی غلامی قبول کریں۔

۱۱۔ جنت الحتمیہ میں رہنے والے لوگ اپنے خواہشوں میں کتنے ہی سبب بن گئے  
و کچھ رہتے ہوئے لیکن آزاد پاکستان اور کفری اور فلاحی دنیا بھی تو لازماً ہر روز  
کا دینی اسٹیٹ کے نظریہ پر ہے۔ (مذکورہ بالا القرآن، خورس ص ۱۰۰)  
موڈووی صاحب اس وقت تک کہیں اکھنڈ بھارت کے خواب دیکھ رہے تھے  
اور انہیں قیام پاکستان کا یقین نہ تھا۔

۱۲۔ جب میں مسلم لیگ کے ریزولوشن (قرار داد پاکستان) کو دیکھتا ہوں تو  
ہرگز گھبراہٹ میں اسے اختیار قائم کرنے لگتی ہے۔ (دسیا سی کشش ص ۱۰۰)

۱۳۔ اس نام نہاد مسلم حکومت (پاکستان) کے احاطہ میں اپنا وقت یا اس کے  
قیام کی کوشش میں اپنی وقت ضائع کرنے کی حاجت آخر کچھ کیوں کریں۔ یہی  
تعلق ہمیں معلوم ہے کہ وہ ہمارے مفاد کے لئے نہ صرف غیر مفید ہوگی۔  
بلکہ کچھ تو یہ بھی سدا رہے ہوگی۔ (دسیا سی کشش ص ۱۰۰) عقد سوم

۱۴۔ ای۔ بی۔ ایم نظام حکومت وہ پاکستان میں ملے دسیا سی جو کہ جیسا ابتدائی  
نہ ہوگا۔ مسلمانوں کی فلاح اور اسلامی حکومت اسلامی نقطہ نظر سے  
مسلمانوں کی فلاح و حکومت کے مفاد میں کچھ بھی قابل ترجیح نہیں بلکہ اس  
کے بھی زیادہ قابل نفرت ہے۔ (کتاب مذکور ص ۱۰۰) عقد سوم

۱۵۔ غرض موڈووی صاحب نے اسلامیان ہند کو مسلم لیگ، تحریک پاکستان  
اور قائد غلامی کے متعلق کرنے کی خاطر اپنی تمام تر مسلمانی اور فلاحی امور  
اس سلسلہ میں بھی اس کی بغاوت اس قدر دی کہ اگر انہیں جہنم کا چاہئے

تو ایک جیسے ملوث نظر تیار ہو جائے اور چونکہ مجھے تواری کے خیالات اور طرز عمل کا نشانہ  
دیکھنا تھا لہذا اس میں بالکل غلط فہمی تھی۔ تاہم اس وقت جبکہ حالات یکسر بدل چکے ہیں  
جماعت اسلامی اور اس کے پیشوا موروثی صاحب اپنی حکمت عملی کے تحت مسلم  
عوام اور خصوصاً قوم کے نوجوان علماء کا تعاون حاصل کرنے کی خاطر تھرریک  
پاکستان اور قطر، پاکستان کا سہرا اپنے سر پر بندھنے کی کوشش کرتے تھے یہاں  
چنانچہ میان محمد طفیل صاحب اب دعویٰ کرتے ہیں کہ اس باب میں موروثی  
صاحب کی خدمات و کوششیں کاملاً پورا ہونے کی ضمانت دے رہے ہیں۔ یہاں تک  
کہ خود موروثی صاحب نے یہ جینے بھی دیا ہے کہ کسی میں جنت ہے تو ان  
کے کہیں کہیں بھی تھرریک پاکستان کی مخالفت کی ہے، اگرچہ ان کی پاک  
موروثی نظریہ میں غلطی ہے۔ یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اس مزاج کو  
کی تفسیر کرنے کے لئے

### جماعت اسلامی کی پاکستان دشمنی کے ثبوت میں ایک کوٹا کا فیصلہ

پیش خدمت کروایا جائے۔ واضح ہے کہ عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ اپریل ۱۹۹۲ء  
میں سنایا تھا مگر جماعت اسلامی کو ایک اس کے خلاف پھر یکم کوٹ میں مل  
واقعہ کرنے کی خبر آن نہیں ہوئی ہے۔ عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ جس سر  
موروثی اور وسطی جسٹس ایم۔ آر کیا فی ریشٹل تھا قاضیوں نے اپنے فیصلے میں  
تعداداً جماعت مسلم کے لئے موروثی پاکستان کی ملی الا طلاق مخالفت تھی اور جب  
پاکستان قائم ہوا ہے جس کو پاکستان کہہ کر یا دیکھا جائے۔ یہ جماعت موروثی  
نظام حکومت اور اس کے چلانے والوں کی مخالفت کر رہی ہے۔ چارے ساتھ  
جماعت کی جو تحریک پیش کی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی نہیں جس میں مطالبہ  
پاکستان کی حمایت کا بعد اسہا اشارہ بھی موجود ہو۔ اس کے برعکس یہ تحریک ہی  
میں بھی ممکن طریقے بھی شامل ہیں تمام اس مسئلے کی مخالفت میں ہیں پاکستان

و متحدہ۔ باور میں اب تک موجود ہے۔ (موروثی تحقیقاتی عدالت)۔  
تو ان کا نظام احمدیہ کا دیا گیا ہے اور ان کی جماعت اور ان کی جماعت کے خلاف  
تو ان کی جماعت کو بھی ماننے والوں کو کھڑے عام میں تو ان کی باور میں  
کہتے ہیں مگر ان کا نظام احمدیہ کا دیا گیا ہے ماننے والے خود ان کی جماعت میں  
قرآن وحدیث کی نصرت قطعاً کی گئی ہے اور ان کی جماعت میں سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبوت جھوٹا نہ دیا گیا ہے اور اگر قرآن مجید  
اور دائرۃ اسلام سے قطعاً خارج ہے اور اس کے ماننے والے بھی اسی  
کی طرح کا قرآن مجید اور دائرۃ اسلام سے قطعاً خارج ہیں۔ اور اس امر  
پر اجماع آیت قائم ہے۔

موروثیوں کا مرزا غلام احمد کا دیا گیا نبوت پر اس قدر متفقہ ایمان ہے۔  
کہ ان تمام مسلمانوں کو بھی قرآن مجید مرزا غلام احمد کو اس کے دعویٰ  
میں جھوٹا ماننا ہے اور اسے نبی تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ لہذا وہ دائرۃ اسلام  
سے خارج قرار دیتے ہیں۔ ان کے خلاف ملی ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ فرض ہے۔  
کہ غلام احمدیوں کو مسلمان اور ان کے پیچھے کا زور نہیں کیونکہ یہاں  
نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی یعنی مرزا غلام احمد کے منکر ہیں۔ یہودیوں کا  
مقابلہ اس میں کسی کا اپنا اعتقاد نہیں جو کہہ کرے۔ والو غلام احمد  
مستند زائحد و احمدیہ قادیان اور ان کی جماعت کے نفی اٹھانے ایک سوالیہ  
کہ کسی شخص کی وفات پر جو مسئلہ احمدیہ میں لاش نہ ہو یہ کتنا عجیب ہے کہ  
خدا مومن کو جنت نصیب کرے اور مسقرت کرے کہ جواب میں کہا ہے  
احمدیوں کا کفر یہاں سے ثابت ہے اور ان کے لئے دعا ہے مسقرت جائز  
نہیں۔ واقعہ صلی اللہ علیہ وسلم، نیز ملاحظہ فرمائیے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر  
مباح الا جمعی مرزا کی کہتے ہیں کہ غیر احمدی کے لئے کتنا زہ کیوں نہ پڑے  
جائے وہ تو عقیدہ یہاں ہے اور کیا جس نہیں کہ وہ کچھ جوان ہو کر احمدی بن جائے



اس کے متعلق امیر المومنین حضرت علیؓ موجود فرمایا پس ملوک بیسائی پچھتا  
جنازہ نہیں پڑھا سکا۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے اسے اسی طرح ایک غیر اسکا  
کہا جاتا ہے جسے نہیں پڑھا جاسکتا۔ اگرچہ انہی حضرت علیؓ موجود ورنہ ان کی  
قادیان جلد ۱-۲۳۲

اگرچہ آئندہ مرزا تھے مسلمانوں کے فرقوں میں سے ایک فرقہ نہیں بلکہ یہ لوگ  
مسلمانوں کے تمام فرقوں سے خارج اور بائبل انگ ایک باوجود غیر مسلم قوم کی  
میں رہتے رہتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے اس کتاب میں ان کا ذکر نہیں ہونا چاہیے  
تھا مگر چونکہ بدقسمتی سے مرزا کی طبیعت آج تک غیر مسلم انقلابت قرار نہیں  
دی گئی۔ اور مرزا کی بھی اپنے مخصوص مقاصد اور عقائد کے تحت بغیر مسلمانوں  
میں شامل رہنا چاہتے ہیں۔ اس لئے مجبوراً ان کا ذکر بھی کرنا پڑا۔ اس لئے اگر مسلم  
عوام مسلم سیاسی رہنما اور ریاب حکومت ان کے نا پاک و افسوس سے خبردار اور  
جسٹیا رہیں۔ مرزائیوں کی جانب سے زیادہ مضاف اور جو کتا رہنے کی اندر فروخت  
اس خطے سے کہ یہ لوگ ظاہر پاکستان کے وفادار رہتے ہوئے بھی باطن  
پاکستان کے لئے سخت دشمن ہیں۔ پاکستان کے وجود کو ہی ختم کر کے پاکستان کے  
حالات کو ہر صورت بھارت میں شامل کر دینا ان کے غرض کی فراموشی میں سے ایک  
اہم فرض ہے اور یہ لوگ اپنے اس فرض سے کسی بھی وقت غافل نہیں۔ بلکہ اس  
فرض سے جلد سیکڑیں جو جانے کی تدابیر میں ہمہ وقت مصروف ہیں اور نہ اس  
موضوع کی تلاش میں ہیں۔ بدقسمت و گمراہ کی دوسری سیمک یہ بھی ہے کہ پاکستان  
کو بنیادی پاکستانیت میں تبدیل کر کے ہندوستان سے الحاق کر دیا جائے۔ پہلی  
یہ اتحادی نہ گنتی ہے کہ مسلمانوں کی مختلف اور ریاب حکومت کی حلقہ پائیدی کی  
بدولت مرزا کی اپنی مزاں مصلحت کی جانب نہایت ہشیار ہی مگر خاموشی کے ساتھ  
قدم بڑھانے لگا رہے ہیں۔ ملک کے متعصب و کید و حسد پر مرزا کی قابض  
ہیں۔ ملک کی سیاست اور ملک کی باسیوں میں کافی حد تک انہیں میں دخل

حاصل ہو چکا ہے اور ان کے حوالہ دہائی دیتے ہیں۔

مملکت پاکستان کے تحفظ اور اس کی بقا و سالمیت کے پیش نظر ساری  
مرزا زہم ہے وہ مرزا کی خطا سے بچنے کے لئے غرض نہیں اور ریاب  
حکومت کا فرض ہے کہ وہ کوئی مصطلحوں کے بغیر نظر انداز کرتے ہوئے غرض  
کو اولین فرض میں فی مسلم انقلابت قرار دے کر انہیں علیہی عہدوں سے  
فی الفور سبکدوش کر دیں اور ان کی سیاست اور مملکت کی باسیوں میں ان  
کے قتل و قتل کا تسلی طور پر خاتمہ کر دیں۔ ہرچہ پاکستان کی قربان نہ ہو سکتی  
ہے۔

پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانا یا پاکستان کا خاتمہ مرزائیوں کا  
اولین مقصد ہے۔ بدقسمت کے لئے علامہ فرمایا ہے حضور نے اپنا ایک دنیا  
بیان فرمایا جس میں ذکر تھا کہ کادسی ہی آگے ہیں اور ایک چار فائدہ پریشان  
ہاں ہے۔ اور دوسری طرف یہ کہ بیٹھے۔ اس کی تعبیر حضور نے یہ بتائی  
کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ساری قومیں متحد رہیں تاکہ احمدیت اس وسیع تر  
جس سے ترقی کرے۔ چنانچہ اس کو رہا ہیں اس طرف اشارہ ہے۔ لیکن یہ کہ  
انسانی ماضی ہو اس لئے جماعت احمدیہ الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا  
وجود عارضی ہے اور کچھ وقت کے لئے وہوں نہیں تھا۔ یہ سائنس کا فرض  
ہو گیا۔ میں کو تلاش کرتی جا رہے کہ جلد تو یہ ہو جائے۔ افضل عالم  
علیہ قادیان قادیان ملاحظہ ہو یہ بھی ہیں ان میں بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت  
ہندوستان کو انہی رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی غیر جمعی منافرت کی وجہ سے  
عارضی طور پر ایک بھی کرنا ہے تو یہ اور بات ہے بسا اوقات مصلحتوں کو  
راکھ کر کٹ دیتے کا بھی مشورہ دیتے ہیں لیکن یہ غرضی ہے نہیں بلکہ چھوٹی  
اور حضور کی عالم ہیں اور صرف اس وقت جبکہ اس کے بغیر چارہ نہ ہو اور

اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس مافوق عدلو کی جگہ نہیالک سدا ہے تو کون جانا کہ اس  
 اس کے لئے کوشش نہیں کیے۔ اسی طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم دیکھنا  
 ہوتے ہیں۔ تو توہنی سے نہیں بلکہ ہماری ہے اور یہ ہم کو شش کر رہے۔ کہ یہ کسی  
 کسی طرح جلد مختار ہو جائے۔ مرزا محمد علی مجلس علم و عرفان میں مرزائی اُمت کو  
 حکم دے افضل، ایسی مشقتیں نیز پشید الدین محمود احمد علیہ قادیان نے دورہ  
 کوئی میں مرزا میوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہندوستان میں صرف باغیچہ  
 لاکھ انسان بستے ہیں۔ اس میں بڑی مشکل ہے دو تین ہزار احمدی ہیں۔ اگر  
 ہم سارے شیعہ کو احمدی بنائیں تو کم از کم ایک کروڑ ہو جائے جس کو  
 ہم چٹا شیعہ کہہ سکیں۔ رانا فضل مرزا اگست ۱۹۴۷ء میں یہ نصیحت کے لئے

### مرزا میوں کے بارے میں تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

لاہور: پنجاب تقسیم ملک سے مسلمانوں کے لئے ایک ہلکہ وطن پاکستان کا  
 وصال سامان ان حق پر نظر کرنے کے لئے جو اس وقت کے متعلق  
 شکر ہوئے۔ ... انہیں چلے انگریزوں کا جائز نہیں بننے کی توقع تھی لیکن  
 جب ان کو یہ امر کسی حد درجہ واضح ہو گیا کہ ایک نئی مملکت کے تصور کو  
 مستقل طور پر رد کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو غیب گو گوئی حالت میں پایا  
 ہوا کیونکہ نہ تو وہ بھارت کی غیر مذہبی ہندو مملکت کو اپنے لئے چن سکتے تھے  
 نہ پاکستان کو پسند کر سکتے تھے جس میں فرقہ بازی کے رواجے جانے کی کوئی توقع  
 نہ تھی۔ ان کی بعض تقریروں سے ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ وہ تقسیم کے مخالفت تھے اور  
 کہتے تھے کہ اگر ملک تقسیم نہیں ہو گیا تو وہ بسے دوبارہ متحد کر کے کی کوشش کریں گے  
 (رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ ۷)

تحریر پاکستان کی سیاسی جنگ کا قیام ملکر کن مسئلہ  
 معاندین مخالفین پاکستان کشش و جھلکا ہست و نیست رہی ہوگی کی کامیاب  
 مورخہ ۲۰۳۱ء کے لئے کو مسلم لیگ نے نا اہلی قرار دیا پاکستان منظور کی۔  
 مسلم لیگ اس وقت تک مسلمانان ہند کی آمدنا ماندہ جماعت کی حیثیت سے ایک  
 ناقابل تفریقوت ہیں مگر کتنی جلد مسلمان مسلم لیگ کے سپرد پائی ہوگی کہ اسے صحیح مقصد  
 منظم ہو چکے تھے اور وہ انظر عملی بنان کی اہارت میں ہو چکے وقت میں مخالفت و  
 معاندانوں، سکولر انگریز، ہندو کانگریس اور دینی مولوی سے ٹکراتے ہوئے وہ  
 وارا اپنی منزل مقصود پاکستان کی کامیاب پر رہے تھے۔ اب حصول پاکستان  
 مسلم قوم کی زندگی اور موت کا سوال ہی نہ تھا۔

اسی دوران پاکستان کے اختلا بات کا طوفانی مرحلو پیش آیا غیر متقسم ہندوستان  
 کے ان آخری انتخابات میں مسلم لیگ کی کامیابی کا مطلب حصول پاکستان اور مسلم لیگ  
 کی شکست کا مطلب تھا کہ مسلم قوم مقصد ہندوستان میں سکولر انگریز کے بعد ہندو  
 کانگریس کی دائمی غلامی قبول کرتی ہے۔ یہاں انتخابات مسلم قوم کی موت و زکات اور ان کی  
 غلامی، زندگی و موت یعنی تقسیم ملک و قیام پاکستان یا انکھڑے بھارت کے سوال  
 کی بنیاد پر پڑے جا رہے تھے۔ ہندو لیڈر و دینی مولویوں کے ذریعہ مسلمانوں کو  
 بے حد کرنا ہندو مملکت کے رکھنا ہے۔ ہوسے دست پر ہٹا دینا چاہتے تھے۔ مسلم لیگ کو  
 شکست دے کر گورنر ہندوستان پر قبضہ کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانان قوم پر ہوش  
 بیٹھ گئے تھے مسئلہ ہونا چاہتے تھے تاکہ انگریزوں سے اختیارات سکولر فی حاصل  
 کر لینے کے بعد ہندو کانگریس اپنے رام راہی منصوبوں کو اطمینان کے ساتھ  
 باقاعدگی سے نکال سکے۔ ہندو لیڈروں نے فرزند ان اسلام کو پھانس لینے  
 کی خاطر طرح طرح کی سازشیں تیار کر رکھی ہیں اور وہ ہم رنگ زمین گھا کر  
 کر رہے ہیں۔ دینی مولویوں پر گوریلوں اور بھارتیوں کے دروازے سکول  
 دئے۔ جس پر کہا تھا جی کے بھاگوں چھوٹا کر لو گاہا۔ بس انوقت و دینی مولوی



دیا ہے۔ فرقہ واران اسلام نے مسلم لیگ کو دھت بھی دئے اور لوٹ بھی چلائے  
 ایکشن کا نتیجہ نہایت شاندار ملا۔ مسلم لیگ کو یہ شان ملے کہ باقی ماضی کی مسلمانان  
 ہند نے پاکستان کے حق میں اپنا ہاتھ دھو کر ایک جملہ دے دیا۔ ہندو کا ٹکڑا ہوا اور اس  
 ٹکڑے کو خود دہائی مولویوں کو تاشقی وقت امیر شکست فاش نصیب ہوئی۔  
 وقت اسلامیہ اس قومی جنگ میں کامیاب اور سرخرو ہوئی۔ قائد اعظم کا سرخرو  
 سے اور آؤ چاہو جو مسلم لیگ کی راہنہا بیت تھے۔ اور سرور فرما: افسانہ علم  
 کو ایک کراڈ اور خود بخود ہی دنیا کا سب سے بڑا اور عظیم ملک پاکستان ایک  
 حقیقت بن گیا۔ کونستہ عالم ہر نو وار ہو گیا۔ خضابیں مسلم لیگ زدہ ہو۔ قائد  
 اعظم زندہ باد اور پاکستان بلند باد کے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑوں سے جوئے ہوئے  
 ولندہ اعلیٰ ذوالک والہ سلطنت و اسلام علیٰ حبیبہ تینہ تھوڑی آہ و مجاہدوں  
 موضوع کی مناسبت سے پاکستان کے متفرق پر یہ روزگار جنگ کو اپنی  
 میں شائع شدہ ایک مضمون سے چند اقتباسات پیش فرماتے ہیں:-

**ہمارے تاریخ کا سبب المناک باب**

ان مسلمانوں کا رویہ ہے ہر اس  
 کے ہموایں گئے۔ مسلم سیاست دانوں کا وہ طبقہ جو اپنے آپ کو غیر بطور قوم  
 درست کشادہ و قوم پرستی کے ترجم میں اپنی قوم کے مفاد کو نقصان پہنچانے میں پیش  
 و پیش پیش رہا۔ اس موقع پر اپنی ہندو دوستی اور لیگ دشمنی کے امتحان میں اس  
 شک و دہر سے شریک ہوا کہ ہندو بھی اس سے پیچھے رہ گئے۔ مسلمانان ہند  
 کی یہ نارنجی پڑھیں ہی کملہ سکتی ہے۔ کہ ان کا سب سے سوترا اور کھڑم طبقہ جنہیں  
 طوائف کو نام کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس میں سب سے پیش پیش رہا۔  
 ہندوستان میں جو یہ اعلام چند اس بزرگ طبقے کی سب سے بڑی عظیم تھی، اور  
 اس عظیم نے اپنے آپ کو مسلم لیگ اور اس کے مطالبہ کی مخالفت کے لئے وقت  
 کر لیا۔ ہم اس سے پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اس تنظیم نے ہندوستان کے سب سے بڑے

قوم پرست لیڈر مولانا ابوالکلام آزاد کی قیادت میں ہندوستان کے ہندو  
 ہی میں مسلم لیگ سے ملنے کی کاہم کر لیا تھا جب ۱۹۴۷ء میں مسلم لیگ نے تقسیم  
 ملک کا مطالبہ پیش کیا۔ تو یہ عظیم کی مخالفت جملہ حکم کھلا وطنی کی شکل اختیار  
 کر گئی۔ ۲۳، ۲۴ اور ۲۵ کو مسلم لیگ نے تقسیم ملک کا مطالبہ پیش کیا اور  
 اس کے دو یا تیس ہفتے بعد اپریل ۱۹۴۷ء میں جو یہ اعلام چند کی سب سے بڑی اور  
 سرگرمی میں آزاد مسلم کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کی تجاویز  
 میں پہلے تو اس نام اعلیٰ کانفرنس کی مخالفت اور ہندوستان کی غیر حیثیت  
 کے دعوے کئے گئے اور جو یہ اعلام نے ہندوستان ایک ناقابل تقسیم  
 ہے۔ ہندوستان کے مسلمان لازمی طور پر ہندوستانی قومیت کے اجازت  
 ہے۔ ... .. آئینہ عمل کر یہ مخالفت لیگ کے قائدین کی شخصیت پر مرکوز  
 ہونے لگی۔ قائد اعظم ان کے دست راست اور مسلم لیگ کے ستر عری غائب  
 لیاقت علی خاں اور دوسرے لیگ خواہ اسلام ہی مشکوک قرار دیا گیا بالخصوص  
 ۱۹۴۷ء کے عام انتخابات کے دوران جو یہ اعلام، ہند کے نام نہاد حامیوں نے  
 جس قسم کے رکبک اور تار و لکڑے مسلم لیگ کے قائدین اور بالخصوص قائد اعظم  
 اور لیاقت علی خاں کی شخصیت اور ذاتیات پر کئے انہیں کسی بھی معیار  
 سے شریفانہ نہیں کہا جاسکتا۔ ... .. یہ چند اوراق جاری تاریخ کی  
 چند نہایت ہی تلخ روایات کو دہراتے ہیں یہاں ان کے اعادے سے صرف  
 یہ بتلانا مقصود تھا کہ مطالبہ پاکستان سے منکر قیام پاکستان ایک مسلم لیگ  
 اور اس کے عظیم قائد کو کون کون سی محاذوں پر لڑنا پڑا۔ انگریز، ہندو اور خود  
 مسلمان۔ مگر یہ قائد اعظم اور ان کے رفقاء کا یہ شاہ طلوع شاہ پاکستان  
 کا سفید لاف توں کے ای شہرہ طلوع قانون کا مفاد کرتے ہوئے (۱۳ اگست ۱۹۴۷ء)  
 (۱۳ اگست کو) مسائل مذاہنہ نکلتے ہوئے ۱۴ روز نامہ جنگ کو اپنی پورم پاکستانی  
 القرض غیر تقسیم ہندوستان میں قتل اور وطن است کا نعرہ دلائے

والے دو بانی مولویوں کے خلاف حکیم الامت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ اور مشائخ  
و علمائے اہلسنت ولاحیت (میر بیگم) کی جدوجہد تاریخی پاکستان کا  
نمائندہ اہم اور روشن باب ہے۔ حضرات اگر دو بانی مولویوں کی قیادت  
میں جدوجہد نہ کرتے اور خود انھیں امامت دو بانی مولوی اپنے ناباک ارادوں  
میں کامیاب ہو جاتے اور مسلمان ان کے دام تزدیر میں پھنس جاتے تو سن  
میں تھا کہ ہندوستان کی جغرافیائی حدود و مسلمانان پر مسیح کو غلبہ مسلط  
ہے جیلورہ کر کے ان کی انگریزیت ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتیں اور مسلمانان ہند  
ہندو سماراج کے غلام بن جاتے اور پھر اس کے بعد مسلم قوم کا جو حشر ہوتا  
اس کے تصور سے بھی رونقے ٹھکڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ  
انکر ہے کہ اس نے مسلمانوں پر دگر فرمایا تا مذکورہ ظلم علی جناح اور ان  
ساتھ لڑی زحما و اور مشائخ و علمائے حق کی جہاد نہ جدوجہد کو کامیاب فرما  
اور دو بانی مولویوں سمیت مسلم لیگ کے مخالفین و دشمنان پاکستان غارت  
خامس بن گئے۔

### قیام پاکستان کے بعد دو بانی مولویوں کی سرگرمیاں

فقہ عظیم ملک اور قیام پاکستان کے بعد دو بانی مولوی جو تحریک پاکستان  
کی مخالفت میں اڑی پٹی تازہ روز نگار رہے تھے۔ مسلم لیگ لیڈر مولانا محمد لاڈل  
کو لکھا اور پھر دین کبر رہے تھے۔ بانی پاکستان مولانا محمد لاڈل کو فرما کر قرار دیتے  
تھے ہندوستان میں ان کے ہندو مخالفوں نے جب انہیں پھرتے مارنے شروع  
کر دیے تو۔ دو بانی صاحبان کمال رشتائی اور انتہائی بے سیاسی کے ساتھ ہی  
پاکستان میں آکر رہنا غیر چاہتے تھے وہ ابھی ابھی پاکستان اہلیہ ہندو  
نمائندہ اندر احمقوں کی حیثیت رکھتے رہے تھے اور انہی میں سے وہ دو بانی  
مولوی جو اپنے منہا دات کے تحت پاکستان میں خراک رکھتے تھے وہ ہندوستان

میں رہ کر مکران ہندو لہجہ و لہجہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور ان کے منظر  
نظر سے ہٹنے کی خاطر لیگ میں غیرت و حیثیت کو بھی خیر باد کہہ دیتے اور اس  
قدر ہندووری حرکات پر آمیزش کرتے کہ دوسرے بھارتی مسلمانوں کو بھی شرم  
محسوس ہونے لگی۔ جہاں پر مولوی عام رشتائی داخل و بوند کے رسالہ میں ان  
احسانات کا اظہار ہندو میں بڑی فخر کی صورت میں کیا گیا ہے۔

کیا کرو جس دور کا صوفیہ کلمہ ہو  
اگر رہے یہ سبداقتی امانت  
آوارگی فکر و نظر اہل حرم کی  
جو داعی اسلام تھے وہ درخش بھگت  
اسلام کے دل بھی تھے خسرو کی طرح  
غیر کس بنے لعلت کعبہ پتوں کے بھگت  
یہ منصب لہجہ اسے خدوں کا لہجہ  
حق گوئی و ہدایت کی اسلاف کی سونگند  
(دہشتانہ لہجہ) اور ہندو میں شش ہندو

ہندوستان کے مسلمان ان دو بانی مولویوں کی اسلام دشمنی وقت فروری  
اور کفر نوازی اور مفاد پرستی دیکھ کر ان سے انتہائی نفرت کا اظہار کرنے  
لگے۔ جو حکم جمعیت العلماء ہندو۔ رشتہ دو ہندو علماء و علماء ہندو شریعت  
ازہنی مایوم حرکات سے اسلام دشمنی میں شامل کروا دیا گیا تھا اس نے ان کے  
خلاف بھارتی مسلمانوں کی نفرت انتہائی عروج پر پہنچی اور اس کا اظہار  
فاضل دو ہندو قلمی کے رسالہ میں ان اشعار سے ہوتا ہے۔

دعا کی دال چہ باجی کی ہے جی اس میں  
جو اس کی دال سے متغایت لکھاں ہے  
کلمے بہت توڑ کچا۔ دیو ہندو جانا  
(دعا خدو ہندو ہندو لہجہ) دیو ہندو۔ خدو لہجہ

ہو کر ہمارا سابقہ براہ راست اہل ان اہل الوقت و ماہیوں سے ہے جو  
پاکستان میں پیدا ہوئے ہیں۔ لہذا چند مشائی و باہیوں کے حالات پر نظر  
کر لکھنے کے بجائے پاکستانیوں کے جوہر حالات و کردار پر روشنی ڈالنا مناسب ہے۔

### پاکستان میں وہابی مولویوں کی شرارتیں اور انتقامی کارروائیاں

مجاہد اعظم کی ناقابل شکست اور عظیم فتوحات میں فرزدان اسلام کے نظم و  
ضبط اور یقین منظم کے گروہ کو گروہ بندی کا کلہاڑیوں نے تیز و ہیز تقسیم ملک اور تمام  
پاکستان کو بظلم و ظور کو کر لیا مگر انہوں نے پاکستان کو اب تک دل سے قبول  
نہیں کیا۔ ان کا رویہ ایسا ہے جیسے پاکستان اپنے باؤں پر کھڑا ہو کر قائم  
وہ سکے۔ بھارتی لیڈر روز اول سے ہی حکومت پاکستان کو اقتصادی، سماجی،  
معاشرتی اور سیاسی بحران میں مبتلا کر کے اپنے سامنے ٹھیکہ و چھپرے پر  
گروہ بنا رہے تھے۔ یہ لوگ تقسیم کے خاتمے اور اکھنڈ بھارت کے خواب پر  
رہے تھے۔ اپنے سامراجی عزائم اور دہم راہی منصوبوں کی جلد از جلد تکمیل  
کے لئے بھیجیں و مضطرب تھے۔ ان مقامات کے حصول کے لئے بھارتی لیڈروں  
نے ٹاک کے طوں و عرض میں ساتھیوں اور چند خوشدلوں کے ہاتھوں نظم و  
سیرجیہ یا ہر مسلحانوں کا تعلق عام شہر و گروہ یا مسلمانوں کی آبیوں  
کو ٹوٹ مار کے بعد مذرا کش کر دیا گیا یہ منصوبہ شیرازیوں کو ہوا میں اچھال  
اچھال کر توڑا روئے نیزوں اور برہمنوں کی ٹوک پر ہر دوکر ہلاک کیا گیا اور  
اور ماؤں کے سینوں پر بیڑوں کو لٹا کر ذبح کیا گیا۔ لاکھوں مسلمان بھاری  
قتل کر دیئے گئے۔ ان کے ہزاروں زیادہ مسلم خواتین کو تباہ و غارت کیا گیا۔ ان  
ظالماؤں کا رد انہوں میں بھارتی مسیح پولیس اور فوجی بڑے شریک رہے۔ لکھے  
چشمہ مسلم ہمارے ہیں کے خاتمے نہایت بے حس و سامانی کے عالم میں پاکستان میں  
داخل ہونے لگے کم و بیش پچاس لاکھ ہمارے ہیں پاکستان میں دارو ہو گئے۔ اور

اس کے ساتھ ہی نئے شد و منصوبے کے تحت پاکستانی کے ملاخوں سے ہندو اور  
سکھ نقل مکانی کر کے بھارت چلے گئے۔ اس و طرح کا وہابی سے بھارتی لیڈروں  
و خلیفہ تھا کہ ایک طرف تو حکومت پاکستان مسلم ہمارے ہیں کے چہ تھا و سبلاط  
کو متنبہ کر کے گئے۔ اور سماجی و معاشرتی بحران کا نظریہ چھپانے کی اور  
وہ سری طرف غیر مسلم سرمایہ داروں کے ایک خلیفہ پاکستان سے نکل جانے کے  
باعث پاکستانی اقتصادی لحاظ سے فوج ہو کر رہ جائے گا۔ اور اس کے  
نتیجے میں حکومت پاکستان، بھارت کے آگے ٹھٹھے ٹھیک و چھپرے پر ہوا جائے گی  
اسی بناء پر بھارتی لیڈر بڑے فخر و کبر و کے ساتھ یہ اعلان کر رہے تھے۔  
پاکستان چھ مہینہ سے زیادہ قائم نہیں رہے گا۔ اور اکھنڈ بھارت میں کر  
رہے ہیں اس پر آشوب اور سخت انتقامی فوری ہیں جب کہ پاکستانی قوم  
اور پاکستان کے عوام نہایت غم و اشتغال کے ساتھ حالات پر نظر کیا  
چئے کی کوشش میں سرگرم عمل تھے۔ آنے والے تباہ حالی ہمارے ہیں کی شکست  
امداد و راز و کار ہیں۔ ہمارے والدہ ساتھیوں اور ہندوؤں کے اشتیاقات ہیں۔ ہر  
نئی صورت اور اس کے ساتھ ساتھ اس دامن کی شرابی، اقتصادی و سماجی  
کی بحالی۔ اور سماجی و معاشرتی حالات کے درست رکھنے میں لگے ہوئے تھے۔  
نیز و اخلاقی اور سماجی انتہائی مسائل کا رونا و بھلا ہو کر رہے تھے۔ اس  
تارک و ذلت میں شکست خوردہ وقت فروش وہابی کھد اور ہی سوچ رہے تھے۔  
بلکروں کٹے کہ انہیں اس وقت بہت دور کی سوچ و دور ہی تھی۔ یہ لوگ حکومت  
پاکستان، پاکستانی قوم اور پاکستانی عوام سے اپنی ذلت و شکست کا انتقام  
لیتا چاہتے تھے۔ پھر گورنمنٹ انعام۔ ان کے دل و دماغ میں پاکستان کے منتقل  
اس قدر زہر پھرتا تھا کہ تمام پاکستان کے بعد ہمارے ہیں تقریر کرتے ہوئے  
و باہیوں کے پیشوا و اشرارہ ہمارے ہیں نے اعلان کیا کہ پاکستان ایک  
بازاری صورت ہے جس کو احرار نے چھوڑ کر قبول کیا ہے۔ لہذا یہ اشتیاقی و ملت

و بائی مولویوں اور ان کے متعلقین نے حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ ایک طرف شہرہ وں تصابات اور دیہات میں زرعی و غیر زرعی مشروکہ ملک کے زیادہ سے زیادہ الاٹمنٹ حاصل کرنے شروع کر دیے۔ اور دوسری طرف پاکستان کے اطراف و حواض میں اچھے مدرسے اور اسکول قائم کرنے میں مصروف ہو گئے۔ دوسری طرف مسلمانوں کے چند مدرسے اور عظیمات و کولہ کے تبلیغ اسلام کی خاطر میں وہاں بیت کی نقش و اشاعت شروع کر دی۔ ٹھہرا اور تقریب سے اختلافی مسائل کو جو اس کے مسلمانوں میں انتشار برپا کرنے اور باہمی سرکشوں کرانے کی بدنامی ترکیب، پہلے شروع کر دیا۔ اور سب سابق عقائد و ملت و جماعت کی ترویج اور بات باندہ بد و شرک کا باقائرم کر دیا۔ جو بعضی طرف پاکستان میں اسلامی حکومت اور آئین اسلامی کے تھوسے لگا کر عیدان سیاست میں متکام آرائی کا آغاز کر دیا۔ لوگ حکومت پاکستان کو غیر اسلامی قرار دے کر باپ حکومت کو پریشان کرنے اور عوام کو حکومت کے خلاف پھیلانے کی خاطر نیت سے مسائل کو نمونہ کرنے لگے۔ اور باغریز طرف کچھ دہائی مولوی ذاتی و فرقہ مفادات کے تحت اور باپ حکومت کا تقریب حاصل کر کے حکومت کو خلاف انداز ہونے کی خاطر ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کر دیا۔ مولوی اصول و دین کے مطابق مذہب کی خاطر میں و قندار کا شفا دیتے تھے۔ ان کا اصل مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو کشتی و دہائی کے ٹھکرے میں اُٹھا کر باہم بڑا دیں تاکہ ملک میں انتشار و دامن اور فرائض کی تکمیل جائے۔ اور یہاں تک جو اور باپ حکومت و اعلیٰ نظم و نسق اور امن و امان کرنے مشغول و مصروف رہی۔ اور پھر ان کی فہم و جان کی پاکتار و وطن کاروائیوں کا تقابل کیسے کیے ساتھ ذکر کریں۔ نیز یہ کہ اور باپ حکومت کی توجہ سماج پر نہ تھی بلکہ ان کی دیکھائی و اختتام سے ہٹ جائے۔ اور ملک میں

شدید بحران واقع ہو سکے تاکہ بھارتی حکومت اس سے فائدہ اٹھا کر پھر اور کر کے میں کامیاب ہو جائے اور اگر اس طرح بھی مقصد حاصل نہ ہو۔ تو وہاں بیت کی نشر و اشاعت کر کے عوام کو زیادہ سے زیادہ اپنا جمعیہ بنانے کی اختیارات میں کامیابی حاصل کر کے ملک کو ریاست و دہائی میں تبدیل کر دیا جائے اور اس طرح مسلم لیگی رہنماؤں اور مسیحی عوام سے اپنی شکست کا ہتھیار لے سکیں مگر اسے اسے بسا آ کر دیکھ خاک شدہ۔

خام سر ہے نہ ہمارے قومی و چٹاؤں نے انتہائی تحمل و بردباری سے ہندو اور دہرادھ منشی کے سائبان تمام حالات کا مردانہ و انتہائی کیا پیشانہ ملانے انتہائی جماعت پر موقوف ہے اس وقت و مریں ہر نظام بد پر نظام سے چند بدنامی پرستی کا نشان اور مظاہرہ کرنے ہوئے قوم کی سرکار ہندوستانی قومی و دہائی کی شدید اشتعال انگیزوں کے باوجود خود کو ششمن ہونے اور نہ ہی قوم کو ششمن ہونے و باطلہ و دہائی مولویوں کی سربراہی و انتہائی۔ یا مغربی اور ان کی ان سوز حرکات کا جواب اطلاق و تہمت ہے کہ و امر میں رہتے ہوئے مولویوں کو بد دینے رہے اور اس طرح ان کی مذہم سازشوں کو ناکام اور ان کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا کر کھینچ دیا۔ ملانے حق کے اس ہوشیارانہ رویے اور ان کی کھانا نہ تہ و جہد کے نتیجہ میں نہ صرف یہ کہ ملک میں امن و امان بحال رہا بلکہ ای بڑے ان دین غنائے عافیت و طرخی ہے ملک کی خضاء کو سارا رکھ کر پاکستان کی ترقی و ترقی و ترقی کو بڑے اطمینان اور سرگرمی کے ساتھ ملک کے اختتام اور ترقی کے لئے کام کرنے میں پوری پوری مدد سمجھائی۔ رشتہ رشتہ ہمارے کے مسائل حل ہوتے رہے اور ملک بلکہ اعلیٰ ترقی اور اختتام کے راستہ پر چل رہی ہوگی۔ پاکستان اپنے اکیس سالہ دور میں سیاسی اعتبار سے بہت ترسکین حالات اور انقلابات سے گزر چکا ہے۔ اور اس کے





میں راز کی بات کہہ دی۔ گما مولانا انگشتا معایت اکبر آپ بھی اسی زمرہ میں داخل نہیں، جو چٹا کوٹ سے بیجاگ کر پاکستان آئے؟ ظاہر ہے کہ مژدہ صاحب کے پاس غرضی کے سوا اس سوال کا اور کوئی جواب ہو سکتا تھا۔

نیز قیام پاکستان کے بعد درقان اعظم علیہ الرحمۃ کے ہنساتے ہوئے پاکستان میں بٹا لینے کا جو خود گستاخ مودودی، آپا ہاتھ قوم کا اعظم محمد علی جناح کی شان میں انتہائی غلطی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کرتا ہے کہ قاضی اعظم کا گھر ہے۔

مودودی کے اصل الفاظ یہ ہیں: اس اداکار کا پاٹس اور اسے میں سب سے زیادہ نام ہے۔ (کتاب مذکور صفحہ ۱۷)

**جمعیتہ العلماۃ اسلام** واضح رہے کہ جمعیتہ العلماۃ اسلام کا انگریزی نام اور بانی مولویوں کی تنظیم جمعیتہ العلماۃ ہندک پاکستان میں ایک شاخ ہے۔ مولیٰ جمعیتہ العلماۃ ہند جو لاہور میں قومی اور پاکستان دشمنی کی وجہ سے انتہائی بدنام ہے۔ انگریزی مولوی جو قیام پاکستان سے قبل پاکستان کی سخت مخالفت کرتے رہے تھے۔ پاکستان میں جمعیتہ العلماۃ اسلام کی آڑ میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہوئے ہیں۔

وہ ہندی دہائی مولویوں میں سے جب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی اور ان کے چند رفیقوں نے گھر پر پاکستان کی حمایت کا فیصلہ کیا اور جمعیتہ العلماۃ ہند سے منقطع ہو کر حصوں پاکستان کی جدوجہد میں شریک ہو گئے تو انہوں نے جمعیتہ العلماۃ اسلام کے نام سے اپنی تنظیم قائم کر لی تھی۔ مگر ان کے بعد جب یہ تنظیم عملاً دم توڑ گئی تو پاکستان دشمن دہائی مولویوں نے اسی نام سے اپنی تنظیم قائم کر لی۔ اور آج تک اسی نام کو استعمال کر رہے ہیں۔ ان کے متعلق چند شہادتیں ملاحظہ ہوں۔ مودودہ جمعیتہ العلماۃ اسلام لاہور میں علما کی جمعیتہ العلماۃ ہند کی پاکستانی شاخ ہے۔ کچھ عرصہ پہلے اس شاخ میں ایک منظر پر شہید

خسوف پیرا جو گیا تھا۔ تو عادت سے والعلوم دیوبند کے فارسی محقق صاحب (لاہوری) نے پاکستانی تشہیرت کا اس شاخ میں مصاحبت کرنی تھی اور غرضی مودودہ جمعیتہ العلماۃ اسلام کے شرکاء سمجھتا وہ لوگ ہیں۔ جو پاکستان کے نظریے سے ہمیشہ مختلف رہے اور جمعیتہ العلماۃ ہند وہ دیوبند سے وابستہ رہے اور اس لئے وقت کا مودودہ غرضی مودودہ پیرا لاہور۔ علی کے چاہنے والے ہیں یعنی مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی قائم فرمودہ جمعیتہ العلماۃ اسلام اندرونی بذلتی کا اظہار ہو کر موت و زیست کی کشمکش میں مبتلا ہو گئی اور لاہوری اور لاہوری علی کے علاوہ ان سے اس موقع کو غیبت جانا دیا انہوں نے جمعیتہ العلماۃ اسلام کے خاتمہ عالی میں اپنا پوٹو اعلیٰ کرنے کی مساعی شروع کر دیں۔ اس مقصد کے لئے ان کی نگہداشت نہ لاہور کے ایک سادہ لوح عالم دین یعنی مولانا احمد علی کوٹا مولانا احمد علی نے اس موقع پر لاہوری حضرات کی تشہیر پر ہادی کا اظہار فرمایا اور پھر لاہوری حضرات نے کوئی نئی تنظیم بنانے کے بجائے جہاں بلب جمعیتہ علماۃ اسلام کے نئے خالی پڑے جہاں نے کی شرمناک تدبیر کی جہاں ان میں دہریہ کی توجہ کے ماتحت پاکستان کے تقریباً تمام لاہوری، لاہوری اور سرحدی حضرات نے غائب ہیں ایک روز جمع ہو کر جمعیتہ علماۃ اسلام کا نام بٹھایا اور اس کا صدر مولانا احمد علی کوٹا دیا اور پھر جسٹس نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ جس جمعیتہ علماۃ اسلام کی مسند پر ساڑھے سال تک نظریہ پاکستان کے مودودہ حامی علماء متمکن رہے وہ ان اپ نظریہ پاکستان کے پڑنے مخالفت اور ہندو غرضیوں کے قدیم پیروار مسند پر ناہو ہو گئے اور علما کی اس مشہور جماعت پر ہندوستان پاکستان کی جگہ نواخان ہندوستان کا تعریف قائم ہو گیا اس طرے۔ غرضیوں کے تعریف میں مغللوں کے نہیں۔ . . . ان کے اندر ہندوستان کے ایک مرتد پیر پاکستان میں تازہ ہو گئی۔ ایک طرف ہندوستان کے ماتحت اس کے

سرور خان عبدالغفار سلطان مہر بخش کی قربان کے مولوی غلام پست بھٹو اور  
احمد کے مولوی غلام غوث بزاروی خراسانی نے (کتاب مولانا محمود دیوبند اور  
جہان اسلام) لکھی ملام کی نظر میں

مفتی محمود اور غلام نوٹ ہزارویؒ کی طرف سے تحریک پاکستان کے سخت مخالفت۔ انھوں نے بحارت کے سرگرم حامی اور کانگریسی لیڈروں کے مشہور سامعین پر برائے۔ انھوں نے تحریک پاکستان کو ناکام بنانے کے لئے مختلف جدوجہد کی اور ۱۹۴۷ء کے انتخابات میں مسلم لیگ کو شکست دینے کی صورتوں کو پیش کرتے رہے۔ اور ہندو لیڈروں کا ایک حلال کھینے کی خاطر انھوں نے قائدین مسلم لیگ اور قائد اعظمؒ کے خلاف انتہائی وریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا۔ ملک کے طول و عرض میں تحریک پاکستان مسلم لیگ اور قائد اعظمؒ کے خلاف دھواں دھار نظریے پھیلنے لگے رہے ہیں۔ پاکستان میں بغضِ نعلی اب تک ایسے افراد کی بکثرت موجود ہیں جو ان کو غلام پاکستان سے بیٹے و حقوں سے محروم سمجھتے ہیں اور ان کے سابقہ جدوجہد کو درستہ ابھی تک تسلیم نہیں کرتے۔ موجودہ جمیعت العلماء اسلام کانگریسی اور احمدی علماء و محدثین کے اور برادر بھائیوں، ائمہ و علماء کی پاکستانی شاخ ہے۔ مفتی محمد صاحب ان لوگوں کے ساتھ شامل تھے جنہوں نے پاکستان کی شدید جانور پر مخالفت کی۔ یہاں تک کہ قائد اعظمؒ کو لافظِ عظمیٰ کہا جیتے ہوئے کے علاوہ غلام نوٹ ہزاروی صاحب بھی تحریک پاکستان کے مخالف اور کانگریسی کے ہمنوا تھے۔ ڈاکٹر ارشد احمد جوہر کا داد۔ روزنامہ نوائے وقت ۲۷ مارچ ۱۹۷۱ء مولوی غلام نوٹ ہزارویؒ ۱۰ اگست ۱۹۷۱ء تک قائد اعظمؒ اور نظریہ پاکستان کے مخالف تھے۔ لاہور میں احرار کا وہ جلسہ جس میں قائد اعظمؒ کو ملوث علی القلمینے لافظِ عظمیٰ کہا اس کے صدر بھی غلام نوٹ ہزاروی تھے۔ وہ کسی اخبار میں گھس گھس

کہ انہوں نے قاتل اعظم اور مسلم لیگ کی آخری وقت تک مخالفت کی۔ وزارت  
عسکری کی آمد کے دنوں میں امراتہ انفرنس کے سالانہ اجلاس ہزاروں ان کا  
غلیظہ پاکستان کے خلاف و اسماقی قہر و غضب میں ڈوبا ہوا تھا۔ روزنامہ  
ترجمان احرار کے پڑنے شماروں میں اس کی دشنام پڑی شہادت موجود ہے  
وہ اس وقت اتفاقاً لندن تھیں اس کے علاوہ کئی دن اخبارات و رسائل میں  
و افغان حال کے ایسے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے ایسے لوگوں  
کی نقاب کشائی ہوتی ہے۔ اس کتاب میں ایسے مضامین کا حصہ نہ مقرر  
ہے نہ ممکن بلکہ مقصود بعض اہلدار حقیقت ہے جو مندرجہ بالا اوجہات  
خرابی واضح ہوتا ہے۔ لیکن تعجب تو اس بات پر ہے کہ کسی لوگ جو تحریک  
پاکستان کو زنا م بنا دیتے ہیں ایڈی پیوٹی کا رور تھانے رہے ہیں۔ قیام  
پاکستان کے بعد انہیں پناہ ملی پاکستان میں ہی نصیب ہوئی اور وہ دنیا  
پاکستان ہے جس پر یہ لوگ حکومت کرنے کے خواب تک دیکھنے لگے ہیں۔ انہیں  
ابھی الوقت و اپنی پاکستان کے بڑے ٹھکانوں اور مسلمانوں کے بچے ہمدردین کو انہیں  
فریب دینا پڑتا ہے۔ اسلام کے علمبرداران کراچی کا حاکم کے ملازمین اور  
اس کو شش میں ہیں کہ مسلمانوں کے وہ مسائل کے مسند اقدار پر قسط  
ہو جائیں۔ شاید یہ قتل غرض و ہوائی اپنے سابقہ کار کو فراموش کر کے بولنا  
یا مسلمان فراموش کرونا چاہتے ہوں مگر انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ  
مسلم عوام نے ان کے کار کو فراموش نہیں کیا ہے۔ انہیں اچھی طرح یاد ہے  
کہ ان لوگوں نے مسلم لیگ کے مخالفین پاکستان کو زنا م کرنے کی پڑ قرار دے کر  
اس کا مذاق اڑایا ہائی۔ غرض ان کے انتہا بات میں مسلم لیگ کو شکست دینے  
کے جویش میں مسلم لیگ کو وہ وہاں حرام قرار دے رہا تھا۔ یہاں تک کہ یہ علوم  
کے بچے مدد و اس اسلام کے علمبرداروں ہوائی کو بھی مسلم قسمی میں اس قدر  
سے گذر گئے کہ مسلم لیگ کے حامی مسلمانوں کو کافروں سے بھی بدتر قرار دے

وہ تھے بعض اہل حرم میں کہ مسلمان مسلمان ایک کی قیادت میں حصول پاکستان کی جدوجہد کیا کیوں کر رہے ہیں۔ وہابیوں کے صبر و استقامت پر رشیدانہ لکھنویوں کی وادھی غلامی پر کیوں رضامند نہیں ہوتے۔ وہابی مولویوں کی بات مان کر ان کا کھانا بھارت قبول کیوں نہیں کر لیتے۔ ایک دروازہ پر کھتا ہے مسلمان برطانوی پر سوال کرنا کہ مسحق ہو کر کون پر آفتان اور اسلام سے ایسی چوہدری پر تھی کہ انہوں نے مقتدر قومیت کی حمایت کا فقرہ کہوں نہ کیا تھا اور پاکستان کے قیام کی زبردستی مخالفت کیوں نہ تھی مگر یہ غلط ہے کہ مسحق صاحب نے ایک خیریت بھی ساور فرمایا تھا کہ ہندوستان کی تمام قوموں سے رشتہ نامہ کرنا جائز ہے لیکن کسی مسلمان کسی مسلمان لڑکی کا نکاح جائز نہیں بلکہ وہ اسلام آباد اور لاہور ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو ان اہل حق پر بڑا درد و غم لگے کہ ملت لاہور کو فتح کرنا اور لاہور کے باشندوں کو فتح کرنا اس سوال کا جواب دینا تمام وہابیہ کے فتنے ہے۔

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ فَعَالِينَ -

محمد ثعلبی، تمام پاکستان سے قبل، تمام پاکستان کے ورثوں اور تمام  
پاکستان کے بعد کے واقعات پر مشتمل قابل ترویج تحقیقی کی روشنی میں وہ اپنی  
موجودہ کردار و وضع میں پہنچا۔ اگرچہ مجھے اس کا بھی اعتراف ہے کہ ان کے  
مشعل کشی کے لیے جو بحث طلب اور شدید محنتیں ہیں اگرچہ ان کے خلاف توجہ مرکوز  
ملوث ہو چکا ہے۔ لہذا مزید طوالت سے بچنے کی خاطر سرور صحت، اسی پر اکتفا کرنا  
ہوں۔ اگر اگلے سال کے اجازت دی جائے تو انشاء اللہ ثعلبی اپنی اپنی  
ہر ایک الگ تصنیف میں غریب و بھلا کے ساتھ روشنی ڈالنے کی کوشش  
کروں گا۔ واللہ المستعان۔

آخر میں لکھی ہوئی کہ مسلمانان پاکستان کو تمام ممالک میں ملک و ملت اور زبان  
حکومت، خدو و ان معنی پھر گارانتی و دہائی کی سرگرمیوں پر ہمہ وقت کڑی نظر  
رکھیں تاکہ اگر کوئی ایسے مخصوص شخص کاروں کے ذریعے اقتصاد پر قابض ہو کر

حکومت پاکستان کو ریاستوں میں بنا دینے یا اس میں ناکامی کی صورت میں اپنے چارے تقایین والی نعمت ہماری لیڈر رول کو خواب کی شکل بھارتی سرحدوں کے اندر رہنے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ دوما علیہنا اللہ العالیہ العالیہ۔

دومرا باب

جنگ آزادی ۱۹۴۷ء اور تحریک پاکستان کے ہیرو

مشائخ و علمائے اہلسنت و جماعت (بریلویہ)

کی تقریروں پر کہ مروجہ زمانہ میں امام وقت مجتہد دین وقت حضرت  
احمد رضا خان صاحب بریلوی نے مسلمانوں کے نقش نما پر چھپنے سے  
علائے حق کے گردا گرد اپنا پایا اور آخری وقت تک علماء مشنہ کے مقابلہ میں  
سینہ سپر رہے۔ اور اپنی خدا وادہ جنت سے شہر بریلی کو ملا حق کا مرکز بنا  
دیا تو ترجمان پاک و جندس علماء حق اور علماء مشنہ و بریلی مولویوں کا فرق  
ظاہر ہوا۔ اور عوام علائے حق کی پہچان کے لئے انہیں بریلی سے نسبت دینا  
مروج ہو گیا۔

مذکورہ امام صاحب علماء حق، اہلسنت و جماعت کو علماء بریلویہ اور  
دوسرے مولویوں کو دہائی سمجھا اور کہا جاتے تھے تو دہائی مولوی بڑے  
شیطانے تھے کہ اب اپنی دہائیت کو کینہ کر چکے ہیں۔ بہت بڑے بیچنے پر کسی  
جب یہ لوگ اپنی دہائیت کو نہ چھپا سکے تو بالآخر انہوں نے اپنی مخصوص  
حکومت جعلی کے کام پتے ہوئے خود کو اہلسنت و جماعت کے علائے مشنہ کو  
پنا بچا دیا۔ دہائیہ کے تمام گروہ عوام، مقلدوں یا غیر مقلد اپنی تحریر و  
میں خود کو اہلسنت و جماعت کہہ رہے ہیں۔ گویا یہ لوگ دہائیت کے  
کوٹھے کے کوکھ اٹا کر کے علائے مشنہ بن گئے ہیں۔ لیکن ان کی یہ کوشش بھی  
نا کام رہتی ہے۔ جیسا کہ متعلق اہلسنت و جماعت کے ساتھ لفظ بریلی  
کسی صورت میں نہیں لکھ سکتے اور ان کا کھڑا ظاہر ہو جاتا ہے۔ غلام احمد۔  
اس ضروری وضاحت کے بعد اب آئیے اصل موضوع کی جانب۔

متحدہ ہندوستان میں جب انگریز نے سازشوں کے جال بچھا کر نہایت  
تھکاری کے ساتھ اس پر قدم جما لئے اور اس ملک کے باشندوں پر  
طرح طرح کے مظالم ڈھائے شروع کئے تو باشندگان ہند کے دلوں میں  
فدائی طور پر عاصی و ظالم انگریز کے خلاف شدید گرم و غلہ پیدا ہو گیا۔  
اور حضرت بڑھنچکی، شہسوار، انگریزوں نے جب مسلمانوں کے آخری شہرہ

مجاہد سلطان علی شہید کو اپنے راستہ سے ہٹا دیا تو اب علائے بریلی کے  
جانشین مجاہدین کے سوا ان کی مزاحمت کرنے والا کوئی طاقت اس لئے کہ  
سید احمد اور اسماعیل دہلوی کے چکر دہائی، غیر تقلیدین و اہلحدیث  
اور دہلوی ہندی و دہائی مولوی اپنے پیروؤں کے مشن پر کاربند تھے اور  
انگریز حکومت کی وفاداری کو اپنا نصب العین قرار دے چکے تھے  
چنانچہ اس کی تفصیل آپ اپنے باب میں پڑھ چکے ہیں۔ پس ایک طرف  
دہائی مولویوں کا وہ شریک کار رہے۔ جو مذکور ہوا در دوسری طرف  
علائے حق اہلسنت و جماعت کا یہ حامی کار رہا ہے۔ جو نہایت اختصار  
کے ساتھ درج قریب ہے جن علائے اہلسنت نے مشنہ کی جنگ آزادی  
میں ہندوستانی مجاہدین کو راہ دیکھا اور اس وقت حکومت برطانوی کے خلاف  
مردانہ جہاد میں جہاد فرمایا۔ جبکہ انگریزوں کے ظلم و ستم اور جہاد قوت  
کو دیکھ کر بڑے بڑے ہمدردوں کا ہتھ پائی ہوتا تھا اور دہائی مولوی  
سکھران انگریزوں کی تشغوی حاصل کر کے لئے خوشامد جا بولیں اور ان  
کی عاصی سرانی میں مصروف تھے۔ انگریز کے خلاف جہاد کو ناپاک عوام اور  
خشوع قرار دے رہے تھے۔ انگریز گورنمنٹ کی مخالفت کے لئے یہاں  
آزادی کے خلاف میں ہمدردی کرنے والے کو کہنے کے سعادت دارین  
سمجھتے تھے۔ ان مجاہدین ملک و ملت اور علائے اہلسنت میں سے۔  
مولانا افضل حق خیر آبادی، مولانا مفتی عنایت احمد کوروی، مولانا  
فیض احمد دہلوی، مولانا امام بخش مسہانی، مولانا رضی اللہ باری  
مولانا مسیح کفایت علی، قاضی مراد آبادی، مولانا سید مبارک شاہ دہلوی  
اور مولانا مسیح محمد شاہ (رحمہم اللہ علیہم) کے نام صرف فرست ہیں۔ ان  
مجاہدین قوت و ظالم انگریز کے خلاف شدید گرم و غلہ میں شہسوار  
مجاہدین دہلوی اس کی نظر میں تھے۔ ان مجاہدین کا وقت نے جنگ

آزادی میں جو ناپاؤں خداوند سرعام دیے وہ ہماری قومی تاریخ میں بڑے شہداء اور شہری باب کا اضافہ کرتی ہیں۔

برصغیر پاک و ہند سے اجنبی انقلاب کو تسلیم کرنے کی مدت چند میں ملانے والی تھی کہ کارنامے انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ اس سلسلہ میں علامہ اقبال نے نئے جو رنگ و تازگی، جو مصائب و ہلاکت کئے اور جو مشکلات سے دوچار ہوئے کوئی دوسرا طبقہ کسی کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ ان علامہ نے اہمیت کے اس تصور اور ان حالات میں ہر قوم آزادی لہا لیا اور اس وقت نعرہ حریت بلند کیا جب چاروں جانب ظلم و ستم کی کھینکھٹاں اٹھ رہی تھیں۔ جبکہ آزادی کا نام لینے والے کی سزا پھانسی تھی۔ ہر دہائی کے شور سے کسی صورت کم نہ تھی۔ اس پاکیزہ گرمی کے زریعہ حصول آزادی اور قومی اقتدار سے نجات حاصل کرنا ایک خالص شہری اور قومی مسئلہ تھا۔ اس لئے وہ ہر شعبہ سے بے نیاز و جو کر میدان جہاد میں کود پڑے۔

یہ خطر کو بڑا آتش کر دینے والی عقل نے جو نمائشائے لیڈر بھی قومی توحید آزادی کے ان پردوں میں سے ہر ایک کی داستان تاریک کا ایک مستقل باب ہے۔ ان شیلڈ یاں ملک و ملت کے مفصل و مکمل حالات کی علامت بن کر کھڑے ہوئے ایک ایک مستقل تصنیف و نگارش۔ اور اس کتاب میں ہر جگہ ان اہم و اہم کے گہوارے کا انعقاد ہے ان کے گہوارے کا انعقاد ملی اظہار مطلوب ہے۔ لہذا ان شیلڈ یاں میں سے چند ایک کا ذکر مختصر کر دینا کافی سمجھتا ہوں کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ

کچھ لوگ تھے کہ ملت کے سانچوں میں داخل تھے  
کچھ لوگ تھے کہ ملت کے سانچے بدل گئے

سفید فام و سیاہ دل انگریز کی کچھری میں مولانا فضل علی نعرہ دیتی تھیں انگریزی حکومت کا باجی بنیں اور ہمیشہ باجی رہیں گے۔

جب ششہ کی جنگ آزادی شروع ہوئی تو اس وقت مولانا فضل علی مقام انور قیام پذیر تھے۔ وہیں رہ کر آزادی نعرہ دینے کا منظم کرتے اور اس سلسلہ میں اس کے واسطے کوشاں رہے۔ اس سلسلہ میں وہی کثرت لائے۔ اس اثنا میں بادشاہ بہادر شاہ ظفر سے ملنے اور ضروری مشورے کرتے اور ناپاؤں آزادی اور سرگرمیوں کے کام فراہم جاری فرماتے تھے۔ بادشاہ نے گہری بات پر چلنے آزادی شروع کرنے اور اس میں مسلمانوں کو شرکت پر آمادہ کرنے کے لئے باقاعدہ ایک فتویٰ مولانا مفتوح کے ایما اور مشورہ سے مرتب کیا گیا جس پر سرحد صلاہ کے دستخط ملے تھے۔ یہی فتویٰ مولانا کی گرفتاری کا سبب بنا جو ۱۹۰۶ء میں ششہ کی انگریزی فوج نے شہر دہلی کو فتح کر لیا اور انگریزی کا بازار گرم کر دیا تھا۔ مولانا کا بیان ہے کہ وہ دہلی پر انگریزی افواج کی فتح کے بعد ایک روز مکان میں بند رہے اور اس دوران انہیں کھانے پینے کی کوئی چیز نہ ملی۔ باغی روز کے بعد اپنے اہل و عیال کے ہمراہ ٹھوکرہ پور سے واپس آئے۔ دہلی میں چھپ چھپ کر کھلے اور سخت تکلیف کے ماحول میں کھڑے ہوئے جن علی گڑھ کے ایک مقام پر بھیجنے لگے۔ دہلی پر سے انھارہ دن کچھ رہے۔ آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالحق بھی آپ کے ہمراہ تھے اور روز کے بعد بھیجنے کوڑے عبداللہ اور خان نے سائلہ کے ساتھ شہر بھیجنے پر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے انہیں دریائے پانچنیا دیا۔ اور کچھ مدت اسی طرح کچھ رہے۔ جب ملک و کشور سے عام معافی کا اعلان کیا تو مولانا اس اعلان پر غصہ کر کے ہوئے اپنے وطن خیر آباد کو شریعت سے

لئے قربان تھے۔ مجھے اس بات کا بالکل خیال نہ رہا۔ کہ بھائیوں کے حمد و  
 بیان پر کچھ حسد اور رنج دہی کی قسم و طعن ہوا تھا کسی صورت میں بھی درست  
 نہیں خصوصاً جب وہ بے دین و مغرور کی جڑ و سر کا لکھنؤ خاں نہ ہو بلکہ الٹوار  
 الٹدہ کی نگہ دل تو شیر کا دوسرا اطمینان سے گذر گئے۔ چہرہ و آدمیوں نے مغربی  
 کی اور مولانا کو ان کے مکان سے گرفتار کر لیا گیا۔ اور مقدمہ کے طے لکھنے لائے  
 کئے بعض کتاہوں سے معذور ہوتا ہے کہ انصاف و شہادت میں سبوتاژ کرے لکھنؤ  
 لا گیا اور ان کے سلطنت مغلیہ سے وفاداری، فتوے کے تباہی کے اجراء اور  
 انگریز کے خلاف بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلا گیا مولانا اپنا مقدمہ خود  
 ہی لڑتے اور سرکاری وکیل سے بحث کرتے تھے ان کے بیانات میں کراسسٹرو  
 نہ رہا کہ دینے کا مشورہ دیا۔ ایک روز مولانا نے عدالت کے سامنے ٹھہری  
 خود ہی تصدیق کر دی۔ اور کہا توئی کی توقع میں نے ہی دیا تھا۔ گواہ  
 نے میرے خلاف پہلے بیانی میں ہی کہا تھا۔ اب وہ میری صورت و بیکہ کر رہا  
 ہو گیا ہے۔ اور اپنے پہلے بیان سے جو سچ تھا مٹا کر مٹا کر دیا ہے۔ فتویٰ میرا ہی  
 تھا جو اس وقت جگہ عدالت میں کھڑا ہوں۔ وہی راستہ رکھتا  
 ہوں جو فتویٰ میں ظاہر ہو گیا ہے۔ میں انگریز حکومت کا باغی ہوں اور ہمیشہ  
 باغی رہوں گا۔ انگریز اور حاکم کی عدالت میں مولانا کا مقدمہ درج تھا اس کے  
 اہستہ میں مولانا فرماتے ہیں کہ میرا معاملہ ایسے حاکم کے سپرد کر دیا گیا ہے جو  
 معذور ہے۔ ہم کرنا بھی جانتا تھا اس ظالم نے میری جلا وطنی اور گرفتاری کا فیصلہ  
 کر دیا مولانا کو گرفتار بنا کر روہڑے شو کی سزا دی تھی۔ ان کی تمام کتابیں  
 بھی ضبط کر لی گئیں۔ مال کا بھی ضبط کر لیا گیا اور پوری مالک مشغولہ  
 غیر معقولہ سے معذور قرار دے کر انگریز حکومت نے مولانا کے اہل و عیال کو  
 بدلتی ضمانت سے بھی نکال دیا۔ مولانا ہی پرچہ پر قبضہ کر کے اس میں لافانی  
 بیگ دیا گیا کہ اسے باغی میں مولانا کو سخت اذیت تاکہ سزا میں دئی گئیں۔ اپنے

پوری زندگی آرام و راحت، اور رخصت شدہ لکھنؤ سے آزادی تھی۔ لیکن اب وہ  
 محض پریم آزادی کی یاد میں بھروسہ کا شہدہ وراثت کر رہے تھے اور آسانی  
 ملکیت میں مبتلا تھے مولانا سے جملہ ملک کی خاصی تعلق اور ان کو جو کچھ ان  
 ضمانت کو بھی، اگر بیرون تھے۔ یہی پریم بغاوت میں وہ ان سے جدا تھے۔ نہیں مگر ان کی ذمہ داری  
 اور کوری اور ملحقہ خطہ کریم کے دیوانہ کی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ اپنے  
 دور میں بڑے علما و فضلاء میں شمار ہوتے تھے۔ لیکن وہ ان کی زندگی بدرجہ  
 غایت بحلیت وہ اور انساں کی مولانا خود وہ ان کے حالات کا نقشہ کھینچتے  
 ہوئے لکھتے ہیں۔ ایک اور ناخوشی یہاں ہی علاقہ میں اس میں کوشیاں گزار  
 کھائیں اور وہ ان میں وہ ان کی دہریہ کی طریقہ ترقی نسیم حکمران وزیر مولانا  
 بھی زیادہ سخت۔ تھرا احتیاط سے زیادہ کڑوی۔ باغی مسلمانوں کے ذریعہ بڑے  
 گروہ رساں۔ اس کے سنگر بنے بدل کی کھلسیاں۔ وہ ان کے تیر تارے کے  
 بارہ میں قربان تھے۔ یہی گروہ کوشیاں پر چتر جس میں ضعیف و مرشد سمجھا ہوا۔  
 جس میں کوشیاں ہیں۔ یہاں ہی نام و آراء و خارش بے حد حساب۔ آدم غلط  
 علاقہ کی سہولتیں ختم۔ سخت و زبردستی کو باغی رکھنے کی تمام صورتیں غائب۔  
 زخم موحشے تو انہی مال کی کوئی شکل نہیں۔

مولانا نے باغی تھے تو ان میں سخت شفقت کا نام دیا گیا۔ ان کے سپرد  
 کام کیا گیا کہ وہ راستوں کی صفائی کریں۔ اور کوڑا کرکٹ اٹھا کر دورے یا کر  
 بھیجیں۔ ان کے کپڑے اتار دئے گئے۔ اور دینے کے لئے صرف ایک مہینہ اور  
 ایک ماہ اور دیکھیں۔ باغیوں میں جو اپنے کی بھی اجازت دینی۔ وہاں کچھ شہزاد  
 کے پاس ملحقہ ضمانت کے لئے ایک عالم دین مقرر تھے۔ ایک روز مہینہ ضمانت صاحب  
 کے پاس علم ہوتی کہ ایک نفی کتاب آئی۔ اس عالم دین سے اس کے کہا کہ اس  
 کتاب کی عبارت درست کر دیں۔ مگر وہ اچھی طرح کام نہ کر سکے اور کتاب ٹوٹا  
 فضل حق صاحب کے پاس لے آئے۔ مولانا نے اس کتاب کی عبارت بھی درست



رہے ہیں۔ علامہ فضل حق خیر آبادی نے انگریزوں کے خلاف اتالی و سہ کر  
مسلمانوں کو رہا کر دیا۔ اولیٰ خیر آبادی کے ایک بانی خیر آبادی کا لقب ہو کر ما اور  
ان بہادران ملک و قحط کے ساتھ انگریزوں نے وہ سلوک کیا کہ اس دور  
تسلیم و تسلیم میں اس قدر شرم سے ان کی اپنی گردن جھک جاتی ہے۔ علامہ  
آمرانہ اور خواص و خواص کی تنہا ہی کی داستان بڑی طویل ہے۔ لاکھوں جانوں  
کو تختہ دار پر چڑھا گیا۔ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد کو گورگور کاؤن وغیرہ  
میں خربانی کے جانوروں کی طرح ذبح کیا گیا۔ کھٹے تیلے بہوں کو پیروں تلے ڈال  
گیا اور کتنی عقیقت پسندیاں ان کے منہ کی سیاہی کا سامان بنیں۔ ہزاروں کی  
تعداد میں ہندوستانی باشندوں کو جلا وطن کر دیا گیا۔ مسیحا سامیلسٹین  
میں شہر کوہرا دی مبنی ثابت احمد کو گوری مبنی مظہر کوہر دسرا باوٹی مبنی  
کے لئے کالہ پانی کی سزا تجویز ہوئی۔

مولانا فضل حق خیر آبادی مبنی باقی خیر آبادی کے لئے سلطان مغلیہ کی  
وفا داری، خزانے جہاد اور مجرم بغاوت میں مولانا کو شہر کے رہنما قرار  
دئے گئے۔ کھٹے تیلے، مقلد مرچلا، مولانا موصوفہ کے فیصلے کے لئے جی جی مبنی  
ایک اسپرٹ و واقعات میں کراہل چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا۔ غلری کرل  
کے مقابل مولانا قویہ بحث کرتے تھے، بلکہ عدالت یہ اتفاق چن لیا۔ اپنے اور  
خود کو قتل کرنے اور پھر شعلہ نارنگی و قافوئی و لالہ سے نوٹورہ کے۔ کج  
لے صدر اصد و کے عدس مولانا سے تجویز بر کام بھی لیکھا تھا اور وہ  
مولانا کی عظمت و شہرہ مبنی واقعت تھا وہ دل سے چاہتا تھا کہ مولانا مبنی ہو  
جائیں کرے تو کیا کرے۔ ظاہر ہے جو بر تھا کہ مولانا مبنی ہو جائیں گے مگر با  
فریل لا بواب تھے اور پھر و کار مقلد و شہرہ مبنی کر م اس قدر خیر آبادی نے خیر آباد  
میں غلط بھی کیا تھا کہ مولانا لکھا و لکھا مولانا مبنی ہو جائیں گے۔ اب آپ  
مولانا کی انا کا خطا کر رہے ہیں مولانا کا یہ انداز کہ جس جگہ نے فتویٰ کی

خیر آبادی مبنی اس نے اپنے بیان کی تکلیف کو ہی ورنہ کیا کہ فتویٰ دینے والے  
یہ فضل حق نہیں ہیں۔ بلکہ وہ کوئی دوسرے شخص ہیں۔ یہ فیضان خیر آبادی کا  
کی زندگی نہ کہ زندگی مسلمانوں کی زندگی کو کسی چیز میں نہیں دے سکتا۔  
آئینہ جوں مردان حق کوئی و بڑا کی اندر کے فیضان کو آتی ہیں و بڑا ہی  
کو دے دے دن جو فیضان وادین تھا۔ مولانا نے اپنے اور مولانا کے تمام  
الفاظ کی ایک ایک کر کے نہ کر دیا۔ لیکن فتویٰ جہاد کی تصدیق کی غرض سے اپنے  
گواہ کے بھی کہا تھا۔ اور پورٹ با اصل میں لکھوادی تھی۔ اب عدالت میں یہ  
عدالت و یکہ کر مر خوب ہو گیا اور مقلد بول گیا ہے۔ وہ فتویٰ میں ہے میرا  
قصا ہوا ہے۔ اور آج اس وقت بھی میری یاد ہے کہ مولانا کا یہ اقرار  
میں کو کج نظر پ کر رہ گیا۔ گویا اب گستاخ مبنی بھی کیا گیا وہ کج تھی۔ عدالت  
جس و دام کا فیصلہ سنا دیا۔ اور آپ نے کمال مسرت و مسرہ پیشانی نے سن  
فیصلہ سنا کر کو گستاخ میں پھر کیا تھا۔ آپ جہاد کا انداز بیان روا نہ کر دے تھے۔  
یونکہ انگریزوں کے غلبہ میں حق کوئی و راست بازی ایسا مجرم ہے جو کج  
مسافت نہیں چھوڑتا۔

مولانا جس دن انڈیا ن روانہ ہوئے تھے۔ اسی دن مولانا کے صاحبزادوں  
اور مولانا کے مولانا کی رہائی کے لئے اپیل اور کر دی تھی۔ وہ اپیل خدا کا  
سال کے بعد فیضان مبنی مقلد مرچلا۔ رہائی کا پورا حاصل کر کے علامہ کے چہرے  
سایا ہوا ہے مولانا شمس الحق صاحب انڈیا ن روانہ ہوئے۔ وہ ان جہاد سے  
آخر کر خیر میں گئے۔ تو دور ہی سے ایک بہادر نظر پڑا جو بڑی و مسرہ و دعائم  
چلا رہا تھا اور اس کے پیچھے ایک مجرم غیر تھا۔ قریب تک کر دریافت کیا۔ تو  
معلوم ہوا کہ مولانا مقلد مرچلا مبنی لکھا کہ ہندوستانی کے کجا و اصل مقلد  
مولانا فضل حق خیر آبادی واصل حق ہو گئے۔ اب مجرم دعا کرنے جا رہے ہیں۔  
مولانا کے صاحبزادے بھی بعد وصوت و اس شہرہ مقلد مبنی گئے اور ان کا نام



و انہوں کو لے آئے۔ انکا نام قرآن فیہ کی محققیت۔ مولانا کی موت آزاد  
نے شایاں کو کھینچ دیا کہ وہ انگریزوں کا احسان تھا کہ پھر وہ اس  
حکوم اور اسلام ملک پر ہائیں اور اپنی آنکھوں سے اسلام کی تباہی و بربادی  
اور دین خیز کی تارکی دیکھیں۔ (رسالہ نظام الدینیت۔ لاہور ۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء)  
ناظرین باسب اول میں وہابی مولویوں کے گروا کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ اسناد  
سے یہیں گزرا ان میں سے کوئی ایک بھی اسبا نظر آئے۔ کہ جسے حق پرستی حق  
گوئی اور اسلام و دینی کے معیار پر گروا اور درست کمر لگیں۔ کیا ای میں سے  
کوئی ایک بھی ایسا ہے۔ جیسے اہلسنت و جماعت کے دیگر علمائے حق سے تعلق  
نظر کر کے عین ایک مرد حق علامہ فضل حق علیہ الرحمہ کا قابل ملاحظہ کیا جاسکے۔  
نہیں ہے کہ کوئی وہابی صاحب اپنی مخصوص حکمت عملی کا مظاہرہ کرتے  
ہوئے کہ۔ کہ مولانا افضل حق وہابی تھے۔ لہذا اس حدیث کے پیش نظر یہ  
وضاحت کر دینا مناسب بلکہ انتہائی ضروری سمجھتا ہوں کہ محمد رسولہ تعالیٰ

علامہ فضل حق خیر آبادی کے اہلسنت و جماعت اور وہابیوں کے  
مخالف تھا لہذا تھے۔ حضرت علامہ مہر موم و خورشید وہابی نے جوئے غاص  
بڑا اور کوسنا بیوت ہو سکتا ہے۔ کہ آپ بعد تعالیٰ اسلام کے سچے شیعہ تھے۔  
حق پرست، حق گو اور دین کی خاطر دنیا کو ٹھکرا نے واسطے بے مثال مجاہد تھے۔  
اور وہ وہ صفات ہیں۔ جو وہابیہ کی حد میں ان صفات کا کسی وہابی میں  
ہوا خاں و خاں ہے کہ اجتماع حدیث کا محال ہونا بدیہیات میں سے ہے۔ پھر  
اس کے علاوہ مولانا مسکوتہ کے وہابی نے جوئے شہوت میں ناقابل تردید پیش  
ہوئے ہیں۔ جسے ملاحظہ فرمائیے۔

مولانا فضل حق خیر آبادی کے وہابی نہ ہو چکے نہایت ہیں مرزا غالب کی گویسی  
مرزا غالب مرزا مہر موم کے نام ایک کتاب میں لکھتے ہیں غرض انکا

نظم اعلا۔ امیر الدین مولوی محمد فضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے رقم خفا و باہمی  
بازمان فارسی ایک رسالہ (انتخاب انظیر) لکھا ہے۔ اور اس حدیث کے علاوہ  
اس پر کتب میں ہیں؟ (ذرا درمکاشات غالب) (مکتبہ)

مولانا فضل حق خیر آبادی کی فرمائش پر مرزا غالب نے عقائد و باہمی

کے رد میں نظم لکھی۔ مولوی الطاف حسین حالی کا بیان ہے کہ مولانا  
فضل حق مرزا کے بڑے دوست تھے جو کہ مولانا کو وہابیوں سے سخت کلفت  
تھی۔ انہوں نے نہایت اصرار کے ساتھ یہ فرمائش کی کہ فارسی میں وہابیوں  
کے خلاف ایک منشوی کہہ دو جس میں اختصار نظر کے ساتھ کو بیان کرو۔  
اس مسئلہ میں مولانا اسما خاں کی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین کا مثل ممکن بالذات  
اور مستحکم بالیقین ہے۔ یہ خلاف اس کے مولانا فضل حق کی یہ رائے تھی کہ خاتم النبیین  
صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل ممکن بالذات ہے۔ ملاحظہ فرمائے ایک منشوی جو کہ  
ان کے کلمات میں منشویات کے مسئلہ میں پیش منشی تھی ہے۔ تاکہ مولانا کو سناں۔  
انہوں نے بے انتہا تعریف کی۔ مرزا نے اس منشوی کو اس طرح نظم کر کے یہ

یک جهان تا جنت کلام نہیں است	قد رتب حق را نہیک عالم پس است
خواب آذر ہر ذرہ آرد عالمے	جم بود ہر عالمے را خاتمے
ہر کجسا بجا کار عالم بخود	رحمت اللعالمین ہم بخود
کثرت ابراج عالم خوب تر	یا ہر یک عالم و مقام خوب تر
ذریکے عالم و داتا خاتم کج	حد ہزاراں عالم و خاتم کج
غالب امین احمدیہ بند ہم ہے	خود ہم بر خوشی معجز ہم ہے
آنکے ختم المرسلینش خواہند	دائم از نور سید نقیش خواہند

یہ وہی وہابی مولوی اسماعیل دہلوی کا ذکر ہے۔ جو سید احمد رائے دہلوی  
کا ساتھی اور توجہ الایمان لاہور کے رہنما تھے۔

ایں الفت لائے گا استفادہ حاصل ہوگا۔ حکم ناطق معنی اطلاق و امت  
نفاذ و ہر عام کے تحت اگر وہ صد عالم بودہا تو یکے تحت  
مشغول اندر کمال ذاتی است لاجرم شش محال ذاتی است  
نہیں عقیدت پر نہ کوہم و استقام

نامہ را دورے نورم و استقام (اذا رافا شہا لہما)

مولانا فیض احمد بدایونی و دیگر علما نے اہلسنت و جماعت کشالی

جہد نہ جماؤ۔ انہیں باب اول میں دو بانی مولویوں کی انگریزوں کی  
قدردانی خدمات اور بدلتاوی حکومت سے وفاداری اور جان نثاری کی  
کیفیت کا ذکر کیے ہیں۔ اس کے مقابل میں علما نے اہلسنت کا شاندار اور  
بلند کردار بھی دیکھیں اور وراثت واری و غیر جان نثاری کے ساتھ فیصلہ  
کریں کہ غریب آبادی کے یہ اور اور جہاد علما نے اہلسنت و جماعت ہیں۔  
یا ایہ الوقت دو بانی مولوی

مولانا فیض احمد بدایونی نے بریلی اور آگرہ میں انگریزوں کے خلاف  
جہاد کا فتویٰ دیا۔ اور مسلمانوں کو انگریزی اقتدار سے نجات حاصل کرنے  
کے لئے ولولہ انگیز کرتے ہیں۔ ان کے عوام میں غریب آبادی کی ایک لکھ  
دو لکھ اور روپیلی تھ کے عوام جہاد آبادی کے لئے میدان جہاد میں کود  
پڑے۔ اسی طرح دیگر علما نے کوہم ملحق حمایت احمد کا کوہی ہفتی گزری  
بدایونی اور مولانا کافی مراد آبادی سے تمام انگریزوں کے خلاف جہاد میں  
گزار دی۔ (مقت روزہ اقدام لاہور ۲۶ مئی ۱۹۴۷ء)

مجاہد اعظم مولانا سید کفایت علی کافی مراد آبادی شہید

آپ نے انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا اور مسلمانوں کو اپنی شہر

بدایونی سے جہاد کے لئے ہر قوم کی قربانیاں و بچے کی تقابلیں کی جس کی وجہ سے  
انگریزوں کے خلاف جہاد کی خبر کا دور کوہستانی۔ انگریزی حکومت نے آپ کو  
جہاد کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ کوہپ کے چار چھ ماہ اور شہزاد آبادی میں  
کوئی بھی واقعہ نہ ہوئی۔ آپ نے انگریزوں کی عدالت میں بھی صاف گواہی دی کہ  
مسلمان کا فرض ہے کہ آبادی کی خاطر جہاد کرے اور انگریزوں کو ملک چھوڑ  
کمال وینہ کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے دریغ کرنے سے جہاد پر حکومت بڑا ہے  
نے انہیں مرادے موت سنائی۔ اور جہاد کسی پر جہاد آپ نہایت مبارکی  
کے ساتھ خوشی سے جھومتے ہوئے تختہ دار پر آئے اور کہ شہادت پر جانوں  
عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھاؤ اور  
سے پڑھتے ہوئے جام شہادت نوش فرما گئے۔

کوئی کل باقی بچے کا نہیں رہ جاتا تھا پھر رسول اللہ وین حسین ہا جی کا  
اطلس کوہپ کی پشواکس پر فانی ہو اس کی بیان پر فانی کفن رہ جاتا تھا  
سب جہاد جہاد کا فانی کفن جہاد نصرت حضرت لازوال پر کفن رہ جاتا تھا  
(اشعار اہل قریہ)

الفرق جس وقت سنی علماء حق فرنگی اقتدار کو ختم کر دینے کی خاطر شہر  
جہاد گئے۔ دو بانی مولوی فرنگی اقتدار کے استحکام کے لئے سرحد کی بازی لگاتے  
ہوئے تھے۔ تو ایک جہاد کوہستانی و کردار دے تھے۔ مجاہدین آبادی کے خلاف  
برسر پڑ تھے اور انگریزوں کے خلاف جہاد کوہرام قمر دے رہے تھے اور  
دنیا دی منادات حاصل کرنے کی خاطر قزاق و حدیث میں تحریک کے کہ اپنی  
وہمیت و مظاہرہ کر رہے تھے۔ غیر فعل دو بانی بدایونی کو اب صدیق مسلمان  
ہو چکی صاف بطور کہتا ہے۔ جتنے لوگوں نے جہاد پر اشتہار کیا ہیں شہر  
خدا کو کیا اور تمام انکشاف سے برسر خدا ہوئے۔ وہ سب سب متعلقان  
نہ سب حنفیہ تھے و فقہان حدیث نبوی اقرمان و بانی مسلمان

تحریک پاکستان اور علماۓ اہلسنت و جماعت بریلویہ

صورتاج علمائے حق مولانا شاہ احمد رضا خان

مستباح کے علاوہ مینا، علیحدت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ملک کی گہری اور غلط سیاست سے اس بچا کو بیکر سیاست کو اپنانا، اسلام کی برتری اور مسلمانوں کی برتری کے نقطے ہمیشہ صید نہ رہے۔ مسلم لیگ نے بددیہی اور قومی نظریے چاہی کیا۔ علیحدت بریلوی جت پہلے اس کی نشان دہی نہ فرما چکے تھے۔ جب آپ کے سامنے کانڈھوں کی آواز اچلی اور جسے درج بندی و دیگر دلی کوئی نہیں دے گا، ان کو کھڑے تواس وقت آپ نے غصہ کانڈھوں کی مار جا رہا تھا بلکہ ان اور مسلمانوں کو بندھنوں کی سازشوں سے خبردار کیا۔ اسلام و اہل اسلام کے خلاف کانگریس کے تاجدار، غلام کو غلط وقت میں وقت لے کر اپنی جھڑپ سے کوئی فائدہ اس وقت کہا نہیں۔

[illegible][illegible]

عجب اگرچہ ایک چھوٹے سے ملک تھا اور مسلمانوں کے سامراج کے سلطان تو  
کو غلام بنانے کے ساتھ ہی شہر و دیہاتوں کو غلام بنانے کے لئے بھیجتا تھا  
اور جہیز دلاتا تھا۔ لیکن اس کا ساتھ دے کر پاکستان کی بنیاد کی تھی  
میں، بڑی چوٹی کا زور صرف کر رہا۔ یہ ان کی پُرانی روایات تھیں ان لوگوں  
کی نڈھال حکمرانوں کا وہاں تک کہ خود سے نکلتے اور مسلم لیگ کو ختم کرنے کی ہڑت  
کوشش کریں۔ چنانچہ اُچھال رہی کی سازش سے یہ مسلم لیگ رخصت ہو گئی  
تھی شہرہ شہرہ۔ ان لوگوں نے آخری دم تک پاکستان کی مخالفت کی۔

علاوہ حق نے جہاں سے عسکر کی تحریک کا آزادی میں ہزاروں قربانیاں دیں  
وہاں تحریک پاکستان میں بھی حضرات مشائخ حقیقہ اور صلوات کے کام کو جاری رکھا  
جسے ان تمام حضرات نے مسلم لیگ کے جوہر تلے روا کر اپنی انھما کو پیشکش  
کی اور انھما کی افغانی کی جہانچہ حضرت پیر صاحب دکنوٹی شریف، صاحبزادہ  
غلام محی الدین صاحب گولڑہ شریف، حضرت پیر صاحب علی شاہ صاحبہ شریف  
علی پوری، حضرت پیر صاحب مانگی شریف، خواجہ غلام الدین صاحبہ شریف

و غیر ہم نے جہود و ہندو زادی میں جو نایاں خدمات انجام دیں وہ درود و خوشی کی طرح واضح ہیں۔ ان کے علاوہ مبلغ اسلام علامہ محمد اعلیٰ صاحب قادیانوی نے مسلمانوں کی طرف سے کئی کام کا دورہ کر کے پاکستان کی اہمیت کو دنیا پر واضح کیا اور غیر اسلام مشہور ہوئے۔ مولانا عبدالحق صاحب دیوبند مولانا ابوالحسنات مرحوم دہلی کے سبب الانصاف لاہور مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی مولانا عبدالغفور صاحب میر تقی میر صاحب میر تقی میر صاحب سیالکوٹی مولانا محمد رفیع صاحب میر تقی میر صاحب قادیانوی مولانا محمد عارف اللہ صاحب میر تقی میر صاحب ملک کا دورہ کر کے سونے ہوئے مسلمانوں کو بیدار کیا۔ یہاں تک کہ ان کے مقتدر سلطانے کرام کو وفادار کشمیری بھی گیا اور محمد رفیع صاحب میر تقی میر کو کافی خوراک نہایتی خدمت میں شہادت مسیحی سجادہ نشین مولانا پاک شہید دین مسلمانوں کے پیش قدمی قادیان سے قادیان میں مقیم رہا۔ (مفت روزہ اقبال لاہور ۲۶ مئی ۱۹۷۷ء)

مولانا فاضل مولانا حکیم محمد نعیم الدین صاحب قادیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے غایب ہیں۔ آپ نے کئی پارسوں اور رابرینڈنوں سے مناظرے کئے۔ جس میں بے شک تعالیٰ آپ کو شاندار کامیابیاں نصیب ہوئیں۔ قادیان و لاہور کے بعد جب قادیان پاکستان کا آغاز ہوا تو آپ بھی میدان عمل میں آئے۔ اور پاکستان کی حمایت میں تقریریں کرتے رہے۔ آپ نے ۱۹۷۱ء میں آن لائن پاکستانی کانفرنس شہر بنارس میں منعقد کر کے تمام علاقے اپسٹنٹ و کاثولک کو ایک ایجنڈے پر جمع کیا۔ اس کانفرنس میں تقریباً دو ہزار علاقے کرام شریک ہوئے۔ آپ نے اس کانفرنس میں دو گھنٹہ تک تقریر کی اور علاقے کرام سے اپیل کی کہ وہ علم کو قادیان

پاکستان کی جلی طور پر بردار و تائید کریں۔ آپ نے اس غرض سے کئی قادیان و لاہور میں کئی جلسے اتفاق رائے سے منظور کیا۔ بنا بریں کئی کانفرنس کے بعد بھی آپ ہندوستان کے مختلف حصوں میں تشریف لے گئے اور بڑے بڑے عظیم مقامی جلسوں میں پاکستان کی حمایت میں فصیح و بلیغ تقریریں کرتے رہے۔

خطیب اللہ مولانا سید محمد رضا صاحب قادیانوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ شریک آزادی کے ایک نامور دانشور ہیں جنہوں نے مسلمانوں کی حالت اور قادیان پاکستان کے مسئلے میں بے پناہ کوشاں کیا ہے۔ آپ تقریباً پچھلے ملک کا طوفانی دورہ کر کے مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت اور حصول پاکستان کے لئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ نے صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کے ساتھ قادیان کی مشکلات اور مواقع کے باوجود ان اشد بے بسی کا نفس شہید کی اور اس میں پاکستان کی حمایت میں ایک نہایت فصیح و بلیغ اور جامع تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جس نے قادیان کو زبردست تقویت پہنچائی اور کائنات میں حلقوں میں صحابہ کرام کی یاد دہانی۔

امیر ملت مولانا خاں خطیب جماعت علی شاہ صاحب قادیان علی پوری رحمۃ اللہ علیہ قادیان پاکستان میں آپ کی جہود و کوشاں ہے۔ اور آپ کے حصول پاکستان کی خاطر نایاں خدمات سر انجام دی ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں جب قادیان پاکستان منظور ہوئی تو آپ نے اس کی زبردست حمایت کی اور اپنے مواقع میں مسلم عوام کو مسلم لیگ کی حمایت کرنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کا علاقہ ارادیت اس قدر وسیع ہے کہ پاکستان کے تمام شعبوں میں آپ کے شریک و دوست ہیں۔ بکثرت موجود ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں جب مرکزی اسمبلی کے انتخاب کا زمانہ آیا تو

آپ نے اپنے صاحبزادوں، بھائیوں اور خلیفہ، کو کھانا کھاؤں شہر شہر دور کر کے  
مسلمانوں کو مسلم لیگ کی حمایت پر آمادہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور آپ خود بھی  
مہارت مانی کے باوجود مشورہ سرحد میں تشریف لے گئے اور وہاں کے مشائخ کے ہوا  
تمام قوم پر کا دورہ کر کے مسلم لیگ کی حمایت اور پاکستان کے حق میں رائے عامہ  
کو ہوا دیا۔ مشورہ سرحد میں بھی آپ کے قریب ہی حکومت تھے۔ آپ نے ان سب  
فرزادوں کو صحت دیا کہ وہ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے  
اپنے دستخط سے خود آدم آشتیادانت شائع کئے جن میں لوگوں سے مسلم لیگ کو  
ووٹ دینے کی اپیل کی گئی تھی اور دیکھا تھا کہ جو کوئی مسلمان مسلم لیگ کی حمایت  
نہیں کرے گا۔ اس کو دوسرے کے اہل و عیال کو مسلمانوں کے برستاروں میں دفن  
نہیں کرنے دیا جائے گا۔ تمام امت میں مسلم لیگ کی شاندار کامیابی کے بعد بھی آپ  
پاکستان کی حمایت میں نظریہ برقرار رکھتے تھے۔ تو گورنر جنرل میں،  
ایک مسلمانوں کو دوسرا کا فرین کا پتا تو تم کس پرچم کے ساتھ میں رہنا چاہتے  
ہو؟ آپ کی قربانی مبارک سے جس وقت، ملازمت ختم، حاضرین کو یہ یاد کر دینا  
تھے اور اسی وقت یہ غصہ بلند ہونے لگے مسلم لیگ کے زور بار بڑا ہوا، مطلق زندہ ہو۔  
لے کر رہیں گے پاکستان اور لوگ و عیال و عیال مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کرنے  
لگتے اور آپ ان سب مسلم لیگ اور پاکستان کی دعا واری کا صحت چاہتے تھے۔  
تمام پاکستان کے بعد بھی آپ کو پاکستان سے گہرا تعلق رہا۔ آپ جب بھی دعا فرماتے  
تو پاکستان کے احکام و قرنی کی دعا فرمادیتے۔ آپ نے عامہ طور پر یہ بھی فرمایا  
معلیٰ نور مسیحا صلوات اللہ علیہ میں وفات پائی۔ انا باللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا ابوالحسن اسد قادری عالم حزب الامت لاہور

آپ کا نام نامی دینی اور سیاسی عقائد میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔  
آپ شہر لاہور سے تعلق رکھتے تھے۔ تحریک پاکستان کی حمایت میں آپ کی خدمات نمایاں

شاندار ہیں۔ آپ نے جب قرار دیا کہ کھانا شہر شہر کوئی نوٹس کے جواب  
میں مولوی ابوالکلام آزاد کی سرپرستی میں ہنگامہ دینی مسلم کا لفرنس، شہر  
ہوئی جس میں سبھی نے اعلان ہندو مجلس احمدیہ اور شیخو بہنیں کا لفرنس نے  
تشریف کی اس کا لفرنس میں ملک کی تقسیم اور تقیام پاکستان کی شدید مخالفت  
کی گئی تھی۔ آپ نے اس کے جواب میں ہنگامہ شہر لاہور سنی جمعیۃ العلماء پاکستان  
کی بنیاد رکھ کر تقسیم ملک اور تقیام پاکستان کی زبردست حمایت کا اعلان  
فرمایا اور ہندوستان کا دورہ کرتے ہوئے مختلف شہروں اور ضلعیات میں شاعری  
کیلئے منعقد کر کے مسلم حوام کو دہلیہ کی مسلم کا لفرنس کے، ائمہ سے خبردار اور  
بشمار رہتے ہوئے پاکستان کی بھرپور حمایت کر کے پراکھار کیا۔ جس طرح آپ  
فریضہ حج ادا کرنے کا قصد فرماتے تو وہاں آپ نے مالک اسلام کے مقام  
کو مسکن قیام پاکستان کی اہمیت سے آگاہ کیا اور انہیں اس پر رضامند کر لیا۔  
کہ وہ اپنے اپنے ملک کی جانب سے پاکستان کے حق میں موقوفہ آزاد بخند کریں گے۔  
خصوصاً مصری اور شامی علماء نے آپ کی تعاریر کو بہت پسند کیا۔ فریضہ حج  
ادا کر کے آپ وطن تشریف لائے تو ان دنوں مرکزی اسمبلی کے انتخابات کا زمانہ  
تھا۔ آپ نے آتے ہی مسلم لیگ کا سیلاب بنانے کے لئے شروع کر دیا۔ سادہ الفاظی  
مہم میں حق دینا شروع کیا۔ جگہ جگہ جلسے منعقد کرنے اور اپنی مشعلوں بیلوں سے  
فرزندان کو حید کے دلوں کو گرمانے اور حاضرین سے ہاتھ اٹھوا کر وعدہ لینے کہ  
اپنے ووٹ ہر صورت مسلم لیگ کو دیں گے اور تحریک پاکستان کو کامیاب کرنے  
کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ آپ کی یہ بات نہ سنا کر سب سے تنگ  
اکثر حاضرین کو ان کی حکومت نے آپ کی طرح طرح کی پابندیوں لگا کر آپ کی  
مہم کو روکنے کی کوشش کی مگر آپ حکومت کی ہر پابندی کو توڑتے اور  
بدستور تقریریں کرتے رہے۔ اسی مہم کے سلسلہ میں آپ مشورہ سرحد میں تشریف  
لے گئے اور پھر صاحب اعلیٰ شریعت اور دیگر مشائخ کی معیت میں دورہ کرتے اور

جلسوں میں تقریریں کرتے رہے۔ آپ کئی مرتبہ گرفتار بھی ہوئے مگر آپ کے جذبات خیریت میں کئی کئی واقعہ ہو سکی۔ تیسرا پاکستان کے بعد جب بنیاد کشمیر شروع ہوا تو آپ اس میں بھی پیش پیش رہے۔ اور نازی کشمیر مشہور ہوئے۔ انفرنس آپ کی تمام عمر اسلام اور اہل اسلام کی خدمت میں بسر ہوئی۔ آپ نے ہر مرحلہ پر باطل اور باطل کا ٹکڑا کاٹ کر مٹا دیا۔ آپ نے ہر محفل سے لے کر نیاں چکر حق کا یوں بالاکش کی جتنی جہد کی کہ وہ جتنی رہے۔ تا آخر کو ۲۰ جنوری ۱۹۷۴ کو آپ نے اپنی جان، جان آفرین کے چہرہ کی۔ آپ کا دار حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار کے احاطہ میں واقع ہے۔ وہ حق تعالیٰ حضرت الاعظم مولانا عبدالحامد دہلوی کی مظلوم صفت، اول کے رہنا اور باقی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے سہمہ ساتھی اور تحریک پاکستان کے سرگرم حامد ہیں۔ ان کے جس اجلاس میں قرار داد پاکستان منظور ہوئی۔ آپ اس میں شریک تھے۔ آپ نے تحریک پاکستان میں نمایاں کارنامے سر انجام دیے ہیں۔ آپ نے مسلم حوام کو تحریک پاکستان کی جڑ و جہد میں شغف کرنے میں اپنی تمام توانائیوں کو صرف کر دیا۔ بڑے بڑے جلسوں میں اپنی خطابت کے جوہر دکھاتے، اور کانگریسیوں کو باغی مولویوں کی جڑ وادار کے دہلا دینے کے جواب دیتے۔ آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ لاہور میں بھی آپ شریک ہوئے۔ اور ملتان میں حق کی تنظیم میں حصہ لیا۔ آپ مسلم لیگ کی دعوت پر لائل پور بھی تشریف لے گئے۔ اور وہاں تحریک پاکستان کے سلسلہ میں بڑا کام کیا۔ مولانا کے مکرزی اختلافات کے زمانہ میں مشہور سرحد کے کانگریسیوں اور سرحدیوں کا زور توڑنے کے لئے حضرت میر صاحب دہلوی شریف نے غصہ و کینہ کے ساتھ قائد اعظم سے سفارش کی۔ مگر جہاں وہ دوسرے مشائخ و علماء کو کہیں۔ وہاں مولانا عبدالحامد دہلوی کو ضرورت نہیں چتا ہے

قائد اعظم نے میر صاحب دہلوی شریف کی سفارش پر مولانا کو خاص طور پر مشہور سرحد تشریف لے جانے کا حکم دیا۔ آپ نے مشہور سرحد کے تمام حالت خیر انداز میں تقریریں کیں اور سرحدی مسلمانوں کو نیا پاکستان کی ضرورت کا احساس دلایا جس کے نتیجے میں خلیفہ مسٹر بدل کر مسلم لیگ اور پاکستان کے حق میں ہو گئی اور آپ کے سامنے دہلی کا ٹریڈیسی مولویوں اور سرحدیوں کا کوئی داؤ کا کر نہ ہو سکا۔ مکرزی اسمبلی کے اختلافات کے بعد بھی آپ مشہور سرحد کے دور پر متعزز و متہمس تشریف لے جاتے ہیں۔ آپ آج کل کراچی میں مقیم ہیں۔ اور جینہ العلاء پاکستان کراچی کے صدر ہیں۔ نیز آپ حکومت کی قائم کردہ اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن بھی ہیں۔

حضرت علامہ مولانا عبدالحامد دہلوی مظلوم وزیر آباد

آپ اہلسنت و جماعت کے عظیم رہنما اور بلند پایہ عالم حق ہیں۔ آپ ہمیشہ حق کی حمایت میں باطل کے خلاف مواد اور سین سپر رہے ہیں۔ تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات شاندار اور مثالی ہیں۔ دشمنی ملک و ملت آپ کے نام سے کانپتے رہے ہیں۔ تحریک پاکستان و مسلم لیگ کے مخالفین اپنی مولویوں کا زور توڑنے میں آپ قابل فخر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ آپ کی دلوں کی تقریریں نے وہاں کے جتنے کھڑا دیے۔ اور مسلم حوام کو ان کے مکر و خدائے سے باخبر کر دیا۔ انہیں وہاں کی سازشوں سے بچا لیا۔ آنے والی نسلیں آپ کی عظیم خدمات پر فخر کریں گی۔ جن دنوں تحریک پاکستان کا آغاز ہوا۔ ان دنوں بھی آپ وزیر آباد میں ہی مقیم تھے۔ اپنی دلی دوسرے ازمادی و کانگریسیوں کو باغی مولویوں کا بڑا زور تھا۔ آپ نے ان کے زور کو توڑنے کی خاطر انھیں سخت کی۔ آپ نے قائد اعظم کو وزیر آباد آنے کی دعوت دی۔ جسے قائد اعظم نے منظور کیا اور وزیر آباد تشریف لائے۔ مولانا



محمد علی جناح، قوام برادر، لیاقت علی خان، قوام برادر، امین خان اور دیگر اکابرین  
مسلم لیگ نے خطاب کیا۔ اس موقع پر سندھ اسمبلی کے آٹھ مسلم لیگ رہنما نے  
مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ ان آٹھ لیگ رہنما میں سے چار خلیفہ تھے  
جنہیں پیر صاحب موسکوت نے احیاء اسلام کی طرف سے کامیاب کر لیا تھا  
جناح، پیر پاشا، امین خان، پیر صاحب کے حکم سے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

قائد اعظم اور قوام برادر، قوام لیاقت علی خان سے ملاقات کے نتیجے میں پیر  
صاحب نے اپنی جماعت احیاء اسلام کو مسلم لیگ میں ملا کر لے لیا، اعلان فرمایا  
اور اس دن سے آپ نے مسلم لیگ کے رہنما کی حیثیت سے تحریک پاکستان کے  
لئے خود کو وقف کر دیا۔ آپ کی قیادت کو ششویں گزشتہ میں سندھ کے مشہور  
معروف اور عالم الشرائع عظیم میں سے حضرت آغا عبدالرشید جہاں سونگہ  
اور قائد محمود انجم جہاں رہنمائی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور ان حضرت  
نے حصول پاکستان کے لئے مسلم لیگ کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اور برصغیر کی  
قرائیاں دیتے رہے۔ پیر صاحب بھرپور ہمدردی سے مسلم لیگ کو اپنا حصہ  
کرائے اور تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کی خاطر مختلف شہروں اور  
مقامات پر پیہ پیہ جلسے منعقد کرانے شروع کئے۔ جتنا پڑے بعض اوقات  
پندرہ پندرہ دن مسلسل جلسوں کا پروگرام جاری رہتا۔ حضرت عظیم  
احمد سعید صاحب کاظمی، عالی شیخ، امین بیٹ، ہامدا، سلامی، ریاض، قوام  
مولانا احمد، قائد صاحب، احمد، چوہدری، اور مولانا پیر سید مفتوحہ قادری صاحب  
پیر صاحب بھرپور ہمدردی کے زیر صدارت جلسوں میں ملے اور وکٹوریہ تقریریں  
فرماتے اور مسلمانوں کو مسلم لیگ کے لیٹ خام پر حصول پاکستان کے لئے متوجہ  
مسلم ہو جانے کی تاکید فرماتے اور اس کے نتیجے میں روزانہ سینکڑوں ملاوٹوں  
مسلمان مسلم لیگ میں شامل ہوتے چلے گئے اور کانگریس کا زور گھٹا گیا۔  
کانگریسی بہتوں نے اس صورت حال کا تقابذ کرنے کے لئے اپنے ذلیلہ نادر

و باقی مولویوں کو میدان میں لانے لگاں۔ لیکن ان کے خلاف سنی کے سامنے ان  
و باقی مولویوں کی کوئی مثال نہ تھی اور علمائے اہلسنت و جماعت پر مذہب  
کی جہاد نہ ہندو جہاد کے نتیجے میں مسلم لیگ تقابذوں اور جھڑپوں کی بجائے  
انہی دنوں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب عزا و بادی  
اور سید محمد شاہ صاحب محارث کچھو چھو کی مساعی سے بننا کام نیرطہ  
نارنج بنارس موہر، لاہور پرنسپل، قوامی، انڈیا سنی، کانفرنس منعقد کرنی  
اس کانفرنس میں ملک کے ہر گوشہ سے تقریباً دو ہزار مشائخ عظام حاضر  
کرانے شرکت کی۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب حضرت علی پور محمد اور  
حضرت پیر عبد الرحمن بھوٹائی شریعت بھی نمائندگی شان و شوکت کے  
ساتھ تحریک ہوئے۔

اس عظیم کانفرنس میں متفقہ طور پر حسب ذیل قرارداد منظور کی گئی:-  
۱۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مظلوم پاکستان کی ضرورت  
کتابہ اور اعلان کرنا ہے و علماء و مشائخ اہلسنت، اسلامی حکومت کے  
تقایم کی تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے ہر امکان کی قربانی نہ لگے تیار رہیں۔  
اور اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں۔ جو قرآن اور  
سنت نبویہ کی روشنی میں فقیہی اصولوں کے مطابق ہو۔

۲۔ یہ اجلاس تجویز کرے کہ اسلامی حکومت کے مکمل دائرہ عمل، مرتبہ کرنے  
کے لئے حسب ذیل حقائق کی ایک کمیٹی بنائی جائے

حضرت مولانا شاہ ابوالخا دمیت، قائد صاحب مروت، عظیم کچھو کچھو،  
صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب، قوام بادی، مفتی اعظم ہند  
مولانا مظفر رضا خان صاحب، خلف الرشید، علیہ دین، بریلوی، صدر  
الشریعت حضرت مولانا محمد علی صاحب، حضرت پیر خواجہ عبدالرحمن، عطا  
بھوٹائی، شریعت، سندھ، حضرت پیر سید امین احمد صاحب، کانپور، لکھنؤ،



حضرت مولانا قمر الدین صاحب سب سب شریف، خان مہاراجہ کی بی بی صاحبہ علی  
صاحبہ عذرا س۔ حضرت مولانا شاہ ولیاں رسول غفرلہما جہنم میں ہیں۔  
مناہد میں پیر صاحب بھرچو ٹنڈی شریف کے اکثر رسوخ کا یہ عالم تھا  
کہ مندرجہ کی دواؤں کے زور و ہیل میں جیسا آپ کا ہاتھ رہا ہے، ہاتھ خوب  
پاکستان کے سوال پر انہماک کا سرگرم کا قیام آپ رخصت سفر یا مدینہ لائی شریف  
کے گئے۔ اور مندرجہ زید زینتوں میں قیام کیا میراں اسمی اور زور کی کاریں  
آج ہی اسی وقت تک چوکل کا طوطا کرتی نظر آئیں۔ آپ صاحب کو نماز تہن  
کے ساتھ حکم فرماتے کہ خواہ جس کی ہو جائے بہر صورت مسلم کی امید واریں  
کو کامیاب کرنا ہے اس لئے کہ اس وقت مسلم قوم کی زندگی اور موت کا سوال  
درپیش ہے۔ اور اسی انتخاب کے نتیجے پر مسلمانوں کے متفقین کا دار و ملا ہے۔  
بھرجو تعالیٰ حضرت پیر صاحب بھرچو ٹنڈی شریف اور دیگر مشائخ عظام  
اور ملائے کرام اہلسنت و جماعت برطوبہ کی صاحبی جمیلہ سے مندرجہ میں علی مسلم  
لیک کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی اور دینی موعی اور ان کے آقا حبشہ  
کا تقریبی وقت آمیز شکست کھا گئے۔ بظاہر منکر کتاب و عبادت الرحمن (محسن)  
قیام پاکستان کے قبل ہی تمام کراچی و دوسری مسلم لیگ کا نفرین منہ قدر ہوئی۔  
اس کا نفرین میں علماء و مشائخ اہلسنت نے ہر نوعی ہتھیار اور تحریک پاکستان  
میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ حضرت پیر صاحب بھرچو ٹنڈی شریف کے مشفق  
ہو باری سلطان اس صاحب زینت و داس نگہ کا بیان ہے کہ اس کا نفرین  
میں شریک کے لئے عوام دیرانہ اور دور دراز علاقوں سے سفر کر کے کراچی پہنچ  
رہے تھے ایک بائبل ٹرین میں پیر صاحب مروت اپنے شریکین کو ایک  
شرعی جمیعت کے مجاہد اس کا نفرین میں شرکت کے لئے کراچی شریف لے  
جا رہے تھے۔ یہی اسی ٹرین میں سوار تھے۔ اتفاقاً دیکھا گیا تو معلوم ہوا  
کہ ٹرین پر مسلم لیگ کا پرچم نہیں ہے۔ جیسے لوگوں نے بہت محسوس کیا۔ چند لوگ

پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ٹرین پر مسلم لیگ کا پرچم  
نہیں ہے آپ نے اپنی سبز رنگ کی جھانڈا لٹا کر انہیں مہجیت فرمائی۔ اور  
ارشاد فرمایا۔ یہ یہ میں ہی طرف سے مسلم لیگ کا پرچم لٹاؤ و پیر صاحب کے اس  
جوش و جذبہ کو دیکھ کر عوام نہایت مشتاق ہوئے اور پورے جوش و خروش سے  
نعرے بلند کرتے گئے۔ اسلام زندہ باد۔ مسلم لیگ زندہ باد۔ تھانہ اعظم زندہ  
باد۔ اے کے رہی گئے پاکستان۔ پاکستان کا مطلب کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
اور رضوان پر جوش نعروں سے ٹوٹ پھوٹا۔

حضور پیر صاحب بھرچو ٹنڈی کا قاتل اعظم سے سوال اور قاتل اعظم  
کا جواب:۔ اگلے اس شان و شوکت کے ساتھ ٹرین کی کراچی۔ کراچی  
میں بڑا رول ٹاکسوں کے مجمع نے پیر صاحب کو مصروف کماہت شانداز استقامت  
کیا اور پیر صاحب فلک شگفت نعروں کی فوج میں جلسہ کے مجاہد منزل مقصود  
کو روانہ ہو گئے۔ آپ نے مدد مدد مدد مدد مدد مدد مدد مدد مدد مدد مدد مدد مدد  
قاتل اعظم بھی نماز جمعہ میں شرکت کی تھی۔ پیر صاحب نے نماز جمعہ کے وسط میں  
دولہ لائی گئے تقریر ارشاد فرمائی۔ جس میں آپ نے مسلمانوں کو تہنیتیں فرمائی۔ کہ اس  
وقت ملت اسلامیہ کے لئے زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے۔ مسلمان اگر  
باعزت زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو قاتل اعظم کی داہنہائی میں مسلم لیگ کے  
پلیٹ فارم پر مجتمع ہو کر مقبول پاکستان کے لئے حق ہیں۔ دھن کی بازی لگا  
دیں۔ اور ہر قسم کی قربانیاں دینے کے لئے تیار ہو جائیں۔ بھراؤں نے قاتل اعظم  
کو قاتل کرتے ہوئے فرمایا۔ اس وقت بعض مسلمان کی مہربانست و  
کی خاطر مقبول پاکستان کی جدوجہد میں ہر طرح آپ کے ساتھ ہیں کہیں ایسا  
نہ ہو کہ قیام پاکستان کے بعد آپ پاکستان میں اسلامی آئین نافذ کرنے کے  
وعدے کو پورا نہ کر سکیں اس پر قاتل اعظم نے نہایت غصہ اور جامع الفاظ

میں اپنے اس سخت وعدہ کو توڑ دیا۔ کہ ہم پاکستان میں اس لئے حاصل کرتا ہے۔  
 ہیں۔ پاکستان پاکستان میں خالص اسلامی حکومتوں کے مطابق آزادانہ طور پر  
 زندگی بسر کریں۔ یہی وعدہ کرتا ہوں کہ پاکستان میں اسلامی دستور و آئین  
 نافذ ہو گا۔ یہ سارا صحیح خوش مسرت میں یہ انشیا راعی سے بلند کرتے تھے۔  
 قائد اعظم زندہ باد۔ مسٹر لیگ زندہ باد۔ یہ صاحب ہجر لائی ٹریٹرز ۱۹۵۸ء  
 ان کے علاوہ سندھ کے تمام مشائخ و علمائے اہلسنت و جماعت ملک  
 سہرکے مشائخ و علمائے اہلسنت و جماعت برطانیہ کے ویش بدویش ترکس  
 پاکستان میں نہایت سرگرمی کے ساتھ شریک رہے ہیں۔ اور ملک بھر کے نوکیلا  
 کسی بھی ایک قوم کے ساتھ مشائخ و علمائے حق کے لیا ہوا۔ ہزاروں کو تحقیر  
 سے تحقیر لفظ طعین علی لگوئج کرنے کی کوشش کی جائے تو ختم و فترت ہوا ہو جائے۔  
 اور یہ اتنا مشکل کام ہے کہ فقیر کے پس کا بھی نہیں ہے۔ لہذا اسی پاکستان  
 کو رہا ہوں۔ تاہم شوبہ سندھ کے آنکار برین اہلسنت و جماعت برطانیہ کے  
 سامنے گرامی گفتمان ضروری تھا ہوں۔ جو علم و فضل اور بزرگی کے لحاظ سے  
 اہلسنت و جماعت کا سراپا ہے۔ انھار غریب، آزاد کی تعلیم کا ہوا اور ملک  
 وقت کے سچے درویش و اچھا ہیں۔ اور جن کے کارناموں کا ذکر بعض اس دور  
 سے نہیں کرتا ہوں کہ مجھے ان کے کارناموں کی تفصیل مستند ذرائع سے معلوم  
 نہ ہوگی۔

سندھ کے مایہ ناز مجاہدین آزادی مشائخ عظام و علمائے کرام اہلسنت  
 حضرت آغا بیدار اللہ صاحب سرہندی کا غایب محمد اعظم جان سرہندی۔  
 حضرت شاہ آقا بیدار اللہ جان سرہندی حضرت میر تقی میر صاحب جان سرہندی  
 محمدی حضرت میر تقی میر صاحب سرہندی فاقوی حضرت مولانا مفتی صاحب  
 مفتی اعظم پاکستان و خلیفہ الحدیث جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ صاحب کا اشراف

کو ٹھہر حضرت مولانا آشتاؤ العلماء رحمہ صاب صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ  
 طبیب جامعہ محمدیہ کو ٹھہر حضرت مولانا مفتی سید محمد قیوم عبدالعظیم صاحب  
 ریکٹیوی حضرت مولانا حاج محمد صاحب آزاد کوئی حضرت مولانا مفتی سید  
 محمد ہزیم صاحب گڑھی باسین حضرت مولانا سید محمد قاسم شوقی صاحب لاہور  
 یہ تمام حضرات بقدر جد و جادائی میں سرگرم رہے ہیں اور حصول پاکستان  
 کا خاطر بڑی سے بڑی قربانیاں دیتے رہے ہیں۔

اسے سنیو پاکستان بنا کر دم لو کہ یہ کام صرف تمہارا ہے۔  
 میر شریعت اجلاس میں محارث اعظم کچھ عجیبی دلولو لکھنؤ تاریخی خطبہ  
 ماہ و جب شہرہ طلاق تھی علاؤ الدین میں نظام و رکا خطبہ میر تقی  
 میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا تاریخی اجلاس منعقد ہوا جس میں سنی  
 طبیب، ائمہ مولانا سید محمد صاحب، محدث کچھ عجیبی صدر آل انڈیا سنی  
 کانفرنس نے دلولو لکھنؤ تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جو لفظ الہ الاشراف  
 لکھنؤ دینا الہ الاشراف کے نام سے یہ صورت رسالہ وسیع پیمانہ پر شائع کیا  
 اس فصیح و بلیغ تاریخی خطبہ ایک حصہ خواہ مخواہ بن گیا اور میر تقی  
 کے ساتھ تفسیر و تہما رسندی پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا حصہ تحریک پاکستان  
 سے متعلق ہے جو برصغیر کی مناسبت سے درج ذیل ہے حضرت محدث کچھ عجیبی  
 فرمایا: زبان میں روشنی کے نام پر لکھاؤ کی تاریک آمد یہاں نہیں آدین و قول  
 کہ وہیں کے نام تو پہلے کا دھندلا جاتا ہے۔ کھلے بازار میں قیامت فرود آتی جا۔ یہی ہے  
 سنی فرادھی، تو فرادھی کا بلبل کرکٹ قانون کے رو سے بھی آزاد ہے نام  
 والے علم رکھا اور کام و دنیا سے دور کیا۔ نام کو بھی دوا مرزا تھیں اور نام کچھ  
 و علموں کی غلامی ہو کر آئیں۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 آزاد ہو گئے۔ لغو ہو گئے۔ انھیں اور اپنے باپ کو لگا دھن کی جے منائیں۔

مسلمانوں سے ہیں اور او دشمنوں کے علمبرداروں اب تو تندرگ ایسا چڑھا ہے  
 کہ کچھ ایسا دشوا ہے کہ کوسوی ہی ہیں یا مایوی ہی ہیں۔ سب کچھ جگر سے خواہ  
 تیری خواہی کے قربان کرتے نہ تیرے ہی رہے۔ تیری ہی عظیم تر سے پرانی  
 ایک انج نہ ہے جو دشمنوں کی پٹائی لکیر کے بغیر نہ ہے۔ دشمن کے پاؤں  
 پر توں کو کھڑا نہیں کیا اور کسی قیمت پر اپنے دین کو نہیں بچا۔ نہ یورپ کی چال  
 ان پر چلی نہ کفریت کی سرسرایہ داری کا حال ان کو کچھ سمجھا۔ یہ خواہری  
 کو پاؤں دینے والے۔ یہ عرس و خاتمہ والے۔ یہ میلاد و قہام والے۔ یہ خیر و کبیر  
 نعرہ رسالت والے اسی مقام پر ہے جہاں خواہری کی کرامت نے انہیں کھڑا  
 کر دیا ہے۔ تین ویکہ درم ہوں۔ کہ جیسے اپنے منہ سے خواہرواٹے خوش لگے  
 اخوان میرے ساتھ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہاں مقصد  
 بھی نہایت بلند ہے۔ آج ہمارا جیوش و ہی مقصد ہے۔ جو جنت کے  
 راجہ کو صدیوں پہلے دھرم میں لایا ہے جس نے جیلان والے خوش کو کھینچا  
 پہنچایا ہے جس کے لئے اللہ کا حبیب کتب سے مدینہ اور پھر مدینہ سے خاتون  
 شان کے ساتھ کتب پہنچا جس مقصد کا خلاصہ اور صاف نام خدا کے دین کے  
 پیغام اور اس دینداری کی آزادی ہے۔ ذرہ ذرہ کو مسلم بنانا اور اس  
 کے دھرم کو آزاد رکھنا ہے۔ انسان کو پاک کرنا اور انسانی آبادی کو پاک  
 بنانا ہے۔ جیسے اپنے خواہرے ہیں کہ تہذیب کے زنا ناب روشنی کی اہلیت و  
 استعداد کو نہیں۔ بلکہ کڑے کوڑوں کی کثرت تعذر و کوہیضا ہے۔ گوہر غیا  
 وانی کو پرترا ورا لکھ کے پاک بندوں کو لپیٹ کر کھانا ہے۔ جن خدا مردوں  
 کو زمین پر پاؤں رکھنے کا حق نہیں۔ ان کو وہی اور جن کے لئے زمین پر  
 کھڑے ہونے کو یہی کالقب دیا جاتا ہے۔ فلسطین میں وقت کے ماروں اور  
 کی آواز کو یہی کالقب دیا جاتا ہے۔ سینہ پر لپسا یا جار ہے ہے کہ میں فلسطین  
 چھ ہر ایک ایک ہزار کالقب لکھایا جا رہا ہے۔ انڈونیشیا کے مسلمانوں پر

چھ لگی آزمائی جا رہی ہے۔ اور اگر غصہ ہے کہ خواہرے آپ کا پڑھنا  
 ہوا ہے۔ چھ ہفتے ہوئے کہ وقت فرود شد۔ ستار کے شعلہ کو کھینچوں پر۔  
 مسلمانوں کو دھرمیوں پر صرف چند نکروں کے لئے جھگڑا کر کے ہیں غلط  
 نے دوبارہ اپنا ایک ترقی بنایا ہے۔ اب ایسا ہے جیانی نہیں بلکہ جیالوں  
 کی پاشن ہو گئی ہے۔ اور ان سب کا مقصد یہ ہے۔ کہ خواہرے اور مسلمان بعض  
 صحتی مسلمان کو زہر نہ چھوڑا جائے۔ اسے میرے خواہرے (آپ) و فادار  
 تھے۔ آپ کے اللہ اور آپ کے رسول اور آپ کے اخوان اولیاء کے خلاف  
 آواز سے کہتے تو نہ کشتوں کے مجتہد و دستار سے گورے اور نہ پیش کی  
 آزمائش سے محبوب ہوئے اور صرف اس لئے ان کو چھوڑ دیا کہ ان کے  
 چھوڑے۔ اسے خواہرے آپ کا دامن چھوٹا جاتا تھا۔ جو کسی طرح قابل  
 برواشت نہ تھا۔

شاید ہمارے ہی ایک لنگی کام آتی اور اسی و فاداری پر خواہرے کو رحم  
 کیا۔ کیونکہ بلاشبہ مسلمان ہیں یہ کوئی اللہ ہی کی کرامت ہے کہ ہمارے  
 ان دشمنوں کو پہلے ہی جیوش کی کورہائی کی سستہ زبان و صی سے ملی  
 ہے۔ اب ان کی نفرت چاروی کز و دیون پر نہیں بلکہ اپنے ہار و دیون کی قوت  
 پر مشرے کی سوجھ راجھا کوں ہیں۔ اب یہی ہمارے پر۔ ہمارے مللا و شکت و  
 ہماقت۔ سارے پر خاتواہ کی جا رہی ہے۔ نکل رہے اور یہاں  
 میں ڈٹ کھڑے۔ سارے مللا۔ مدرسوں سے باہر ہی آکر کھڑے ہوئے۔ اور  
 اڑوہ کر لیا کہ کوڑوں پر تھیں میں روئے ہوؤں کو ستایا جائے۔ ان کو سچ  
 بنکر فتنہ داری دی جا سکے کہ میرے لئے فی کس قس ہیں تو ایک غیر مسلم  
 کو مسلمان کرنا ہے۔ ان کو تسلیم وین ہے۔ راستہ کر کے ان کے علم کو ان کے عمل  
 کو ان کے اخلاق کو پاک کر دینا ہے۔ تاکہ جہاں وہ خیر ہو سکے۔ پاکستان ہو  
 جائے۔ اب ایسے مدرس ناما بنی برواشت ہیں جو کتبوں کی جہوں پر لک

نارائیں اور سنیوں کے مفاد سے لڑنے رہیں۔ اور سنیوں میں انتشار پیدا کریں۔  
اب تمام سنی مدارس کو ایک نظام میں لاکر ان میں تعلیم و تربیت کی یکسانیت  
پیدا کرنی ہے۔ دارالافتاء و دارالافتاء۔ سب کو مرکزی شان سے چلا کر  
چلے۔ خانقاہوں کو آراء سن کر لے لے۔ اور ان میں تبلیغ و تعلیم کی ترویج ہوگی  
ہے۔ اشتیاق کا حصہ کفلس و احسان کر کے دکھانا ہے۔ ان پانچوں کا پاک  
حرم پر ہے رفتہ رفتہ ہندوستان کو پاکستان بنا کر دکھانا ہے۔

یہی مفاد و شایع اور ان کے برگزیدہ عناصر اور ادارے ہیں جن کا  
نام آل انڈیا سنی کانفرنس یا جمہوریت اسلامیہ ہے اور جس میں اس  
وقت تک صرف علماء و شایخ کی تعداد پچاس چار ہزار سے زیادہ ہے اور اس  
سنی کانفرنس کا آج خواہر کی چوکھٹ پر جیسے صرف اپنے خواہر کے حضور  
صلوات و قادیانی اٹھانے کا ہے۔

جیسے سنی بھائیو! اب ہم پر گت انڈیا ختم ہو چکی اور اگر ہم ان بھائیوں  
سے بچ کر گئے تو میرا دل حشر میں جا رہا ہے پاس کوئی جواب نہ ہو گا۔ ہمارے  
جنگلے والے پکار رہے ہیں۔ کانفرنس ہمارا گھانا۔ ہمارے مشیا کر گئے  
والے آواز دے رہے ہیں کانفرنس ہمارا شہر و غمخوار ہیں ترقی و ترقی والے  
بلا رہے ہیں۔ گداؤ بڑھ چکے آؤ۔ آئے سنی بھائیو! آئے مسلمانوں کے  
لشکر کو۔ آئے خواجہ کے مستو۔ اب تم کہیں سوچ کر سوچنے والے میرا دل  
آگئے۔ اور تم کہیں نہ کو کہلائے والی طاقت خود آگئی۔ اب بحث کی لغت  
بھولو۔ اب گفت و گو کے تمام سے باز آؤ۔ آٹھ گرو۔ کھڑے ہو جاؤ۔  
چلے چلو۔ ایک منٹ بھی نہ کرو۔ پاکستان بنا لو۔ تو ہمارا کو کہ یہ کام اسے  
کھلیوں کو کہہ دیا ہے۔ حضرات میں سے بار بار پاکستان کا نام  
لیا ہے اور آخر میں صاف کہہ دیا ہے۔ کہ پاکستان بنانا، صرف سنیوں کا  
کام ہے اور پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس ہی کرے گی۔ اس میں

ہے کوئی بات بھی نہ مبالغہ ہے نہ شاعر ہی ہے۔ اور نہ سنی کانفرنس سے  
فلوکی بنا رہا ہے۔ پاکستان کا نام بار بار لیتا ہوں تو یہ کہنا چاہتا ہوں  
اسی قدر پانچوں کا وظیفہ ہے۔ اور اپنا اپنا وظیفہ کون سوتے۔ جاکے اٹھنے  
بیٹھنے۔ کھانے پینے پر نہیں کرتا۔ اب رہا۔ پاکستان کا وظیفہ اس قدر ملک  
کی کسی سیاسی جماعت سے قصا دم کے لئے نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت ہے جس  
کا اظہار بلا خوف و ہراس کرنا چاہیے۔ اور تو مسلم لیگ کے سوا کوئی ٹولی  
ایسی نہیں جو پاکستان کے ساتھ لفظی موافقت بھی رکھتی ہو۔ انکسار ملت  
واحدہ۔ سارے ناپانچوں کے اپنے اندر پیشوا و اختلاف رکھتے ہوئے پاکستان  
کے خلاف صف آرائی کر رہے۔ اور مسلم لیگ میں پاکستان کا پیغام کس سے  
پہنچا؟ اور کون کون نے مسلم لیگ کا عقیدہ اس کو پہنچا؟ اگر تاراجی طور  
پر دیکھا جائے گا تو وہ صرف سنی ہیں۔ پاکستان کے لئے اسلامی و قرآنی  
آراء و حکومت ہے۔ مسلم لیگ سے ہمارے سنی کانفرنس کی جماعت کا کہہ کر  
حضرت شاہ زین العابدین صاحب کا وہ نصیحت مانجی شریف دسمبر سے  
کھو رہا ہے۔ اگر ایک دم سارے سنی مسلم لیگ سے نکل جائیں تو کوئی مجھے بتا  
دے کہ مسلم لیگ کس کو کہا جائے گا۔ اس کا دفتر کہاں رہے گا۔ اور اس کا  
جھانڈا سا وہ ملک میں کون اٹھائے گا۔ ان صفائی میں کیا اس دھوکے  
پر ہی موجود ہیں کہ پاکستان صرف سنیوں کا رہنا ہے؟

ایسا تو ہے کہ جبکہ صرف سنیوں نے قائد اعظم کی رہنمائی میں عظیم  
قربانیاں دے کر پاکستان بنا کر دکھا دیا۔ ہزار صفحات میں آپ بڑھ چکے ہیں۔  
کہ رہائی پاکستان کے خلاف فتنہ جلا دیا۔ آکا و مسلم کانفرنس منعقد کر کے  
اکٹھ جہاز تاحرہ نکالے تھے تبھی یہ کانفرنس بھی انہی میں شامل تھی۔  
تو اب آپ گوری بتائیں کہ سولہ سنیوں کے اور کون باقی رہ گئے جنہوں  
میں حیثیت و جماعت مسلم لیگ اور قائد اعظم کا پورا پورا ساتھ دیا اور قسام

پاکستان کی خاطر سرحدوں کی بازی لگائی۔

مستقبل کے علاوہ دوسری کوئی بھی تنظیم یا جماعت یا گروہ پاکستان کی حمایت میں کوئی ایک ایسی مثال پیش نہیں کرے کہ جس طرح سختی مشائخ و علماء نے آل انڈیا مسیحی کانفرنس (بنارس) یا اجلاس امیر شریعت میں مسلم ایک کی حمایت اور پاکستان کے حق میں آل اعلان و دعوے کیلئے اور دشمنان اسلام اور مخالفین پاکستان کو کجا باز نشانہ کے ساتھ لکھا اور دہرے ملک میں جلسہ جلوسوں کے ذریعہ تحریک پاکستان کو مقبول بنایا اور رائے عامہ کو پاکستان کے حق میں ہموار کیا۔ ان میں سے بھی کسی نے یہ حجرات دکھائی جو کسی ایک کی مثال ہے کہ کیا ہذا جہت تحریک افغان کوچہ و دی علیہ امر ہے اس دلولہ انگیز ناچنے قطب کی نقیب بن کر کے جو آپ نے بنام امیر نیر علیہ السلام انسان جلسہ عام میں اڑنا و فرما یا تھا۔ یہ شان الجہت ہی کی ہے۔

اس کے پشور آپ وہابی مولویوں کی زندگیوں پر نظر پڑا لیجئے۔ ان کے  
مردار میں مسلم جمعی، حق کی مخالفت، سفاد پرستی، ابن الخوفی، مکر و فریب، فتنہ  
فساد کے حصار اور گھبرائے شام و ایران کی تحریروں کو دیکھتے تو ان کی نکت کشی  
کے تحت تھریفت قرآن و حدیث، انبیاء و اولیاء کی توہین، بزرگان دین کی شای  
عناد و بدنامی کے علاوہ کفار کی محبت، خود شائد یا غلو، اور مسمخائے اسلام  
انگریزوں اور ہندو ملیروں کی دغا داری کے اعلاانات اور مدحیہ تصدیق سے  
ظہر آشیں گے۔

”خیر“ مجاہدین  
حضرت تقیہ علیہ السلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
مسلمانان اہلسنت وجامعت کے پیشوا اور لائقِ صلوات  
بزرگ تھے۔ سندھ میں اولیاء اللہ کے ظہور و مظاہر تھے۔ ان کے ہاتھوں  
جلاوطن و مجاہدین کے سردار تھے۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے اور مکرر روضہ عالم

مخدوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور دین حق کے شہید بن گئے۔

آپ تمام عمر اسلام دشمن قوتوں کے خلاف بے سرحیا رہے۔ آپ نے اپنے  
 چھوٹے سیدھا لکھا بیری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے نقشبند قدم پر چلتے ہوئے  
 اسلام کی سرچشمی اور دشمنان اسلام انگریزوں کی حکومت کے خلاف  
 قتل کو نجات دلائے کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا۔ آپ نے سلطنت برطانیہ  
 کے خلاف اس وقت علم جماد بلند کیا۔ جبکہ وہ بی عسلی انگریز کی فلاحی کو  
 اپنے لئے ایک نعمت اور رحمت قرار دے رہے تھے۔ حکومت برطانیہ کے  
 ترک عوار اور بچے و خاوا رہے ہوئے تھے۔ اور سچ اس کے ساتھ ساتھ اپنی  
 حکمت عملی کے تحت مسلمانوں کے دشمن تھرو اور سواراٹیل کی چوٹی اور اپنے  
 ہاتھ لگا کر جس کی تنگدلی کے ساتھ اپنے ہتے استوار کر رہے تھے۔ مفر زندان  
 اسلام کو تقار کی دانی غلامی میں بکڑ دینے کی سازشوں میں مصروف تھے۔  
 قبلہ میں صاحب موصوف نے اس تاہیک و فیر میں شیع آزاد کو اور دشمن خزانہ  
 جبکہ وہ بی صاحبان کفار کے آئے کار اور کفر کے علمبردار بنے ہوئے تھے۔ راتہ  
 کی تلاش میں کبھی انگریزوں کے قدم چائے اور کبھی ہندویشہ ریل کے پاؤں  
 چوتھے تھے۔ شیعہ خدا کے اس لاٹھے شیر نے برطانوی استعمار پر کالی ضرب  
 لگائے کی صلہ اس زمانہ میں کیا جب برطانوی سلطنت پر سوری ضرب  
 نہ موات تھا۔

میں ان چاکا لاکھ کر کے پیر جو گھر جو دریا سے، اچھے بائیں کنارے  
ہر سال میں راستہ میں خود دریا سے سندھ کے دریاں گھر سے ہوتے علاقے  
میں واقع ہے۔ ضلع سکس کا حصہ تھا لیکن ون پلٹ کے بعد اسے ضلع خیرپور  
میں شامل کر دیا گیا۔ ضلع خیرپور کے تحصیل کے قریب واقع ہے۔ سید  
سید چاکا لاکھ دوسرا مرکز دیا گیا ہے، جو حوا سے تھا۔ اس کے مغرب  
قدیم دور کی شاہی چوہدری میں چند شاہی کشتی گھر کے دریا کے کنارے  
بقیہ نمبر ۲۲۲ (ج)

کنا رہے ہوا قلعہ جسے بہانہ پا کر ان کے مسلک کا آغاز سات چہشت پہلے ہوا۔  
اس مسلک کے پہلے بزرگ قطب زمان مروت و دوزخ المشائخ حضرت میر  
سید محمد راشد مروت پور و شہر صمدیہ المرحۃ ہیں۔ یہ مسلک عالیہ انہی کی  
نسبت سے راشدینہ کہلاتا ہے۔

سمرقند میں سندھ کا غلیہ و تبرک خاں خاں دو حقوں میں تقسیم ہوا۔ ایک  
بھائی کو جیشا ملا اور دوسرے بھائی کو خضو علیہ القلاۃ و السلام کی دستار  
سپار کی۔ اسی دستاردار کو دیکھ کر ان کی نسبت سے یہ مسلک انارکائی کہلا  
مشمور دھواں اور دوسرے بھائی کا مسلک جیشہ کی نسبت سے جیشہ سے  
وہا کہلا یا جو دہلی کشن شاہ مردان شاہ سید سکندر علی شاہ صاحب  
ہر صاحب کا گھارا معلوم مورخہ ۲۲ فروری ۱۹۲۷ء کو پیر کو گھڑا گیا ہوا ہے  
اور قیام پاکستان کے بعد خاں لیاقت علی خان کے عہد حکومت میں جب یہ گھڑا  
بحال کی گئی تو آپ میر صاحب کا گھارا معلوم کی حیثیت سے ۲۳ برس کی عمر میں  
مورخہ فروری ۱۹۵۰ء کو گھڑا دئی کشن ہوئے۔

صندھ کے مشہور وید کا قاضی محمد اکبر صاحب اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ  
میر صبیحہ اللہ شاہ صاحب رشتہ علیہ انگریزی اختیار کر کے مروت علی تھے سابق  
راہ مانی میں جوہاد و غلام کو کشتا کے خاطر حضرت بسندوں کی ایک مجلس  
جماعت میں ان کی تشکیل فرمائی۔ اس جماعت کا نام خرماعت مقرر فرمایا۔  
اس کے لئے اپنے امیر باہی صاحب کے حکم پر اپنی جان اور مال قربان کر دیا  
ان کا تہاد و اصول شمل۔ خرماعت میں ڈھونڈتے تھے ایک سالم دوسرے  
فرقی خرماعت حصہ کو کوا گار اور مخصوص رکھتا تھا یہ گویا میر صاحب بھائی تھے۔

واقعیہ طور پر ایک اور شاہی میں کیا نیا اور نہاد لہذا سے جنوب میں ہندوستان کے  
شہر اور ان کے سیدھے انگریزوں کے گریپ انڈین ٹریڈ کمنٹے تھے۔ (مروت)  
ملہ شاہ باہر تو ان کے تہاد و سیدھے راشد مروت و شہر صمدیہ المرحۃ کی ولادت سال ۱۲۵۰  
ملائی ۱۲۵۰ء و ہندوستان مبارک میں ہوئی اور ان کی ولادت ۱۲۵۰ء مطابق ۱۲۵۰ء خرماعت میں ہوئی

میر صبیحہ اللہ شاہ اول ایک تقدس آباہ بزرگ اور بہت موصوف  
تھے۔ انگریز ہمیشہ ان کو اور ان کی خرماعت کو کھڑک و شہر کی نظر سے بچتے  
رہے۔ حکومت برطانیہ نے اس جماعت پر بلا و سلبت ان کی ضرورت کر  
دی۔ اس صورت حال نے خرموت کو انگریزوں کے خلاف ہنگامہ بکھڑا کر دیا۔  
انگریزوں کے خلاف و شہر میں خرموت نے سبکی بغاوت کی۔ ایک کھر  
جھوٹا دشا نے اپنے مساعی پر ان کے ساتھ فی زمانہ ان کی آزاد حکومت  
کا نام کی جو باڑہ برس تک قائم رہی۔ اس جنگ کے دوران انگریزوں  
پرنا قابل بیان ظالم ڈھانڈے رہے۔ ہزاروں کی تعداد میں کھر گرفتار  
کر کے جیلوں میں بند کئے گئے اور مذہبات بھلائے بغیر ان کو ناکورہ  
گناہوں کی سزائیں دی گئیں۔ سینکڑوں خرموت کو بھانسی دے دی گئی۔  
انگریزوں کی ان ظالمانہ کاروائیوں کے نتیجہ میں خرموت میں انگریز کے خلاف نفرت  
انتفا کو بکھڑی اور خرموت کی تحریک آزادی میں شدت واقع ہوئی چلی گئی۔  
حکومت برطانیہ نے خرموت کی زمینیں ضبط کر لیں۔ جیلوں بھانوں سے ان پر  
بڑبانے کا عمل کئے جانے لگے۔ اور جب جیلوں میں کھائش نہ رہی تو غار دار  
تاروں کی بالادہ کا کوٹھڑے قائم کئے گئے اور ان کوڑھوں میں لافعلاد  
خرموت کو قید کر دیا گیا۔

خرموت کے دوسرے میر حضرت صبیحہ اللہ شاہ دوم کے مسند نشین ہونے پر  
صورت حال اور نیا وہ سنگین ہو گئی۔ اور انگریزوں نے میر صاحب کو  
گرفتار کر کے ان پر مذہب قائم کر دیا۔ اس مقدمہ میں قائم و قدر خرموت علی جان  
جو اس وقت پر مروت جان کے نام سے مشہور تھے۔ میر کا قیام صاحب کے قدر  
کی بروری کرتے گئے۔ انگریز میر صاحب موصوف کو سزا موت دے دی۔  
ساجم کمال و ساندلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹھ سال قید باذلت کا فیصلہ  
کے دیا۔ اس سزا کے دوران میر کا قیام صاحب کو مسند اور خرموت سے دور

رکھنے کے لئے ہر صبح کی کئی جیلوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ زمانہ گری جیل پر پونا  
سنٹرل جیل اور دو سو سے مقامات پر جہاں ان کی ملاقاتیں ہندوستان  
کے مسلمان پٹنہ اور سکھ فرقوں کے ان نظریہ ہندوں سے ہوئیں جو آزادانہ کی  
جادوہ کے مقدس گناہ میں مجبور تھے۔ ان ملاقاتوں کا اثر یہ ہوا کہ پھر  
صاحب انگریزی اقتدار کے اور بھی زیادہ کٹر مخالفت چمکے۔ جنگ عظیم دوم  
کے آغاز سے تقریباً ایک سال قبل آپ رہا ہوئے اور ایک سال بعد جنگ  
شروع ہوئے ہی انہوں نے انگریزوں کے خلاف ہندو میں اتحاد کو سکون دیا۔ یہ  
وہ وقت تھا جبکہ جرمنی نے شکست کھائی اور جاپان کے جرنیلوں نے انگریزوں پر  
جائگہ کا عالم داری کر دکھانا تھا۔ جرنیل سہیل کی سرکردگی میں جرمن فوجیں  
ہندوستان کے علاقوں میں اور جاپانی فوجوں کے کرد و لوات تک بڑھ آئے تھے۔  
اس عالم میں انگریز اور ان کی طور پر لڑنے کی خطرہ مول بیٹے کو تیار نہ تھا۔  
چنانچہ یکدم ہندو کے جیتنے پر اور پیل جیل کے علاقہ میں مارشل لا نافذ  
کر دیا گیا۔ دریائے سندھ کے بائیں کنارے پر رات کو دس بجنا بند ہو گئیں  
جس پر پورا زور مسلح فوج لیکہ اور جاپانی ہوائیوں سے لیس ہندو میں  
تہمتنا کی گئی۔ مگر جرمن فوجی انتظامات سے ذرہ بھر متاثر نہ ہوئے اور  
اپنی انقلابی جنگی کارروائیاں جاری رکھیں۔ تاہم آزادوں اور انگریز کے  
خلاف بغاوت کا یہ وہ باب ہے جسکی مثال ہندو پاک کا کوئی مشابہہ نہیں  
نہیں کر سکتا۔ ہندو سیاسی دولت اور اختیار تو ہم جہاں عدم شکتی دلی گیا  
پر جس سیاسی جنگ لڑنے پر مجبور تھے۔ اس وقت غربت میں انگریز کے  
خلاف مسلح ہتھیار میں صرف تھے۔ انگریزوں نے پھر صاحب کے کاغذوں اور  
ان کے بیان واقعہ سامنے پیش ہم داری کی تحریک غیوں اور ان کے مخالفانوں  
پر کیا رہی تھے خاص طور پر پٹنہ اور جاپانی اتحاد کام میں لایا گیا۔ کنگھڑ  
علاقوں میں شام سے صبح تک کسی کے نظر آئے ہی کوئی مار دیا عام بات تھی۔

سنگ و آہن کی بارش میں آگ اور آتش کا یہ کھیل تھا کہ جس تک ساری رہا۔  
اس دوران میں پھر صاحب پانچا کو گرفتار کر لیا گیا ان کے دو کم سن صاحبزادے  
کو جیل وطن کر دیا گیا۔ خیروں سے صلہیں بھر گئی رہیں۔ ساری ساری رات خیروں  
کو چھانسیاں دی جانے لگیں۔ انگریز خیروں کی اس بغاوت سے اس قدر  
پاک ہوئے تھا کہ اپنی روایتی قانون وافی اور انصاف پسندی میں بھی آگلا بیٹھا۔  
شفیع پلوہی پھر صاحب کا کارہ مقدمہ چلا دیا گیا۔ اور نامعلوم مقام پر جانے  
دیں شہید کر دیا گیا۔ اس انقلابی و جنگی شہادت کے بعد انہوں خیروں  
پر عرصہ حیات تک کر دیا گیا۔ انگریزی حکومت کا کالزم تو قیام پاکستان  
تک مسلسل جاری رہا۔ محترمہ شری قیام اور ان کی جدوجہد آزادوں تائید  
اسلام کا ایک ایسا سندھی باب ہے۔ جس پر پوری قیامت اسلام اور آزادی  
سکتی ہے۔ اور کوئی غیر مسلم قوم اس خون آشام جدوجہد کی مثال پیش نہیں  
کر سکتی۔ مجھے اس بات پر غور ہے کہ میں شہید رہا تو کو اپنی شہادت کا رشتہ بچا  
ہے۔ آپ انسانی حسن و خوبی کا ایک نامور نمونہ تھے۔ نیز روحانی عظمت  
نے ان کے ہر پردہ کا نور اور جلال بکھیر دیا تھا۔ کوئی شخص خواہ وہ کس  
قدر بھی مضبوط دل رکھتا ہو۔ ان سے آگاہیوں لانے کی تاب نہیں لاسکتا  
تھا۔ جسے جسے انگریز۔ شاہ و خان بہادر اس محابہ عظیم کے سامنے جاتے  
تو یکبارہ رتی لرز جاتے تھے۔ لیکن یہ کس قدر شرمناک حقیقت ہے۔ کہ اس  
عظیم انقلابی محابہ کے خلاف جھوٹا مقدمہ کوڑنے والے اور شہاد میں دہینے  
والے بچائے گئے۔ خود اپنے ہی تھے۔ اس طرح انہوں کی قداہی کی کوایت  
ہمیں بھی قائم رہی۔ تاہم انگریز حکومت کو کچل دسکا۔ اور نہ اس کا شیرازہ  
منتشر کر سکا۔

لے اس وقت حضرت صاحبزادہ سید محمد علی شاہ صاحب کی عمر پانچ سال اور حضرت  
صاحبزادہ سید محمد علی شاہ صاحب کی عمر پانچ سال تھی۔ (روایت)

مشرکھا دین کی غریب آزاوی کے دوران ایک چھوٹا سا واقعہ بھی رونما ہوا کہ شرکھا پیرس انگریزوں کے حامی وزیراعلیٰ سر اسٹرنج ہش اور ان کے وزیراعلیٰ پھل و اس کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لئے پہلے شریعہ کو الٹ کر مارا سے دوچار کیا گیا۔ مگر یہ دونوں ناکام گئے۔ اور ان کے دھوکے میں دوسرے امر گئے۔ سر اسٹرنج ہش اور پھل و اس کو اس کا ٹی بی کیلینٹ سے سوا دھوکے۔ اس اطلاع کے سنے ہی شرکھا پیرس نے اس کا ٹی کو حیدر آباد سے پیدائش میں سبیل و گورنر اور شریعہ و آدم کے درمیان روک کر انہیں ہلاک کرنے کا پروگرام بنایا۔ پروگرام کے میں مطالبی گورنر نے شک سے ماہر شروع کیا۔ اور کھشت ناک سے ڈبے آجا کھشت ناک سے آتا رہنے کا بند و بست کیا۔ اور ایسا ہی ہوا کہ اصل ملا سوں کی بریگیڈ میں مقررہ مقام پر داخل نہیں۔ کا ٹی سبیل و گورنر کی غلطی کی رفتار سے چل رہی تھی۔ مگر پھل و اس کا ایک انقلابی نو جوان مسٹی خان اپنے ہمراہیوں سمیت اسی کا ٹی میں موجود تھا۔ ان لوگوں نے رات کی تاریکی میں اس حادثے کے بعد انگریزوں کے چھوٹوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ پھل و اس وزیراعلیٰ ایک مٹھی بونی بون کے پھاٹے میں چھپ گیا۔ البتہ ایک میگناٹ نو جوان موزر حسین مارا گیا۔ یہ غلام حسین بدانت اٹھ کا بیٹا تھا جو اس کا ٹی میں مسٹر گورنر کا تھا۔ اس شخص سو روگے کچے جانے کا سبب یہ ہوا کہ حیدر آباد میں پھل و اس کے چند دوست ان سے ملے آئے اور چھپایا کہ وہ ایک رات حیدر آباد میں قیام کر رہے۔ سر اسٹرنج ہش انہیں پروگرام کا چانک حیدر آباد فرم گئے۔ اور اس طرح وہ قتل ہونے سے بچ گئے۔ اس حادثے کے بعد خدوں کے خلاف انگریزوں کے لشکر و فوج میں بے پناہ آواز ہو گیا اور یہ سلسلہ انگریزوں کے یہاں سے مزید سخت ہو جانے تک قائم رہا۔

ظہور آزاوی کے کئی برس قبل میر صاحب پا کاظمی کی سسر مستحق عود پر ختم کر دی گئی تھی۔ ان کے دونوں صاحبزادے میر سکندر علی شاہ اور میر

نادر علی شاہ اس وقت تھیں تعلیم کے سنانے میں اور عود کا گناہا پیر صاحب کی قیادت کا۔ انکرو کوٹ پر اس قدر شدید بیماری کی گئی تھی کہ وہ ان صرف سب کا ڈیجیٹر نظر آتا تھا۔ یہ سبب کی اس بے پناہ بے ہوشی میں ہی جب ہمارا گھر لگا کے پاتے شہادت کو پہنچا۔ یہی تو تائیدوں نے کمال ماری دیا اس کے ذریعہ میر گناہ کو گندہ اپنے ڈیجیٹر سے آگے لگا مارا اور خزانہ ہر وار ختم کسی۔ دو کو ممکن کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت حیدر آباد کے کلکٹر سزاوار بہادر مقرر ہش تھے۔ ان کے سپرد یہ کام کیا گیا کہ وہ انگریزوں سے تعاون کر کے والے سپاہ و فوج کو مقرر کرنے کی کوشش کریں اور خدوں کے حلیہ صاف اور سر کردہ افراد کی کانفرنس ہلاک کر کے ان کو قتل حاصل کرے۔ مقتدر و سر راجہ شاہ کی کانفرنس میں بھائی کی تھی لیکن اس میں بول چات کے برعکس سرک زبانی اس گھناؤنی جوڑ کو نفرت کے ساتھ ٹھکرایا۔ اور رسالت لہ مرزا کے لکھی لکھیں لہ مرزا شاہ سید سکندر علی شاہ کا جوہم قتل اور غلام حسین کے انگریزوں کی حکومت نے تمام نافرمانیوں کے بعد جو صاحب عوام میں ہمارے خاندان سے حقیقت میں کوئی کمی نہ تھی تو اپنے خدوں میں کھینچنے والا پھر پھانے کی کوشش کی لیکن وہ اس میں ناکام ہوئے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح وہ خدوں کو اپنے قبضے میں لے لیں گے۔ وہ پھر علی شاہ راشدی تھے۔ جو پھر تھی پڑت میں ہمارے خاندان میں آئے تھے۔ انگریزوں نے یہ میر صاحب حسین کے خلاف مقدمہ میں بھی ان سے بہت کام لیا تھا۔ انہیں انٹلجنس سزاوارے سرکاری گواہوں کے یہاں تیار کرنا اور گواہوں کو ترسیت دینے پر ملکا تھا۔ میر علی شاہ راشدی گواہوں کی حالت پہلے خود بخود پھر انہیں قتل کرنا دھوکے سے قتل کر دیا۔ میر صاحب حسین کے والد صاحب کو قتل نے پھر ان نام واقعات سے آگاہ کیا کہ میر علی شاہ راشدی نے انگریزوں کے قتل کے مطالبے کو قبول کیا۔ ان میں اس شخص کا ملکا میں یہ ہلاک کر دی گئی تھی کہ وہ جانا تھا۔ وہی خود کشی کی تھی جو پھر تھی لیکن انہیں وہاں کے گاؤں کو ملنے ہی معلوم ہو گیا کہ انہیں گناہا پیر صاحب کے طور پر کامیاب کرنا چاہتے تھے (حقیقت روزہ میل و شمار کا مورخ ۱۳۱۰ھ میں لکھا تھا)





نہایت پریشانی کے باوجود ہمیں کئی باتیں معلوم ہوتی رہیں۔ ہمارے پیرو  
 پر مشرور سپاہیوں میں سے کئی ایک کو ہم سے اور اس منصوبے سے جس منصوبہ  
 کے لئے ہمارا خاندان قربانیوں پیش کر رہا تھا ہمدردی تھی۔ وہ ہمیں صاف  
 سے آگاہ کرتے دیکھتے تھے۔ خدمات سے کچھ صراحتاً مشورہ کے آواز پر  
 کے اوائل میں ہمیں تعلیم کے عملی گوشے جایا گیا۔ اس کی ضرورت یہ تھی۔  
 کہ ہمیں اور ہمارے بھائی کو شاہانہ پوشاک پیش کرنے پر توجہ اور خاص  
 کر ریلوے کے پیشکش لایا گیا اور گاڑی میں تمام دستہ کھڑکیاں اور دروازے  
 بند تھے اور ہم پر پولیس کا بھاری پھرو تھا۔ وہی کے قریب ہمارے کھڑکیاں  
 کھولی گئیں اور ہم نے برسوں کے بعد کبھی فضا کو دیکھا۔ یہ تمام کاروائی  
 پولیس کے ایک افسر سر محمد حسین کی نگرانی میں ہوئی۔ اور وہ تمام وقت ہمارے  
 ساتھ رہے۔ ہر گزری محو صین صاحب، بی بی بعد میں اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل  
 سی۔ آئی۔ ڈی اور ڈیٹا ٹریوٹ۔ نظر بندی کے دوران ہماری درخواست پر  
 برطانوی حکومت نے ہر اسکوائر ملک انسپکٹر صدر والہ میں جو کچھ آئی پاک پر تھا  
 رہا مقرر کیا جو کبھی ہمارا آکر ہمیں تھوڑا بہت نگران پاک پر تھا اور کھتے۔  
 عملی گواہی میں ہمارے لئے کوئی خصوصی انتظام نہ تھا۔ چونکہ اس میں ہندو  
 جواز کے ورہے تھے اور تادشاہ کو کوئی پول پر نوجا یا گیا جہاں سے کسی ملک  
 سکول میں داخل کرنے کے جانے ایک سابق فوجی جیسی پولیس کے پرنسپل  
 سکول میں داخل کرایا گیا۔ یہ سکول ہیرڈ کے قریب پتھر نامی گاؤں میں تھا۔  
 یہ گاؤں عام راستے سے ہٹ کر تھا۔ وہاں ستیا سوں کے لئے بھی دلچسپی کی کوئی  
 چیز تھی۔ اس لئے وہاں شہداء افراد کے علاوہ کسی کا گذر نہ ہوتا تھا۔ اس  
 پرچہ ایک سابق فوجی کی نگرانی میں نہیں جانتے کہ ہمیں وہاں کیوں نہ تعلیم  
 رکھا گیا۔ البتہ یہ سب کچھ برطانیہ میں ہر صبح کے امور کے لئے آگیا یا کسی کا  
 انتظام تھا۔ ہمیں صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ ہماری تحریر ملک سکول کے لئے زیادہ ہے۔

اس لئے یہاں رکھا جا رہا ہے۔ میرٹھ پولیس کے سکول میں طالب علموں کی تعداد کبھی  
 بارہ تیرہ سے زیادہ نہ رہی اور اس میں سب غیر ملکی تھے۔ ہمارے وہاں قیام کے  
 دوران روڈ ٹریفک تھا۔ ٹینڈر عراقی، ایرانی، آسٹریلیائی اور ہندوستانی  
 کے طلبہ وہاں آتے تھے۔ تمام طالب علم ان ملک کے نوجوانوں کی طرح تھے۔  
 خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ وہاں ایسی فضا تھی کہ ہمیں اپنے خاندان  
 یا ملک کے بارے میں بات نہ کرنا تھا۔ ان میں ہندو کے ایک سٹوڈنٹ ٹیوٹری بھی  
 تھے جو ہمارے قریب آئے۔ ڈوگلا حبشہ کے بادشاہ کیل سلاسی کے قریبی  
 رفعت دار تھے۔ سفاحین کا انتخاب بھی ہماری مرضی پر نہ تھا۔ ہمیں جس اختلافی  
 گورنر کے لئے نیامی کر دئی جا رہی تھی۔ اس میں جیسا ثابت کا ایک مضمون  
 (DIVINITY) بھی تھا جس اس کے ساتھ لاطینی پڑھنا تھا۔ چھوٹے بھائی  
 تادشاہ کو فرانسیسی پڑھائی جاتی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد بھی کچھ عرصہ سلسلہ  
 چلا رہا جی کہ یہ پاکستانی گورنمنٹ کے نوٹس میں آیا حکومت پاکستان کو اس  
 جانب متوجہ کرنے والے ڈاکٹر کرمانی تھے۔ جیسی جی (ڈی جی) (ڈی جی) کے ہمارے تھے۔  
 پاکستانی باقی کھینچنے اس کا سختی سے نوٹس لیا۔ اور ہمیں جیسا جیت والے کو رہا  
 کے کھانے کو دیکھو کہ سس واکیا۔ ہم انگلستان میں ہیں اور تعلیم تھے کہ مشورہ  
 میں پاکستان کے پہلے وزیرانکر لڑا جواد لیاقت علی خان نے دور سے کرتے۔  
 انہوں نے مجھے اور مجھے بھائی تادشاہ کو اپنی تمام کام لکھ کر جنرل میں بٹایا۔  
 اور کھربا آزادی میں ہماری خاندانی جد و جہد کو اور جیسی پیش کرتے ہوئے  
 بتایا کہ حکومت پاکستان ہماری گدی کی بجائے اپنا قومی فرض خیال کرتی ہے۔  
 انہوں نے اپنی زبان سے یہ فیصلہ سنایا تھا۔ اور یہ بات چنانچہ لئے قابل فخر  
 ہے۔ گدی کے اس بات فیصلہ کو قبول کر لیا گیا تھا لیکن اس پر ملکہ مار  
 ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ اس میں کچھ باوجود یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے کو بھی  
 ہرمان کو یہ صاحب شہید کے زمانے میں انگریزوں کے دست و پا دست

اور عادی خصوصی تھے اور آج سطر ہنگو کے خصوصی مشیر ہیں۔ ہمارے وطن میں آمد سے پریشانی ہوئی اور ان دنوں ایمان افکار میں انہیں جو رسائی حاصل تھی اسے خود اپنی کمال کچلنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

وطن واپسی اور گڈی کی کالی کے بعد حکومت پاکستان نے جو کچھ ہمارے حوالے کیا۔ اس میں تاریخی نوادرات اور مقدس آثار کا ذکر میں سے کچھ بھی در تھا۔ جبکہ دباؤ کی اور دینی محظوظ کچھ نوادرات اور کچھ میں دے گئے۔ انہی لیبروں میں کہیں ہماری وہ خانہ تھی جو آج ہمارے پاس محفوظ و احمر مقدس اور تاریخی ورثہ ہے۔ یہاں تقیہ ہے کہ یہ گھر انگریزوں کی نظر میں نہیں آتی تھی۔ اس لئے بچے تھے اور نہ ہمارے تمام تاریخی اور خانہ تھی اٹانے سے کہ گھر بولور نوادرات تک ہیں۔ رابا میں مرزا کو دے گئے تھے۔ ان میں دہری ٹیڈ کی لا شہر دی بھی تھی۔ جس میں پیش قیمت تھی تھی۔ یہ میر صاحب خدیج کی تھی ملکیت ہیں۔ آنے والی میر صاحب خدیج کی تھی۔ حکومت پاکستان نے جب ہمارا دستار بندی ملی اہانت دی۔ تو ہم سے یہ تحریر کی گئی کہ ہم اپنے خانہ تھی اٹانوی اور نقدی میں سے کسی چیز کا دھوئی نہیں کریں گے۔ اور نہ ہم اس کا صاحب طلب کریں گے۔ اس سے پیشتر مشرق وسطیٰ میں برطانوی حکومت نے ہمارے خاندان کو کچھ ہاندا دیا۔ دوسروں کی کچھ نقدی دی تھی اور باقی ہاندا دیا تو سرٹ بنا دیا تھا۔ یہ میر صاحب شہید نے تو ایک آزادی کی خاطر بہت سی دولت جمع کر رکھی تھی اور اسے مختلف مقامات پر دیگوں میں ڈال کر۔ جس میں دین کر رکھا تھا۔ ایسی ہی ایک دیگ انگریزوں نے میر کو تحفہ میں دیا۔ دولت کی تھی۔ وطن واپسی پر سکھر کے دیوٹی کش نے جیوں ایک دیگ دکھائی۔ جس پر یہ پید کی ہوئی تھی۔ مگر اس دیگ سے لا کھرو قیمت کے پیرا پیرا جمع ہوئے تھے۔ یہ سب دولت انگریز نے کیا کیا اور کہاں رکھی یہ ایک دلچسپ کہانی ثابت ہو سکتی ہے اور اس طرح میر صاحب شہید

کی تحریک کے بارے میں کبھی معلومات و مطروحات نہ ملتی ہیں۔ اس سوال کی وضاحت فرماتے ہوئے کتاب نے وطن واپس آکر خود اسی کی اس خطیر تاریخ کی حشد کرنے کی کوشش کیوں کی؟ یہ میر صاحب ہا کار نے فرمایا کہ میری رائے ہے کہ میں آگے کی طرف دیکھنا چاہیے۔ جو آج تقبل ہے کل ماضی ہے۔ تو کیا کاحقہ میں جاتے تھے۔ اس لئے ماضی کی دلکشی میں کھونے کے چلنے مستقبل کی فکر کرنا چاہیے۔ اگر آج آپ کے اچھے مستقبل کی بنیاد ڈال دی تو کل مستقبل اچھا ماضی بن جائے گا۔ مستقبل پر ماضی کو ترجیح دیں دیں جاسکتی۔ ایک تو یہ بات تھی۔ کہ یہ تقبل کی طرف دیکھنا کہ عادی ہوں۔ اس لئے آکر ماضی کی جستجو کی۔ دوسرے یہ تھا کہ جو لوگ میر صاحب شہید اور ان کے ساتھیوں کے خلاف انگریزوں کے آکر رہے تھے۔ وہ ہماری واپسی سے اذیتاں خوفزدہ تھے۔ وہ ہر جگہ اس خوف کا اظہار کرتے تھے۔ کہ ہماری واپسی ان کے لئے موت کا پیغام ہوگی۔ اور میرا تمام لوگوں سے بچ جانے کو کہہ لیں گے۔ جنہوں نے انگریزوں سے تعاون کیا تھا۔ اس لئے وطن بچ کر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ جب ہم ان بڑوں اور یہ خیرین کو انعام کے قابل قرار نہیں دیتے۔ تو ان کا خوف و ڈر کرنے کے لئے کہ اگر ہم خود میر صاحب شہید کی تحریک کے حالات معلوم کرنے کی کوشش نہیں کریں گے۔ اور یہی ہم نے کیا۔ سو اسے ان واقعات کے جاذب و دلگوں ہیں اگر تپا تھے۔ کئی برس پیشتر مولانا غلام رسول تھر ہمارے پاس آئے تھے۔ وہ اس تحریک پر کچھ لکھنا چاہتے تھے۔ جتنا مواد دھرا دھرا سے مل سکتا تھا۔ وہ ہم نے مولانا غلام رسول سے کہہ کر دلوایا تھا۔ جس میں معلوم نہیں کہ انہوں نے اسے اپنے تحقیقاتی کام میں کہاں تک مفید پایا؟

دہشت روز قلیل و نامدار ۵۔ یور ۱۳۰۱ھ میں شہید  
ابن الوقت دہلی، جب اپنے پیشواؤں کو  
کھسیانی بنی کھسیانی نوچے  
ملی دینی خدمات سے تھی دامن پاتے ہیں۔ نو

اپنی خدمت میں لائے کوشاں ہر شاخ و علائقہ ہست و استی سے کسی کے ساتھ ان کا کوئی  
 دشمنی متعلق ہو گئے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ طرہ طرح کے افسانے تراش کر  
 مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول بھونکا جاتا ہے ہیں۔ اور حضور پرور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے در پر ہر ماؤر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جو کہ چاروں طرف سے لڑائیوں اور بیوقوفانہ رابطہ فلاں  
 بزرگ سے تھا۔ لہذا ہمیں بھی سوچنا کہ قصیدوں میں مل جانے کا حق حاصل ہے  
 پھر خواہ تاریخی واقعات ان کے دھوکوں کی مرہٹا تکذیب کرتے ہو۔ یا واقعات  
 حائل ناقابل تردید و ثابت سے ان کے افسانوں کو چھوٹا بھی ثابت کر دیں۔ یہ  
 لوگ اپنی ریت لگاتے چلے جاتے ہیں گے!

دہلی صاحبان، مسیحا احمد بریلوی اور اسماعیلی دہلوی  
 کی نام نہاد و تحریک جہاد کو بیچ و درست ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں ان  
 کی بیوقوفانہ انداز و حضرت پرستیدہ سبقت اندر شاہ صاحب اولیٰ خدمت  
 القریٰ فی قلم سید محمد رفیع صاحب کروٹے و سنی (علیہ الرحمۃ) مورث  
 اعلیٰ خاندان دہلی سے ان کی طاقت کا پڑا ٹھنڈا درہ پھینکتے ہیں اور  
 اس سے یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے پیشواؤں کی یہ نشان ہے کہ حضرت  
 پر صاحب یا کالو جیسی بیلیغ شخصیت نہ تھی ان کی خاطر مدد دات کی اور کئی  
 روز تک ان کی صاف نوازی فرمائی۔ اتنی ہی بات کا جتنا ہٹا کر اب یہاں تک  
 کہنے لگے ہیں۔ کہ حضرت پر صاحب موصوف، مسعود اللہ، ان کی تحریک کی ہدایت  
 کے حامی اور مددگار تھے۔

حالا کہ حقیقت صرف اس قدر ہے۔ کہ سید احمد دہلوی بریلوی سچے سچ  
 مسلمانوں کے ہمراہ مسافروں کی حقیقت میں آئے اور حضرت پر صاحب کی شہادت  
 نے اپنی اعلیٰ خاندانی روایات کے تحت ان کی مسافر قیام فرمائی۔ ان کی  
 موصوفتوں میں دیکھ کر انہیں دیندار سمجھنے ہوئے اعلیٰ اخلاق سے پیش آئے۔  
 تو صرف قبلہ پر صاحب موصوف کی بلند پائی، اعلیٰ طریق اور آپ کے اخلاق

کر کیا دیکھا اظہار تھا۔ مگر اس سے یہ کیونکر ثابت ہو کہ ہر صاحب موصوف ان کی  
 نام نہاد تحریک جہاد کے حامی و ملوث تھے؟ آپا کوئی سنی و دہلی یہ ثابت کر سکتا  
 ہے۔ کہ سید احمد نے حضرت پر صاحب علیہ الرحمۃ کو اپنے اور اپنی تحریک  
 کے متعلق صاف صاف مندرجہ ذیل باتوں سے مطلع کیا تھا؟

۱۔ میں اپنی حسن و مرتب حکومت، برطانیہ کا حقیقی خیر خواہ اور وفادار  
 لیجنٹ ہوں۔

۲۔ میں انگریزوں کی مخالفت اور حصول آزادی کے لئے ان سے لڑتا  
 رہتا ہوں۔

۳۔ میں انگریز کے اقتدار کے استحکام کی خاطر بڑی خدمات سر انجام  
 دے چکا ہوں۔

۴۔ میں ابن عربی کو باب نجدی کے نقشبندیہ پر عمل کر شرک مسلمانوں کے  
 خلاف جہاد کی تیار کر رہا ہوں۔

۵۔ ہم کسی کام کے جہین کو حکومت کرنا نہیں چاہتے۔ نہ انگریزوں کا، نہ  
 مسلمانوں کا۔

۶۔ ہم مسلمانوں کے خلاف جہاد کا نعرہ صرف اس لئے لگاتے ہیں کہ مسلمان  
 ہمیں چند دیں اور نعرہ جہاد کی کشش سے ہماری لڑاکا جماعت  
 میں شامل ہوں۔

۷۔ ہم سرحدی علاقہ میں افسانوں کے نفاذ سے یا انہیں کہیں کو انگریزوں  
 کے زیر سایہ ریاست و مابینہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

۸۔ میرے دست راست مولوی اسماعیل دہلوی نے ابوالوہاب نجدی کی  
 کتاب التوحید کا غلطہ تقوید کیا ان کے نام سے لکھا ہے۔

۹۔ اس کی دہلیا دھڑکت سے کہیں، اور دیگر شہروں میں شور مچا ہے  
 مسلمانوں میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے۔

۱۰۔ اب ہم ٹرسٹ گورنمنٹ کی اجازت، تائید اور حمایت سے مسلمانان ہند کا شرک ایلان کا رخص و جہیز کا کفر اور نقصان انسان کا نفاق و شرابی کی خاطر سرحدی خلاف میں افغانوں سے جو لوگ نہ ہار رہے ہیں۔

۱۱۔ ہم آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ ان مفاد کی تکمیل میں ہماری مدد فرمائیں۔

کیا کوئی دینی یا دنیوی ثابت کر سکتا ہے کہ سید احمد نے حضرت سید صاحب کا گانا کی خدمت میں یہ ناکارہ تر مذکور تئیں اور پھر صاحب کا گانا انسان کی یہ رسم کا کافی شکر کرنا تھا۔ و حمایت اور مدد فرمائی تھی؟ ہمیں اور ہرگز نہیں۔ واضح رہے کہ حضرت پیر صاحب موصوف بہ فضلہ تعالیٰ المست و جلالت کے سردار اور ایک عظیم روحانی پیشوا تھے۔ سلسلہ رشد و ہدایت اور حلقہ ذکر و فکر قائم رکھتے ہوئے تھے۔ ہزاروں لاکھوں مسلمانان ہند آپ سے فیوض و برکات حاصل کر رہے تھے۔ ان کے متعلق کوئی صحیح الذراغ شخص سوچ بھی نہیں سکتا کہ وہ ان بیحد دنیا کے طلبہ کا راہنہ الوقت و ہدایت کی گزری سیاست اور گناؤں کی سازش میں ملوث ہو سکتے ہیں۔ اس قدر جلیل القدر و پاکیزہ رنگ کے سامنے رو بہ صفت و ہدایت کی کیا مجال تھی کہ وہ اپنی مذہم سرگرمیوں اور ناپاک عزائم کا اظہار بھی کر سکیں۔ بلکہ اگر یہ لوگ شامت اعمال سے اس قسم کا کچھ اظہار کر سکتے تو یقیناً دھتکے دھتکے کرتال دہے ہاتھ اور صاف ستھرا دی جا تا کہ وہ

بروائیں دام برشاخ و گرتہ کہ حلقہ را بلند صحت آشیانہ  
بات مرغ انتھی سی ہے کہ سید احمد اور ان کے ساتھی بچے تھکات ہیں  
کہ چند روز عانی مقام پیر صاحب کے ہاں مسافرانہ سہولت سے قیام پذیر  
رہے۔ پیر صاحب موصوف نے ازراہ احسان ان کی خاطر ملازمت کی اور ان  
سے کہا کہ ان کی کچھ مالی دہیوں کو بھیج دو اور اس طرح مزید لطف و کرم کا مظاہرہ

فرما دو جو۔ تو اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ فقیر پیر صاحب کا کارا حلقہ  
نے دھتکے دھتکے ان کی دہانیت کو قبول کر لیا تھا اور ان کی ناپاک تحریر  
میں شامل ہو گئے تھے۔

لیکن وہابی صاحبان ہیں کہ وہ اپنی سی بات کو اتنا اچھا حال دے رہے ہیں۔  
اور اپنی حکمت عملی کی تحت جھوٹے اٹھانے تراش کر فقیر پیر صاحب کو  
بہتانیں دکھا رہے ہیں۔

و ہابیوں کی تقیہ باتری کی طرح جگہ بدلتے ہیں کمال حاصل ہے۔  
اور مقصد ہدایت کے لئے تقیہ بازی کا معمول ہے۔ یہاں تک کہ معمولی سے  
واقعہ کا گہر کی خاطر بھی لوگ بطور توجہ اپنے مسلک و عقیدہ تک کا انکار  
کر دیتے ہیں۔ ان کی تقیہ بازی کی پوری تہہ نہ شام دیکھتے اور شہداء آتی  
ہیں۔ تاہم ہابیوں کا دشمن یہ شعلہ ہی ہے۔ وہابی کی تقیہ بازی کا ایک  
نمازہ نمونہ پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں اس سے سید احمد رائے بریلوی کا  
تکلم پر صیغہ اللہ شاہ صاحب باطل کے حضور میں تقیہ بازی کر رہی تھیں اس  
کیا جا سکتا ہے۔

چند برس قبل جبکہ شہر روضہ شیعہ مالکہ اوس دیوبندی مسلک کی مسجد  
زیر تعمیر تھی۔ دیوبندی و ہابیوں کا ایک دفعہ حضرت پیر شاہ مدائن شاہ صاحب  
موجود پیر صاحب کا لڑکی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی زیر تعمیر مسجد کے  
نئے مالی اہلادگی درخواست پیش کی۔ یہ مصداق حدیث شہر رکھ آستخفافا سید  
العوین کا فائدہ نظر بند و اللہ پیر صاحب کا کارنے کو درخواست سے انکار  
وہ کہے کہ وہی پر نظر فرماتے ہوئے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ ان لوگوں  
میں سے ہیں۔ جن کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لہجہ انشا  
ہر جہی دیکھیں بلکہ جمیع حیوانات و نباتات جیسے ہے؟ پیر صاحب موصوف کا

اشارہ دیو جانپوں کے مشہور مولوی اشرف علی تھانوی کی اس کفری عبارت کی  
جانب تھانوی کو اس نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھی ہے۔ مگر جو کلام اس  
وقت دیوبندیوں کا مقصد حضرت پر صاحب سے چند دھوکوں کرنا تھا اس  
لئے وفد کا راجین کو یہ توہم لگا کر رکھے اور کہنے لگے نہیں حضرت۔ ہم ان  
لوگوں میں سے ہرگز نہیں ہیں اور ہمارے عقیدہ بھی نہیں۔ اس پر قبلہ پر  
صاحب نے مسکرائے پوئے مبلغ ڈوہڑا روچھا انہیں عطائے اور سسر مایا  
نہر دست پر رقم لے جا کر تعمیر سچ میں صوف کمدو۔ اگر مزید رقم کی ضرورت  
محسوس ہو تو پھر آکر مجھ سے ملے جا سکتے ہوئے اس وفد کے اراکین منوالیغید  
حیات موجود ہیں۔ اور انہوں نے خود ہی اس کا ذکر کیا تھا۔ تو کیا اگر یہی  
صاحبان یا ان کے بعد واپس اس واقعہ کی بنا دہریوں کہنے لگیں کہ غلابی  
موقع پر پر صاحب چکا رہے تھے۔ غلابی دیوبندی مولوی نے ملاقات  
کی تھی۔ اور پر صاحب نے ڈوہڑا روچہ ہے۔ ان کی مالی امداد فرمائی تھی  
لہذا پر صاحب پا کا دھنم مسلک دیوبندی کے بزرگ ہیں یا طرح طرح کے  
افسانے تراشے لگیں تو کہاں تک صحیح ہوگا۔ اس واقعہ سے دیوبندی ہاجیر  
کی ذہنیت کا اندازہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور جبکہ ہر سید صغیر اللہ شاہ  
صاحب دقل سے سید احمد وغیرہ کی ملاقات کے متعلق دیوبندیوں کے ہوجائید  
کی تھی یہی ممکن جاتی ہے۔

دہانی مولوی اسماعیل دہلوی اور پیر محمد صدیق صاحب (بھیر چوہی)  
کی ملاقات کا شاخسانہ۔ یہ زوہد میر نے اپنی تصنیف من مکتبہ ملی کے تحت  
اپنے پیشواؤں پر اصحاب اور اسماعیل دہلوی اور ان کی فکر کو لکھنے کی کوشش  
میں اسی قسم کا ایک ڈراما افسانہ بھی لکھ رکھا ہے۔ دہانی کہتے ہیں کہ غریب بہاد  
کے سلسلہ میں اسماعیل دہلوی نے حضرت پیر جانگ محمد صدیق صاحب دہانی

سلسلہ سہروردی شریعت سے ملاقات کی تھی۔ اور پر صاحب موجود تھے غریب  
سے اتفاق کرتے ہوئے دیوبندیوں کی حمایت و تائید اور امداد کی تھی۔  
دہانی کی یہ بات بھی مسرت پر بنیاد اور غلط ہے۔ اس لئے کہ پر صاحب  
محمد صدیق صاحب کی ولادت ۱۲۳۰ھ بمطابق ۱۸۱۵ء ہوئی۔ اور اسماعیل دہلوی  
۱۲۴۲ھ بمطابق ۱۸۲۷ء میں سندھ میں وارد ہوئے۔ اس وقت پر صاحب موصوف  
کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی ہے۔ ناظرین خود ہی اندازہ لگا لیں کہ ان کا اس  
افسانہ کی بھی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔ کہلا آٹھ سال کا بچہ سیاست  
کے مشیپ و فرازا و رزقی امور میں اسماعیل دہلوی کے ساتھ کونسا صلاح  
مشورہ کر سکتا تھا۔ اور ان کی کام نہاد غریب بہاد میں کہاں تک معاوضہ  
امداد کر سکتا تھا۔ سچ ہے۔

بے بسیا باش و ہر پر غمنازی کن



# فہرست مضامین

صفحہ نمبر	موضوع	صفحہ نمبر
۱	تقسیم	۱
۲	مستند	۲
۳	پیشینہ	۳
۴	تقسیم	۴
۵	مستند	۵
۶	پیشینہ	۶
۷	مستند	۷
۸	پیشینہ	۸
۹	مستند	۹
۱۰	پیشینہ	۱۰
۱۱	مستند	۱۱
۱۲	پیشینہ	۱۲
۱۳	مستند	۱۳
۱۴	پیشینہ	۱۴
۱۵	مستند	۱۵
۱۶	پیشینہ	۱۶
۱۷	مستند	۱۷
۱۸	پیشینہ	۱۸
۱۹	مستند	۱۹
۲۰	پیشینہ	۲۰
۲۱	مستند	۲۱
۲۲	پیشینہ	۲۲
۲۳	مستند	۲۳
۲۴	پیشینہ	۲۴
۲۵	مستند	۲۵
۲۶	پیشینہ	۲۶
۲۷	مستند	۲۷
۲۸	پیشینہ	۲۸
۲۹	مستند	۲۹
۳۰	پیشینہ	۳۰
۳۱	مستند	۳۱
۳۲	پیشینہ	۳۲
۳۳	مستند	۳۳
۳۴	پیشینہ	۳۴
۳۵	مستند	۳۵
۳۶	پیشینہ	۳۶
۳۷	مستند	۳۷
۳۸	پیشینہ	۳۸
۳۹	مستند	۳۹
۴۰	پیشینہ	۴۰
۴۱	مستند	۴۱
۴۲	پیشینہ	۴۲
۴۳	مستند	۴۳
۴۴	پیشینہ	۴۴
۴۵	مستند	۴۵
۴۶	پیشینہ	۴۶
۴۷	مستند	۴۷
۴۸	پیشینہ	۴۸
۴۹	مستند	۴۹
۵۰	پیشینہ	۵۰
۵۱	مستند	۵۱
۵۲	پیشینہ	۵۲
۵۳	مستند	۵۳
۵۴	پیشینہ	۵۴
۵۵	مستند	۵۵
۵۶	پیشینہ	۵۶
۵۷	مستند	۵۷
۵۸	پیشینہ	۵۸
۵۹	مستند	۵۹
۶۰	پیشینہ	۶۰
۶۱	مستند	۶۱
۶۲	پیشینہ	۶۲
۶۳	مستند	۶۳
۶۴	پیشینہ	۶۴
۶۵	مستند	۶۵
۶۶	پیشینہ	۶۶
۶۷	مستند	۶۷
۶۸	پیشینہ	۶۸
۶۹	مستند	۶۹
۷۰	پیشینہ	۷۰
۷۱	مستند	۷۱
۷۲	پیشینہ	۷۲
۷۳	مستند	۷۳
۷۴	پیشینہ	۷۴
۷۵	مستند	۷۵
۷۶	پیشینہ	۷۶
۷۷	مستند	۷۷
۷۸	پیشینہ	۷۸
۷۹	مستند	۷۹
۸۰	پیشینہ	۸۰
۸۱	مستند	۸۱
۸۲	پیشینہ	۸۲
۸۳	مستند	۸۳
۸۴	پیشینہ	۸۴
۸۵	مستند	۸۵
۸۶	پیشینہ	۸۶
۸۷	مستند	۸۷
۸۸	پیشینہ	۸۸
۸۹	مستند	۸۹
۹۰	پیشینہ	۹۰
۹۱	مستند	۹۱
۹۲	پیشینہ	۹۲
۹۳	مستند	۹۳
۹۴	پیشینہ	۹۴
۹۵	مستند	۹۵
۹۶	پیشینہ	۹۶
۹۷	مستند	۹۷
۹۸	پیشینہ	۹۸
۹۹	مستند	۹۹
۱۰۰	پیشینہ	۱۰۰





